خواتین کے لئے

بارہ (۱۲) تقریریں

مرتبہ:
نسیم فاطمہ

نگران:
محمد منشا تابش قصوری

شبیر برادرز ○ اردو بازار ○ لاہور

خواتین کے لئے

بارہ (۱۲) تقریریں

مُرتّبہ

نسیم فاطمہ

نِگران

محمّد منشا تابش قصوری

شبیر برادرز ۰ ۴۰۔ اردو بازار ۰ لاہور

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

نام کتاب -------- خواتین کے لئے بارہ تقریریں

مرتبہ -------- محترمہ باجی نسیم فاطمہ (مریدکے)

تحریک -------- محترمہ باجی طیبہ کمال

ناظمہ جامعہ کمال مصطفیٰ (برائے طالبات) مریدکے

کلماتِ تشکر -------- محترمہ باجی شمیم فاطمہ، پتوکی

نگران -------- مولانا علامہ الحاج محمد منشا تابش قصوری

کمپوزنگ -------- words maker Lhr.

ضخامت -------- 384

بارِ اوّل -------- محرم الحرام ۱۴۲۵ھ/ اپریل ۲۰۰۴ء

ناشر -------- ملک شبیر حسین

قیمت ------170/= روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ اشرفیہ مریدکے (ضلع شیخوپورہ)

ادارہ پیغام القرآن 40 اُردو بازار لاہور

فہرست بارہ تقریریں - بارہ خزانے

عنوان	صفحہ
شرفِ انتساب	۷
حرفِ ناشر	۸
کلماتِ تشکر	۹
نشانِ منزل، تعلیم نسواں	۱۲
☆ **پہلی تقریر**	
واقعات ولادت مصطفیٰ ﷺ	۱۸
آپ محمد ﷺ ہیں	۲۱
ولادت باسعادت	۲۲
حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا	۲۶
دشمن پر عذاب میں تخفیف	۳۱
حضرت سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا	۳۳
حضرت سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی مکہ مکرمہ آمد	۳۴
چالیس دشمنوں کی ہلاکت	۴۲
☆ **دوسری تقریر**	
صاحب معجزات یا جادوگر؟	۴۶
مدینہ طیبہ حاضری	۵۰
بیٹی کی باپ سے گزارش	۵۱
یہودی زمرۂ اسلام میں	۵۲
زہر ختم، آنکھیں روشن	۵۳
آشوب چشم اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۵۴
ذرّہ برابر تکلیف نہ رہی	۵۶
ہتھیلی پر آنکھ	۵۷
کنواں خوشبودار	۵۸
☆ **تیسری تقریر**	
امہات المؤمنین	۶۲
حضرت اُم المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا	۶۲
اسمائے گرامی امہات المومنین رضی اللہ عنہن	۶۳
مقدر کا ستارہ چمکا	۶۵
رحمت عالم کا سفر تجارت	۶۷
بحیرا راہب سے پہلی ملاقات	۶۸
تجارتی سفر کامیاب	۶۹
رسول کریم کی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف آوری	۷۰
اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی	۷۲
حضرت خدیجہ کا خواب	۸۱
پیغامِ نکاح	۸۳
نورانی خواب	۸۴
سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا شانہ نبوت میں	۸۴
سلام خدا، بنام خدیجۃ الکبریٰ	۹۱
میرا سب کچھ میرے نبی کا ہے	۹۲
آخری تمنا	۹۶
جنتی کفن	۹۸
☆ اُم المؤمنین حضرت سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا منظور ہے	۹۹

عنوان	صفحہ
آسمان سے چاند گرا	۱۰۰
آیت پردہ	۱۰۰
رسول پاک کے ساتھ سعادت حج	۱۰۱
☆ **چوتھی تقریر**	
حضرت اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۱۰۳
خلق عظیم	۱۱۵
آیت تیمم اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۱۱۶
سند تکمیل	۱۱۹
سیدہ عائشہ اور سیدہ فاطمہ کے مابین نورانی مکالمہ	۱۲۰
حبیبہ حبیب خدا	۱۲۲
فائدہ	۱۲۳
صورتِ عائشہ صدیقہ	۱۲۴
تصدیق صورت	۱۲۴
خصوصی دعا کی درخواست	۱۲۵
یہ ہمارا اپنا معاملہ ہے	۱۲۶
تقسیم شہر نبی یا تبرک	۱۲۶
دعوتِ مصطفیٰ ﷺ	۱۲۷
خصوصیات عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۱۲۸
اور وہ اندھا ہو گیا	۱۲۹
اعتراض اور خوبصورت جواب	۱۳۰
سخاوت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۱۳۱
چشم فراست	۱۳۲
☆ **پانچویں تقریر**	
☆ اُم المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا	۱۳۵
☆ اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا	۱۳۶
اہم واقعہ	۱۳۷
☆ اُم المؤمنین حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا	۱۳۰
اُم حبیبہ اور ابوسفیان	۱۴۱
☆ اُم المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	۱۴۲
حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہا	۱۴۳
☆ اُم المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا	۱۴۵
اُم المساکین	۱۴۵
لاٹھی روشن ہو گئی	۱۴۶
☆ اُم المؤمنین حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا	۱۴۸
وصال شریف	۱۵۰
☆ اُم المؤمنین سیّدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا	۱۵۱
حضرت جویریہ کے والد داخل اسلام ہوتے ہیں	۱۵۲
عبادت سے محبت و رغبت	۱۵۳
☆ اُم المؤمنین سیّدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا	۱۵۵
☆ **چھٹی تقریر**	
شہزادیٔ رسول حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا	۱۵۹
سیدہ زینب کا پہلا نمبر	۱۶۳
عملی زندگی	۱۶۴
حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہا	۱۶۴
مشرکین کی غلط سوچ	۱۶۵
شرارت ناکام	۱۶۵
غزوۂ بدر اور حضرت ابوالعاص	۱۶۶
نبی کریم ﷺ کے آنسو مبارک	۱۶۷
فدیہ پر رقت	۱۶۸
حضرت زینب نگاہِ رسول میں	۱۷۱
اولادِ امجاد شہزادیٔ رسول کریم	۱۷۲
امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا	۱۷۳

عنوان	صفحہ
انعام مصطفیٰ ﷺ	۱۷۴
وصال حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا	۱۷۴
چادر مبارک	۱۷۵
سیدہ زینب کی نماز جنازہ	۱۷۶
خاتونِ جنت کی وصیت	۱۷۷
☆ **ساتویں تقریر**	
☆ شہزادیٔ رسول حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا	۱۷۹
قبل از نکاح کی بشارت	۱۸۱
داماد رسول حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	۱۸۴
سعادت ہجرتین	۱۸۵
ہجرت مدینہ منورہ	۱۸۶
نذرانہ عثمان	۱۸۷
حضرت رقیہ کا بیمار ہونا	۱۸۸
وصال سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا	۱۸۹
☆ شہزادی حضرت سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا	۱۹۱
نکاحِ ثانی	۱۹۳
عجیب اتفاق	۱۹۳
وصال اُم کلثوم رضی اللہ عنہا	۱۹۴
☆ **آٹھویں تقریر**	
شہزادیٔ رسول اکرم خاتون جنت	
سیّدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا	۱۹۷
ولادت با سعادت	۱۹۷
سلام فاطمہ رضی اللہ عنہا	۲۰۱
وجہ تسمیہ فاطمہ	۲۰۲
احتیاط کریں	۲۰۳
نکاح فاطمہ رضی اللہ عنہا	۲۰۴
جہیز فاطمہ رضی اللہ عنہا	۲۰۵
مہر خاتونِ جنت کی ایک اور صورت	۲۰۸
ضروری وضاحت	۲۱۰
کرامت فاطمہ رضی اللہ عنہا	۲۱۲
لکڑ ہارے اور دس بیبیوں کی کہانی	۲۱۳
کرامات خاتون جنت رضی اللہ عنہا	۲۱۴
ردائے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	۲۱۷
سید عالم کی ڈالی بارگاہِ فاطمہ میں	۲۱۹
وصال سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	۲۲۳
آخری لمحات	۲۲۵
سیدہ کی آخری دعا	۲۲۵
منظوم وصال نامہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	۲۲۶
☆ محفل مصطفیٰ کاشانۂ فاطمہ میں	۲۳۲
☆ **نوویں تقریر**	
خواتین اسلامیہ اور حبِ مصطفیٰ ﷺ	۲۳۶
اسلام کی پہلی شہیدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا	۲۳۹
غلامانِ محمد ﷺ پر مصائب کا آغاز	۲۴۰
محبتِ مصطفیٰ ﷺ	۲۴۱
حضرت سمیہ کون؟	۲۴۲
نام مبارک لیتے رہیے	۲۴۳
جو بیتے سو جریئے	۲۴۵
حضرت عمار اور نارِ کفار	۲۴۸
حضرت ذویب پر آگ گلزار ہوگئی	۲۴۸
دستر خوان نہ جلا	۲۵۱
عورت اور ایمان کی پختگی	۲۵۶

عنوان	صفحہ
☆ **دسویں تقریر**	
حضرت اُم عمارہ کی فداکاری کا ایک منظر	۲۵۶
فاروق اعظم کی طرف سے تمغۂ جرأت	۲۵۹
نام ونسب	۲۶۱
نبی اپنے مدینے میں	۲۶۲
اعلانِ قبولیت	۲۶۵
نقیب بنی نجار	۲۶۵
اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ	۲۶۶
گھوڑا اور سوار دونوں زمین پر	۲۶۷
زخمی اُمِ عمارہ رضی اللہ عنہا	۲۶۸
غلامانِ محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے	۲۶۹
☆ **گیارھویں تقریر**	
تحفہ نے کہا میں پاگل نہیں عاشق ہوں	۲۷۵
حضرت سری سقطی علیہ الرحمۃ	۲۷۶
طالب علم اور شہزادی	۲۸۶
☆ **بارھویں تقریر**	
محفل نعت	۲۹۴
عالم ارواح میں پہلی خدائی ومصطفائی کانفرنس	▪
نعت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء	۲۹۶
قرآن مجید' نعت حبیب ہے	۲۹۹
نعت شریف	۳۰۸
ضروری بات	۳۰۹
نعتیں	۳۱۰
یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم	۳۱۴
بڑی اُمید ہے	۳۲۶
بگڑی ہوئی بنتی ہے	۳۲۷
حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو	۳۲۸
اَج سک متراں دی ودھیری اے	۳۲۹
چار یار رضی اللہ تعالیٰ عنہم	۳۳۱
یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم	۳۳۲
کونین دے والی دا گھر بار بڑا سوہنا	۳۳۳
اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی	۳۳۵
درود شرط ہے ذکر محمدی کیلئے	۳۴۱
اِک راج دُلارا آوت ہے	۳۴۲
نور پھیلا ہوا آج کی رات ہے	۳۴۳
انوار کا عالم کیا ہوگا	۳۴۴
کرم ہی کرتے گئے	۳۴۵
سارے نبی تیرے در کے سوالی	۳۴۶
دل جس سے زندہ ہے	۳۴۷
الف اللہ چنبے دی بوٹی	۳۴۹
مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا	۳۵۰
تو شمع رسالت ہے	۳۵۲
حاجیاں دی رخصتی	۳۵۳
یا محبوب	۳۵۴
یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم	۳۵۵
نعرۂ توحید ورسالت	۳۵۶
اللہ کرم - اللہ کرم	۳۵۸
بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں ہدیہ صلوٰۃ وسلام	۳۷۰
دعاو التجاء' بارگاہ کبریا جل وعلا	۳۷۹
تقریظ منظوم	۳۸۰
بارہ تقریریں - بارہ خزانے	۳۸۰

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

شرفِ انتساب

والدین کریمین ''امام القبلتین' سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سیدنا عبداللہ ☆ حضرت سیدہ آمنہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہما

☆

امہات المؤمنین و بناتِ خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

رضی اللہ تعالیٰ عنہن

کے نام

جن کا ساری انسانیت پر احسانِ عظیم ہے

محتاج نگاہِ کرم

نسیم فاطمہ

مرید کے

حرفِ ناشر

اللہ تعالیٰ جل وعلیٰ کا شکر ہے کہ ''ادارہ شبیر برادرز'' نے اشاعت کے میدان میں جب قدم رکھا تو اتنی کامیابی و کامرانی کا تصور بھی نہیں تھا جو اسے حاصل ہوئی۔ کسی بھی ادارہ، مشن اور پروگرام میں کامیابی کا انحصار اخلاق و اخلاص، جدوجہد اور محنت و عرق ریزی کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزت کی رحمت و کرم پر تکیہ و بھروسہ ہے۔

چنانچہ اس ذات کریم پر توکل کرتے ہوئے ہم نے اس بحر عمیق میں غوطہ زن ہونے کی طرح ڈالی اور آہستہ آہستہ چھوٹی چھوٹی کتابوں سے اشاعت کا آغاز کیا اور رفتہ رفتہ رفتار بڑھتی گئی۔ عوام و خواص نے حوصلہ افزائی کی، علماء کرام اور مشائخ نے ہمت بندھائی۔ ہمارے عزم اور ادارے پختگی کی منازل طے کرتے گئے۔ نبی اکرم رسول اعظم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کی نگاہ رحمت نے دستگیری فرمائی اور ہمیں اس سطح پر پہنچایا کہ اب بڑی بڑی کتب کی اشاعت ہمارا مقصد حیات بن چکا ہے۔ جیسے جامع الاحادیث، فتاویٰ فیض الرسول، احیاء العلوم، نفیس الواعظین، زینت المحافل، سنہری عبادت، سیرت محمدیہ، بہارِ شریعت کے علاوہ کئی ضیغم وعظیم اور مقبول عام کتب ادارہ شبیر برادر کی طرف سے شائع کر چکے ہیں۔ ویسے بہت جلد ان سے بھی بڑی کتب مارکیٹ میں لائیں گے اس پر ہم شیخ الحدیث علامہ مولانا شرف قادری مدظلہ اور حضرت مولانا الحاج محمد منشاء تابش قصوری کا خصوصیت سے شکریہ ادا کرتے ہیں جن کی بے لوث سرپرستی سے ادارہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ زیر نظر کتاب ''خواتین کی بارہ تقریریں'' شائع کر کے ایک نیا قدم اٹھایا جا رہا ہے۔ ہم اہل علم خواتین سے گزارش کرتے ہیں کہ آیئے اور خواتین کی علمی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے قلمی محاذ کو زینت دیجئے۔ ہم ہر ممکن طریقہ سے آپ کی حوصلہ افزائی کریں گے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے نیک عزائم کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔ آمین ثم آمین۔

ملک شبیر حسین

کلماتِ تشکر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ رب العزت جلّ وعلیٰ کا ہم پر کتنا کرم ہے کہ ہمیں اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی محبت و الفت سے بہرہ مند فرمایا۔ اور سب سے بڑی نعمت و رحمت یہ کہ اس نے صحیح العقیدہ والدین کریمین کے سایہ شفقت میں پروان چڑھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ہماری تعلیم و تربیت علم و فضل کے گہوارہ میں ہوئی۔ ہم چار بہن، بھائی ہیں اور جدید و قدیم علم کے فیضان سے استفادہ کیا مگر دینی علوم و فنون نے ہمیں جو عزت و عظمت دی اس پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے۔

میری بڑی ہمشیرہ محترمہ نسیم فاطمہ زید علمھا و عملھا نے دینی و شرعی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم میں بی اے سی ٹی کی اسناد اعلیٰ پوزیشن میں حاصل کیں اور الحمد للہ علیٰ منہٖ و کرمہٖ تعالیٰ معلّمہ کی حیثیت سے جاب کر رہی ہیں۔

فطرت نے ہمیں اکابر اسلام کی تعظیم و تکریم کے قواعد و ضوابط خوب سکھائے ہیں کیونکہ ہمارے گھر میں بڑے بڑے علماء کرام اور مشائخ عظام دامت برکاتہم العالیہ عموماً تشریف لاتے رہتے ہیں۔ ان کی ضیافت سے ہم دعائیں حاصل کرتی رہتی ہیں اور ہمارے بھائی جناب محمد محمود احمد حافظ قصوری، حافظ محمد مسعود اشرف قصوری، نہایت مستعدی سے بزرگوں کی خدمات بجالاتے ہیں۔ الحمد للہ میرے برادر خورد حافظ محمد مسعود اشرف قصوری سلمہ رب تعالیٰ جامعہ محمدیہ غوثیہ داتا نگر لاہور بی اے کے ساتھ ساتھ علوم دینیہ میں دورہ حدیث شریف کی سعادت سے بازیاب ہو رہے ہیں۔ نہایت پرکشش،

اثر آمیز آواز' روح پرور انداز میں تلاوت قرآن کریم اور نعت رسول عظیم ﷺ سے سامعین کو مسرور مسحور کر دیتے ہیں۔ انشاء اللہ العزیز موصوف اپنے والد گرامی کی طرح محبوبیت ومقبولیت حاصل کریں گے۔

آج مجھے یہ چند سطریں اپنی باجی نسیم فاطمہ کے لکھنے پر جو راحت' مسرت اور خوشی حاصل ہو رہی ہے اسے الفاظ میں لایا نہیں جا سکتا۔ موصوفہ نے اپنے والد صاحب کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ...... قلم کی لگام تھامی ہے اور خواتین کے لئے ''بارہ تقریریں'' لکھ کر جس بابرکت کام کا آغاز کیا ہے اس پر ہدیہ تبرک پیش کرتے ہوئے میرا سر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکرانے کیلئے جھکا جا رہا ہے۔ ہمارے والدین کریمین کی دعاؤں نے ہمیں ہمیشہ کامیابی و کامرانی سے شادکام کیا (اللہ تعالیٰ میری والدہ ماجدہ جو ایک نہایت پاک باز' صالحہ تہجد گزار اور تلاوت قرآن کریم سے عشق کی حد تک لگاؤ رکھنے والی خاتون ہیں' مولیٰ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عاجلہ سے نوازے' علالت کے باوجود اب بھی متعدد قرآن کریم ماہانہ ختم کر لیتی ہیں) فرماتی ہیں تمہارے والد صاحب تو ہمیشہ قلم ہی تھامے رکھتے ہیں حالانکہ ہمارے شب و روز کا اپنا بھی مشاہدہ ہے کہ عرصہ دراز سے مریدکے تا لاہور آمد و رفت اور جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں تدریسی و تعلیمی فرائض کی انجام دہی کے باوجود راتوں کو نہ جانے کب سوتے ہیں۔ ان کا وجود اور کتابوں کے انبار' کبھی خطوط کے جواب لکھے جا رہے ہیں' تو کبھی کسی کتاب کو سامنے رکھے ترجمہ کر رہے ہیں۔ علماء کرام کی کتابوں کی تعریضات و تقدیمات کے لئے ''نشان منزل'' کی صورت سجائی جا رہی ہے۔ کب سوتے ہیں اللہ جانے' صبح ہمیں از خود جگاتے ہیں' کبھی کبھی جگانے کا یہ انداز اپناتے ہیں ؎

جاگ جاگ اے مسلمان سویرا ہوا
دور سارے جہاں سے اندھیرا ہوا

آپ نے بار بار محسوس کیا ہوگا۔ عزیزہ اپنے والد ماجد کا نام نامی اسم گرامی کیوں

نہیں لکھ رہی تو سنیئے میرے والد ماجد ملت اسلامیہ کے نامور عالم دین' ممتاز صاحب قلم' ادیب' شہیر' کتب کثیرہ کے مصنف ومترجم' خوش الحان خطیب اور مستند ومعروف مدرس' نعت گو شاعر' حضرت مولانا علامہ الحاج محمد منشا تابش قصوری' صدر شعبہ فارسی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور' خطیب اعظم مرید کے' جن کی علمی وقلمی شہرت کا زمانہ معترف ہے۔ آپ پاک وہند کے مشہور قلمکاروں میں شامل ہیں یہی وجہ ہے کہ بین الاقوامی سطح پر علماء کرام اور مشائخ عظام کا آپ سے گہرا ربط وتعلق ہے۔ متعدد بار حج وعمرہ اور زیارت سید عالم نبی مکرم ﷺ کیلئے حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ کرمہٖ تعالیٰ آپ کی سرپرستی ونگرانی میں آپ کی صاحبزادی اور میری باجی نے یہ کتاب مرتب کی ہے۔ راقمہ زیادہ دیر آپ اور کتاب کے درمیان حائل رہنا نہیں چاہتی۔ بس اب آپ نے فیصلہ کرنا ہے کہ ''خواتین کی بارہ تقریریں'' کیسی ہیں؟ پسند آئیں تو بارگاہ رب العزت اور رحمت عالم ﷺ کے حضور قبولیت کی دعا فرمائیں۔

فقط طالب دعا

شمیم فاطمہ (مرید کے)

پتوکی (قصور)

(۱۴۲۴ھ شوال المکرم/۲۰۰۳ء یکم دسمبر دوشنبہ)

تعلیم نسواں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اسلام نے علم کو نور قرار دیا اور اس کا حاصل کرنا فرض ٹھہرایا۔

مرد اور عورت کا اس میں کوئی فرق روا نہیں رکھا' علم سے دونوں آراستہ ہو کر ہی دین' دنیا اور آخرت سنوار سکتے ہیں۔

علم کے بغیر عمل ممکن نہیں' اللہ تعالیٰ کی معرفت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعظمت سے آگاہی علم ہی سے ہوتی ہے۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد کا جب تک علم نہیں ہوگا اس کی ادائیگی کیسے ممکن ہوگی؟

جب حقوق پر نگاہ ڈالی جاتی ہے تو وہ اَن گنت اور بہ کثرت دکھائی دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر ایمان لانا ملائکہ اور اُس کے رسولوں کو حق سچ ماننا' آسمانی کتابوں اور ان کی تعلیمات پر یقین رکھنا۔

قرآن کریم اور صحفِ انبیاء کی تصدیق کرنا' احکامِ الٰہی بجالانا' قضا وقدر' حیات و ممات' حشر ونشر' میزان وصراط' حساب وکتاب' جنت وجہنم' عذاب ومغفرت' جزاء وسزا وغیرہ امور پر ایمان لانا ہر نوع بشر' مرد وزن پر لازم وضروری ہے۔

علاوہ ازیں نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ صلوٰۃ وسلام' ذکر واذکار' نوافل عبادات' صدقہ و خیرات وغیرہ احکامِ شرعیہ کی ادائیگی بھی حقوق اللہ میں شامل ہے۔

ان جملہ فرائض وواجبات، سنن ومستحبات کا بجالانا جہاں مرد کے لئے ضروری ہے وہاں عورت پر بھی لازم ہے کہ عملی طور پر ان پر پورا اُترے۔

نکاح، طلاق، طہارت کا مرد وزن دونوں پر یکساں حکم ہے۔

اُسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونا جہاں مرد کے لئے ارشاد ہے وہاں عورت پر بھی اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض ہے، مگر ان امور کی نشاندہی اور طریقۂ ادائیگی علم سے ہی ممکن ہے۔ محض قیاس سے کام نہیں چل سکتا۔

لہٰذا عورت کے لئے علوم وفنون اسلامیہ کا حاصل کرنا اسی طرح ضروری ہے جس طرح مرد کے لئے

عورت کو جب ان مسائل کا علم ہوگا تو عمل سہل اور آسان ہوگا ورنہ حقوق اللہ و حقوق العباد کی عدم ادائیگی کے باعث جواب دہ ہوگی۔

پس ثابت ہوا کہ جملہ علومِ اسلامیہ کا حصول عورت کا بنیادی حق ہے تاکہ وہ اپنے فرائض کماحقہ سرانجام دے سکے۔

فی زمانہ جدید اقسام کی بے راہ روی، بے حجابی، بے حیائی و بے غیرتی کے طوفان میں عظمت انسان کی امینہ ومحافظہ ''عورت'' کو شریعتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے لاتعلق، بے بہرہ اور بے علم نہیں رکھا جاسکتا۔

تربیت کے معاملہ میں عورت کا علم مرد سے زیادہ نفع مند ثابت ہوسکتا ہے۔ اس لئے کہ پڑھی لکھی عورت اپنی تربیتی ذمہ داری کو احسن طریقہ سے پورا کرسکتی ہے۔

دیکھا جائے تو عورت کے چار روپ سامنے آتے ہیں اور وہ چاروں کی حفاظت پر مامور ہے۔

۱- بیٹی ۲- بہن ۳- بیوی ۴- ماں۔

بیٹی کی صورت میں وہ اپنے ماں باپ اور بڑوں کی فرمانبرداری میں مگن رہے گی، ان سے تعلیم وتربیت اور آدابِ زندگی سیکھے گی۔

بہن کی صورت میں اپنے بھائیوں سے محبت واُلفت اور مؤدت کا دم بھرے گی۔

بیوی کی حیثیت میں وہ اپنے خاوند کے حکم پر سر تسلیم خم کرے گی' اپنے والدین' سسرال اور اپنے اقارب کے حقوق کا تحفظ کرے گی۔

اور جب ماں کے منصب پر فائز ہو گی تو اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت اور نگہداشت کا ہر قدم پر سامان مہیا کرے گی جو انہی مذکورہ بالا حالتوں کی تبدیلی میں حاصل کرتی آئی ہے۔

لیکن ان تمام کا بجالانا علم کے بغیر ممکن نہیں۔ لہٰذا عورت کے لئے علم کا حاصل کرنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا مرد کے لئے۔

قرآن وسنت اور تعامل صحابہ وصحابیات نیز ائمہ کرام کی تصریحات عورت کی تعلیم پر شاہد و ناطق ہیں۔

محسن اعظم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد ''اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ'' ماں کی گود سے قبر میں داخل ہونے تک علم حاصل کرتے رہو' سے ثابت ہو رہا ہے کہ ''اولاد' بچے اور بچیوں کے لئے پہلا مدرسہ ماں کی گود ہے۔ نیز سید عالم محسن اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابیات کی خواہش پر عورتوں کو شرعی تعلیم کے لئے ہفتہ بھر میں ایک دن مختص کر رکھا تھا۔

اکابر اسلام میں اہل علم کی بچیاں علوم وفنونِ اسلامیہ میں اتنی فوقیت رکھتی تھیں کہ مرد بھی ان سے علم سیکھتے رہے۔

قرآن کریم میں جہاں مسلمان مردوں کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں وہاں مسلمات عورتوں کو بھی انہی کلمات توصیفہ سے متعارف کرایا گیا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

وَالْقٰنِتِيْنَ	وَالْقٰنِتٰتِ
وَالصّٰدِقِيْنَ	وَالصّٰدِقَاتِ
وَالْخَاشِعِيْنَ	وَالْخَاشِعَاتِ
وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ	وَالْمُتَصَدِّقَاتِ
وَالصَّائِمِيْنَ	وَالصَّائِمَاتِ
وَالْحٰفِظِيْنَ	وَالْحَافِظَاتِ
وَالذَّاكِرِيْنَ	اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ० (الاحزاب پ۲۲' آیت ۳۵)

ترجمہ: بلاشبہ مسلمان مرد	اور مسلمان عورتیں
اور ایمان والے مرد	اور ایمان والی عورتیں
اور عبادت گزار مرد	اور عبادت گزار عورتیں
اور سچے مرد	اور سچی عورتیں
اور فرمانبردار مرد	اور فرمانبردار عورتیں
اور خشوع والے مرد	اور خشوع والی عورتیں
اور صدقہ دینے والے مرد	اور صدقہ دینے والی عورتیں
اور روزہ دار مرد	اور روزہ دار عورتیں
اور اپنی شرمگاہوں کی نگہبانی کرنے والے مرد	اور نگہبانی کرنے والی عورتیں
اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد	اور یاد کرنے والی عورتیں

تیار کرلیا ہے اللہ نے ان کے لئے مغفرت اور بڑے ثواب کو۔

(ترجمہ معارف القرآن از محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ)

یہ تو وہ اوصاف ہیں جن میں مرد و زن برابر کے شریک ہیں اور ان تمام کا تعلق علم سے ہے جہل سے قطعاً نہیں۔ لہٰذا واضح ہوا کہ شریعت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں عورت

کے لئے علم حاصل کرنا نہ صرف جائز بلکہ بالتحقیق لازم اور ضروری ہے۔

مگر تعجب کی بات ہے خواتین کے لئے اسلامی کتابیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ خصوصاً پند و نصائح اور وعظ و تقریر میں تو کوئی کتاب دیکھنے سننے میں نہیں آئی' حالانکہ تبلیغ کرنا ہر مسلمان مرد و زن پر فرض ہے۔ سید عالم نبی مکرم معلم انسانیت جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً میری طرف سے پہنچا دو اگرچہ تمہیں اسلام کی ایک ہی بات کا علم ہو۔

چنانچہ اس خلاء کو پورا کرنے کے لئے پیش نظر کتاب مرتب کر کے طرح ڈالی گئی ہے تاکہ علوم و فنون اسلامیہ سے بہرہ مند میری بہنیں بھی ایسے کارِ خیر کو پھیلانے کے لئے اپنے راہوار قلم کو چلائیں اور خواتین اسلامیہ کے لئے پند و نصائح اور مواعظ اسلامیہ و مسائل شرعیہ کا اتنا عظیم ذخیرہ مہیا فرمائیں جن سے طبقہ نسواں بآسانی استفادہ کر سکے۔

میں نے اس کتاب کا نام رکھا ہے "خواتین کے لئے بارہ تقریریں"

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا ہے کہ وہ میری اس معمولی سی کاوش کو اپنے پیارے محبوب' ہمارے آقا و مولیٰ جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات' امہات المؤمنین اور آپ کی چاروں مقدس صاحبزادیوں رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے صدقہ پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نسیم فاطمہ (مریدکے)

(بی۔ اے۔ سی۔ ٹی)

۱۵' ماہِ صیام جمعرات ۱۴۲۳ھ/ ۲۰ نومبر ۲۰۰۲ء

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ
عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ
(پ۲۶ سورۃ الفتح آیت ۲۹)

پہلی تقریر

واقعات ولادت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؁

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ :

ب بسم اللہ اسم اللہ دا ایہہ دی گہنا بھارا ہو
نال شفاعت سرور عالم چھٹسی عالم سارا ہو
حدوں بے حد درود نبی تے جس دا ایڈ پیارا ہو
میں قربان تنہاں تھیں باہو جس ملیا نبی سوہارا ہو

میری دینی اور اسلامی بہنو!

میری تقریر کا عنوان ہے واقعات ولادت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی خدمت میں موضوع کے مطابق گفتگو کرنے سے پہلے گزارش کرونگی کہ پہلے ہم سبھی مل کر محبوب رب العلمین، خاتم النبیین، سیّد المرسلین، شفیع المذنبین جناب احمد مجتبٰے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں انتہائی عقیدت اور محبت سے درود و سلام کا نذرانہ پیش کریں، کیونکہ درود سلام کے بغیر کوئی محفل، کوئی بزم، کوئی تقریب، کوئی جلسہ، کوئی کانفرنس اور کوئی بھی پروگرام قبولیت کا شرف حاصل نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ہم آج کی تقریر کو صلوٰۃ وسلام کی ایمان افروز صداؤں سے مزین کرنے کی سعادت حاصل کرتی ہیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

ماشاء اللہ، کیا خوب، کیا پیار بھرا انداز ہے، محفل میں مزید کیف و سرور سے لذت آشنا ہونے اور اپنے ایمان کو تازگی بخشنے کیلئے چند اشعار میرے ساتھ مل کر پڑھیئے۔

یا احمد سرور صَلِّ علیٰ ، یا احمد سرور صَلِّ علیٰ
مینوں جلدی اپنے کول بلا ، یا احمد سرور صَلِّ علیٰ
تیری دید دا رہندا چا مینوں ، دیوو اپنا مکھ وکھا مینوں
ہن دیر ذرا نہ لا مینوں ، یا احمد سرور صَلِّ علیٰ
میرا دین تسیں، ایمان تسیں ، میری جان تسیں، قرآن تسیں
سارے جگاں دی وی شان تسیں ، یا احمد سرور صَلِّ علیٰ
اوہ حق تھیں جنت پاوے گی ، او دوزخ کدی نہ جاوے گی
جو ہر دم ورد کماوے گی ، یا احمد سرور صَلِّ علیٰ
تیری خاطر کُن سنا دتا ، لَوْلَاکَ لَمَا فرما دِتا
تینوں زندہ نبی بنا دتا ، یا احمد سرور صَلِّ علیٰ
تینوں حق دی دید اس رات ہوئی ، جیہڑی رات اٹھاراں سال ہوئی
سن امت بہت نہال ہوئی ، یا احمد سرور صَلِّ علیٰ
تیریاں صفتاں گوناگون نبی ، پُر مطلب وچ مضمون نبی
سب بول تیرے قانون نبی ، یا احمد سرور صَلِّ علیٰ
تیرے معجزے لکھ ہزاراں جی ، میں کی کی بات وچاراں جی
اک اپنی عرض گزاراں جی ، یا احمد سرور صَلِّ علیٰ
وچ غفلت عمر ونجائی اے ، کوئی تند نہ چرخے پائی اے
بس تیری اک دوہائی اے ، یا احمد سرور صَلِّ علیٰ
میرا کاج وی توں میرا داج وی ، میرا راج وی توں میرا تاج وی توں

میرا کل دی توں میرا آج دی توں، یا احمد سرور صَلِّ علیٰ
کل نبیاں دے سردار تسیں، نالے شافع روز شمار تسیں
سانوں پل تھیں کرنا یاد تسیں، یا احمد سرور صَلِّ علیٰ
تیرے عشق بھولائی بولی میں، پاؤ خیر ہن اڈی جھولی میں
تسیں آقا بے شک گولی میں، یا احمد سرور صَلِّ علیٰ
یا ربا اوہ دن کد آون گے، جدوں سجن جھاتی پاون گے
نالے شربت دید پلاون گے، یا احمد سرور صَلِّ علیٰ
پائے چھیک وچھوڑے سینے نوں، ربا لے چل شہر مدینے
اگ لاواں مال خزینے نوں، یا احمد سرور صَلِّ علیٰ
وچ ہجر فراقاں مردی ہاں، تیری دید دے ہاڑے بھردی ہاں
ایہو اٹھدیاں بہندیاں پڑھدی ہاں، یا احمد سرور صَلِّ علیٰ
سن عرض نسیم بیچاری دی، وچ دکھاں درداں ماری دی
رکھو مان اس ہمت ہاری دی، یا احمد سرور صَلِّ علیٰ
میں وچ "مریدکے" رہنی ہاں، دن رات ایہہ رب نوں کہنی ہاں
ویکھاں روضہ دکھ پئی سہنی ہاں، یا احمد سرور صَلِّ علیٰ

سبحان اللہ، ماشاء اللہ: کیا خوب، کس محبت اور پیار سے آپ نے ذکر کیا، درود شریف اور صلوٰۃ وسلام پیش کیا، اللہ تعالیٰ ہماری اس تقریب سعید کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے۔

میں نے آپ کے سامنے جس آیت کو تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کی ہے ایک بار پھر سماعت فرمایئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے محمد رسول اللہ، محمد اللہ کے رسول ہیں:

محمد وہ نسیم نو بہار گلشن ہستی
محمد وہ شمیم مشک بار جنت الماویٰ

محمد وہ شبستان ازل کی شمع نورانی
محمد وہ زسرتاپا جمال جلوۂ سینا
محمد وہ دُرِتاج رُسل وہ خاتم الرسل
محمد وہ ظہور نور کل وہ جلوۂ یکتا
محمد وہ گروہ اولیاء کے سیّدِ والا
محمد و کلاہ انبیا کے طرۂ زیبا
محمد وہ نبوت کے شرف کے مبتداو خاتم
محمد وہ رسالت کی صدف کے لؤلؤ تے لالا
محمد وہ نوید عام و رحمت عالم
محمد وہ پیام نو بہار گلشن دنیا
محمد وہ بہار تازۂ باغ براہیمی
محمد وہ چمن پیرائے باغ ملت بیضا

آپ محمد (ﷺ) ہیں:

اللہ تعالیٰ جل وعلیٰ نے آپ کے اسمائے گرامی کو ایسی خصوصیت عطا فرمائی ہے کہ آپ کا ہر اسم آپ کے اوصاف ومحامد' خصائل وشمائل پر دلالت کرتا ہے' آپ کے ذاتی نام محمد اور احمد ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام اللہ ہے جو ہر ہر صفت پر دال ہے۔ اسی طرح حضور پُرنور' شافع یوم النشور کے ذاتی نام مبارک محمد اور احمد تمام اوصاف جمال و کمال کے جامع ہیں۔ اسم مقدس ''مُـحَـمَّدٌ مفعّل'' کے وزن پڑھے' جو کثرت حمد میں مبالغہ کا اظہار کرتا ہے یعنی سیّد عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم حمد کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر اور ان سب میں افضل ہیں جن کی تعریف کی جاتی ہے۔ اسی لئے کائنات کا ذرہ ذرہ آج تک آپ کا ثنا گستر اور مدح خواں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے اور محبوب نام کی نوبت شاہانہ رات دن چوبیس گھنٹوں میں پانچ مرتبہ مساجد کے بلند ترین میناروں سے سامعہ نواز ہے اور قیامت کے

دن بھی حمد کا جھنڈا آپ ہی کے ہاتھ ہوگا تا کہ کمال حمد آپ کیلئے پورا ہو اور اس میدان میں بھی آپ حمد کی صفت سے مشہور ہوں آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر جلوہ افروز فرمائے گا اور آپ پر تعریفوں کے دروازے کھل جائیں گے جو کسی اور پر نہ کھلے اور نہ کھولے جائیں گے اسی طرح آپ حامد' محمود اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء وصفیہ سے متعارف ہیں جو حمد سے مشتق ہیں۔ گویا کہ فرشتوں کی تسبیحات' انبیاء و مرسلین علیہم السلام کا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا' حوروں اور غلمان' زمین و آسمان' بحر و بر کی ہر ایک مخلوق کی اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کی تعریفیں' محامد' ثنائیں ایک طرف اور محبوب اکرم' نبی مکرم' رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد وثناء ایک طرف پھر بھی آپ کی حمد وثنا کے ساتھ ان جملہ جہاں کی مخلوق کی حمدیں' ثنائیں برابر نہیں ہو سکتیں' کیونکہ محبوب کے منہ سے تو ایک کلمہ ساری کائنات کی بولیوں سے محبوب لگتا ہے اسی لئے تو ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذکر کی طرف لگا رکھا ہے بلکہ از خود محبوب کا ذکر اس شان سے کرنے کا اعلان فرما رہا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔ (الاحزاب ۲۲)

بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس خاص نبی پر (جو محبوب و مطلوب ہے) صلوٰۃ پڑھتے رہتے ہیں' ایمان والو تم بھی اس خاص نبی پر اچھی طرح صلوٰۃ وسلام پڑھتے رہو۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

ولادت باسعادت:

حضور پُرنور' شافع یوم النشور جناب احمد مجتبٰے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاوّل مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ھ کو اس جہان رنگ و بو میں منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہوئے اور پوری کی پوری کائنات نے اس ظہور قدسی پر بصد ادب و احترام سر جھکایا فضائے

بسیط میں مسرت وشادمانی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ ہر طرف خوشی کے ترانے گونج اٹھے کہ وہ مختار نبی آ گیا جو کفر وشرک کی ظلمتوں کے سحر کو توڑ کر رکھ دے گا وہ باعث تخلیق کائنات تشریف لے آیا۔ جو ایک دنیا کو غم والم کی وادیوں میں پھنسے ہوؤں کو آزادی ورہائی دلا کر آرام وراحت کے باغوں میں پہنچا دے گا وہ پھول کھلا جس کی نکہت بیزیوں اور خوشبوؤں کی مہک سے مشام عالم معطر ومعنبر ہوگا۔ وہ معلم کل جلوہ گر ہوا جس کی تعلیم و حکمت سے مخلوق خدا تا قیام قیامت ہدایت ونجات کی سند حاصل کرتی رہے گی وہ آفتاب عالم تاب طلوع ہوا۔ جس سے جہاں کا ذرہ ذرہ قدوسیوں کے ساتھ مل کر اس نورایزدی کی درخشانیوں سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اکتساب نور کرتا رہے گا اور دنیا مادہ پرستی سے خدا پرستی کی طرف منتقل ہو جائے گی۔ غلام وآقا' شاہ وگدا' گورے وکالے' اسود و احمر' کا فرق مٹ جائے گا۔ ویرانے گلستان اور دیوانے علم وحکمت کے فرازنے نظر آئیں گے ہر فرعون ومتکبر کی گردن آپ کے در کے فقیر کے سامنے جھک جائے گی ہاں ہاں ذرا ان ساعتوں کی دلآویز اور روح پرور آواز کو تو سماعت فرمایئے جو اس وقت سے لیکر آج تک کائنات میں کے گوشے گوشے سے سنائی دے رہی ہے۔

صبح میلاد النبی ہے کیا سہانا نور ہے
آ گیا وہ نور والا جس کا سارا نور ہے
نور گھر میں نور باہر کوچہ کوچہ نور ہے
بلکہ یوں کہیے کہ سب دنیا کی دنیا نور ہے

ذرا کان لگا کر سُنیے تو سہی مکہ مکرمہ سے یہ کیسے پرکشش' ایمان افروز ترانے سنائی دے رہے ہیں۔

آ کے گھر وچ آمنہ دے رنگ لایا نور نے
مٹ گئی ظلمت جدوں جلوہ دکھایا نور نے
نور نے گلیا بنا کے نور نوں خیر البشر
رحمۃ للعالمین دا لقب پایا نور نے

تاریاں، چن نوں، سورج تے نالے برق نوں
خیر اپنے نور دا سبناں نوں پایا نور نے
پیار تھیں، اتفاق تھیں، اخلاق تھیں، انصاف تھیں
خاکیاں نوں در تے خالق دے جھکایا نور نے
بجھ گئے آتش کدے ٹھنڈے ہوئے دُکھیاں دے دل
رحمتاں دا ابر جس دم آ وسایا نور نے

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ربیع الاول شریف کی بارھویں شب میں بیت اللہ شریف کا طواف کر کے مقام ابراہیم علیہ السلام پر جذب کے عالم میں یوں محو دعا تھا ہے۔

دعا یہ تھی الٰہی نعمت موعود مل جائے
بنی ہاشم کا مرجھایا ہوا گلزار کھل جائے

صبح کاذب کے اندھیرے صبح صادق کی نورانی کرنوں کے نور سے چھٹ رہے تھے۔ سپیدہ سحر نمودار ہو رہا تھا کہ میرے کانوں میں بشارت وخوشخبری کی آواز گونج اٹھی۔

اچانک صبح کی پہلی کرن ہنستی ہوئی آئی
مبارک باد کہہ کر یہ خبر دادا کو پہنچائی
ملا ہے آمنہ کو فضل باری سے یتیم ایسا
نہیں ہے بحر ہستی میں کوئی دُرِ یتیم ایسا

میں نے یہ مژدہ جانفزا سنا اور مراقبے سے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں بیت اللہ شریف کا شانہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف بار بار سجدے کر رہا ہے۔ یہ عجیب و غریب منظر مجھے پہلی بار دکھائی دیا، سکون واطمینان کی دولت لازوال ہاتھ آئی، اس کیف وسرور کی تصویر کشی نہیں کی جا سکتی البتہ اس مبارک ساعت کی یاد تازہ رکھنے کیلئے یوں کہا جا سکتا ہے۔

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

تاریاں، چن نوں، سورج تے نالے برق نوں
خیر اپنے نور دا سبناں نوں پایا نور نے
پیار تھیں، اتفاق تھیں، اخلاق تھیں، انصاف تھیں
خاکیاں نوں در تے خالق دے جھکایا نور نے
بجھ گئے آتش کدے ٹھنڈے ہوئے دُکھیاں دے دل
رحمتاں دا ابر جس دم آوسایا نور نے

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ربیع الاول شریف کی بارہویں شب میں بیت اللہ شریف کا طواف کر کے مقام ابراہیم علیہ السلام پر جذب کے عالم میں یوں محو دعا تھا ہے۔

دعا یہ تھی الٰہی نعمت موعود مل جائے
بنی ہاشم کا مرجھایا ہوا گلزار کھل جائے

صبح کاذب کے اندھیرے صبح صادق کی نورانی کرنوں کے نور سے چھٹ رہے تھے۔ سپیدہ سحر نمودار ہو رہا تھا کہ میرے کانوں میں بشارت وخوشخبری کی آواز گونج اٹھی۔

اچانک صبح کی پہلی کرن ہنستی ہوئی آئی
مبارک باد کہہ کر یہ خبر دادا کو پہنچائی
ملا ہے آمنہ کو فضل باری سے یتیم ایسا
نہیں ہے بحر ہستی میں کوئی دُرِ یتیم ایسا

میں نے یہ مژدہ جانفزا سنا اور مراقبے سے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں بیت اللہ شریف کا شانہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف بار بار سجدے کر رہا ہے۔ یہ عجیب و غریب منظر مجھے پہلی بار دکھائی دیا، سکون واطمینان کی دولت لازوال ہاتھ آئی، اس کیف وسرور کی تصویر کشی نہیں کی جا سکتی البتہ اس مبارک ساعت کی یاد تازہ رکھنے کیلئے یوں کہا جا سکتا ہے۔

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

جن کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی
ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

میں خوشی ومسرت کے اس عالم میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے در اقدس پر پہنچا تو فرشتوں کی قطاریں نظر آئیں جو صلوٰۃ وسلام کے نذرانے پیش کرنے میں مصروف تھیں، حوریں گیت گا رہی تھیں، میں نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولنے کی کوشش کی تو حکم ہوا۔ عبدالمطلب رک جاؤ ابھی تم اندر نہیں جا سکتے، مقدس خواتین کی روحیں مثالی صورتوں میں حاضر ہو کر آمنہ کو مبارک باد پیش کر رہی ہیں۔ جن میں حضرت حوا، حضرت ہاجرہ حضرت آسیہ، حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہن خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

جب میرے لئے دروازہ کھلا تو میں نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مبارک باد پیش کی، پوچھا آمنہ بیٹے کا نام کیا تجویز کیا ہے۔ فرمایا: مجھے غائب سے آوازیں آ رہی تھیں آمنہ! بیٹے کا نام محمد رکھنا، یہ میری خدائی کا مختار ہوگا، چنانچہ میں نے اسی غیبی آواز پر عمل کرتے ہوئے اپنے نور نظر لخت جگر کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا ہے۔

دادا جان! اور سنیئے میں نے وقت ولادت مصطفیٰ علیہ التحیة و الثناء بڑے بڑے عالی شان مناظر دیکھے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میری آنکھوں کے سامنے سے تمام حجابات اٹھا لئے گئے۔ میں نے مشارق ومغارب میں جہاں تک چاہا دیکھا۔ میری نظر بیت المقدس میں مسجد اقصیٰ پر گئی تو میں نے نہایت خوبصورت جھنڈا لہراتے دیکھا جس پر رقم ہے۔

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

پھر میں نے بیت اللہ شریف کو دیکھا تو اس پر بھی اسی قسم کا سبز پرچم لہرا رہا ہے جس پر نہایت خوش خط تحریر ہے۔

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

پھر میری نگاہ اپنے مکان کی چھت پر پلٹی تو کیا دیکھتی ہوں میرے مکان کی چھت

پر بھی ویسا ہی پرچم لہرا رہا ہے جس پر نہایت جلی قلم سے لکھا ہوا ہے۔

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

ابھی میں ان نظاروں کے سرور سے محظوظ ہو رہی تھی کہ میں نے اچانک اپنے نور نظر، لخت جگر کو دیکھا سجدے میں سر رکھے ہوئے ہے۔ مجھ پر حیرانگی سی طاری ہوگئی میں ابھی کوئی بات سوچ ہی رہی تھی کہ آپ نے سجدے سے سر اٹھایا اور شہادت کی انگلی اٹھاتے ہوئے فَیَقُوْلُ بِلِسَانٍ فَصِیْحٍ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنِّیْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ نہایت فصیح عربی زبان میں پکارنے لگے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں اللہ کا رسول ہوں، اور پھر

فرشتوں کی سلامی دینے والی فوج گاتی تھی
جناب آمنہ سنتی تھیں یہ آواز آتی تھی
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوات اللہ علیک

بیان حضرت ثُوَیبَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابولہب کی کنیز تھی جیسے ہی اسے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے تو وہ دوڑتی ہوئی اپنے آقا ابولہب کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اسے مبارک باد پیش کی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خزاں رسیدہ باغ میں بہار آ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آمنہ کو ایسا خوبصورت حسن و جمال کا پیکر، مجسم نور بیٹا عطا فرمایا ہے جس کی اس کائنات میں مثال محال ہے۔ یہ سنتے ہی ابولہب نے حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزاد کر دیا اس خوشی و مسرت پر اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے یوں بہرہ مند فرمایا:

جدوں نبی دا پیدا ہونا خبر قریشیاں ہوئی
وس پیا گھر عبداللہ دا خوش ہویا سب کوئی
نام ثویبہ ابولہب دی ہک کنیز سیانی
کہی مبارک ابولہب نوں اس مسکین نمانی

تاں ابولہب خوشی سن اسنوں حکم آزاد سنایا
ایہہ خوشخبر سناون کارن اس پر رحم کمایا
راضی ہو کر باتاں کردا بہت کرے شکرانہ
کے دہاڑے دشمن ہوسی دینوں دور دیوانہ

بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے سید عالم نور مجسم' نبی مکرم' جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلان نبوت و رسالت کی اجازت فرمائی اور ارشاد ہوا:

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ

سب سے پہلے آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو اسلام لانے کی دعوت دیں' میری توحید کا اقرار اور اپنی رسالت کی تصدیق کرائیں۔ نیز انہیں میری گرفت سے ڈرائیں' چنانچہ آپ نے تمام قریبی رشتہ داروں کو' کوہ فارن کے دامن میں جمع فرمایا اور اعلانیہ دریافت کیا۔

لوگو!

آپ میرے تمام قریبی اور رشتہ دار ہیں' میں نے آپ کو آج خصوصی طور پر اس لئے جمع فرمایا ہے کہ میں نے چالیس سال تمہارے درمیاں گزارے ہیں۔ میری ہر بات اور ہر حرکت کا تم لوگوں نے مشاہدہ کیا ہے۔ میرے کیریکٹر اور کردار کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ چھوٹوں اور بڑوں سے میرا سلوک آپ سے پوشیدہ نہیں' بچوں اور خواتین سے میرا برتاؤ آپ پر واضح ہے' امراء اور غرباء' میری نگاہ میں انسان ہونے کے ناطے سے' یکساں ہیں کالے اور گورے کی قدر و منزلت میرے نزدیک برابر ہے۔ بڑوں کا احترام اور چھوٹوں پر شفقت میرا طریقہ کار رہا امانت اور دیانت کی کیفیت تم لوگوں سے پوشیدہ نہیں' صداقت میرا اشعار ہے' جھوٹ سے مجھے نفرت ہے۔

لوگو! کیا میں نے جو کچھ تمہارے سامنے بیان کیا اس کی تصدیق کرتے ہو۔ یہ سنتے ہی تمام حاضرین نے برملا کہا بیشک آپ ان تمام اوصاف کے جامع ہیں' سچائی کا پیکر اور امانت و دیانت آپ پر نازاں ہے آپ نہ صرف قریشیوں' ہاشمیوں کے لئے ہی

باعث صد افتخار ہیں بلکہ تمام اہل مکہ کیلئے وجہ وقار ہیں۔ ہاں ہاں ہم ایک ایک بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ آگے فرمائیے کیا کہنا چاہتے ہیں۔

آپ نے فرمایا جب تم لوگ میری امانت و دیانت اور صداقت و شرافت کی شہادت دے رہے ہو تو کیا میری اس بات کی تصدیق کرو گے کہ میں کہتا ہوں ان پہاڑوں کے پیچھے سے ایک لشکر جرار ہے جو تم پر حملہ کرنے کو تیار ہے تو کیا تم تصدیق کرتے ہو' سبھی حاضرین نے بیک زبان تصدیق کی کہ ہم اس بات کی بھی لشکر کو دیکھے بغیر تصدیق کرتے ہیں کہ آپ سچ کہہ رہے ہیں جب تمام قریبی رشتہ داروں نے آپ کی ایک ایک بات کی تصدیق کی تو آپ نے فرمایا: سنیئے' لوگو!

میں تمہاری طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں وہ وحدہ' لاشریک ہے' وہی یکتا عبادت کے لائق ہے۔ اسی کی عبادت کرو' یہ بت جھوٹے ہیں جنہیں تم نے معبود ٹھہرا رکھا ہے' یہ کوئی نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ ان کی پوجا سے باز آ جاؤ اور اللہ وحدہ لا شریک کے سامنے سربسجود ہونے کیلئے کمربستہ ہو جاؤ اس ذات اقدس واحد پر ایمان لاؤ اور میری رسالت و نبوت کی تصدیق کرو!

یہ سنتے ہی ابولہب تلملا اٹھا' غیض و غضب سے بھر گیا جوش میں ہوش و حواس کھو بیٹھا نہایت غرور اور تکبر سے بکواس کرتے کرتے یہاں تک کہنے لگا۔

اے محمد! جس ہاتھ کی انگلی سے تم ایک خدا کی طرف بلا رہے ہو' (معاذ اللہ معاذ اللہ) تیرا ہاتھ ٹوٹ جائے' کیا اسی لئے تم نے ہمیں یہاں جمع کیا تھا، ہم اپنے بتوں کی خدائی سے انکار نہیں کر سکتے' ہمارے معبود سچے ہیں' ہم ان کی پوجا پاٹ چھوڑ کر تمہارے اکیلے خدا کو بھی تسلیم نہیں کریں گے اور نہ جانے غیض و غضب کی حالت میں اس نے کیا کیا غلیظ باتیں سنانی شروع کر دی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دلداری اور حوصلہ افزائی کیلئے پوری سورت ''تبت یدا'' ابولہب اور اس کے بیٹوں' نیز اس کی بیوی کی مذمت و تباہی و بربادی کیلئے نازل فرما دی۔

میری اسلامی مائیو! بہنو!

خیال رہے کہ ابولہب کسی غیر خاندان سے نہیں تھا بلکہ آپ کا حقیقی چچا اور عبدالمطلب کا بڑا بیٹا تھا، اپنے باپ کی طرح یہ بھی سرداری کے منصب پر فائز تھا، نہایت خوبصورت اور بڑا قدآور' رعنا جوان تھا' شجاعت اور بہادری میں خاصی شہرت رکھتا تھا' مکہ مکرمہ کے بڑے بڑے پہلوان اس کے سامنے دم نہیں مارتے تھے' ایسی تمام ظاہری صفتوں کے باوجود نہایت مغرور اور متکبر تھا' بے شرمی اور بے حیائی میں طاق اور منفرد تھا' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت و رسالت پر اس نے بڑی ڈھٹائی' بے حیائی اور بے ادبی سے بکواس کی تو غیرت حق کو جوش آ گیا' فضائے بسیط میں پکار پڑ گئی

اپنے محبوب کی کوئی توہین بھی
خالق دو جہاں کو گوارا نہیں
یا حبیبِ خدا جو تمہارا نہیں
رب نے فرما دیا وہ ہمارا نہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ

بیشک تیرے رب کی گرفت بڑی سخت ہے' چنانچہ ابولہب پر عذاب الٰہی کی گرفت شروع ہوئی اس قہار و جبار نے اپنی قہاری و جباری کا یوں اظہار فرماتے ہوئے اس کی اور اس کے مال و اولاد کی اس کی بیوی کی تباہی و بربادی میں پوری سورت ''تبت یدا'' نازل فرمائی اور پھر نازل شدہ آیت کے مطابق ابولہب' اس کا بیٹا عتبہ اس کی بیوی ام جمیل ایک ایک کر کے عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے۔

ابولہب ایسے لا علاج مرض میں مبتلا ہوا کہ اس کے جسم پر آبے پڑ گئے' پورے بدن سے پیپ بہنے لگی موت کی گرفت میں آیا تو ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرا' اس کے ناپاک جسم سے ایسی گندی بدبو پیدا ہوئی کہ کوئی رشتہ دار بھی اس کی لاش ٹھکانے لگانے سے خوف کھاتا تھا' آخر لوگوں نے اس کی نحوست اور بدبو سے بچنے کیلئے لاش پر پتھروں کی

اتنی بارش کی کہ لاش ان کے نیچے چھپ گئی یوں وہ اپنے انجام کو پہنچا۔

عتبہ نے اپنے باپ ابولہب کے کہنے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادی جس کا اس سے نکاح ہوا تھا مگر ابھی تک رخصتی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت و رسالت کا اعلان فرمایا اور اسی اعلان حق کو سنتے ہی ابولہب نے برافروختہ ہو کر اپنے بیٹوں کو طلاق دینے پر آمادہ کیا۔ عتبہ نے بڑی بیباکی سے طلاق دی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے ناگفتہ بہ کلمات سے صدمہ ہوا اور آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی الٰہی عتبہ پر اپنے کتوں میں سے کوئی کتا مسلط کر دے۔ چنانچہ وہ ملک شام کی طرف اپنے تجارتی ساتھیوں کے ساتھ جا رہا تھا' رات ایک جنگل میں تجارتی قافلے نے پڑاؤ کیا۔ عتبہ کی حفاظت کیلئے انہوں نے ہر امکانی کوشش کی' پہرہ دیتے رہے' اپنے درمیاں بلند جگہ سلایا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے اس گستاخ پر جنگل سے کسی درندے کو اس پر مسلط کر دیا وہ درندہ رات کو آیا تمام قافلے والوں کے منہ سونگھے اور پھر چھلانگ لگائی اوپر عتبہ کے پاس پہنچا منہ سونگھا' گستاخی کی بدبو پاتے ہی چیر پھاڑ کر جہنم رسید کر دیا۔

ابولہب کی بیوی ام جمیل' نہایت گستاخ اور بے ادب خاتون تھی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں کانٹے بچھاتی' دن کو جنگل سے کانٹے جمع کرتی اور رات کو جس راستہ پر محبوب رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوتا اس راہ میں یہ کانٹے بکھیر دیتی ایک دن اس کا گٹھا بھاری تھا' ایک پتھر کی ٹیک لگا کر گلی میں اس گٹھے کی کھجوری رسی ڈالے بیٹھی تھی کہ ایک فرشتے نے گٹھے کو نیچے کر دیا کھجور کی اس رسی میں ام جمیل کی گردن پھنس گئی گویا کہ پھانسی پر لٹک گئی اور ایڑیاں رگڑتی ہوئی جنگل میں ہی اپنے برے انجام کو پہنچی سچ فرمایا علامہ نسیم بستوی علیہ الرحمتہ نے:

اپنے محبوب کی کوئی توہین بھی
خالق دوجہاں کو گوارا نہیں

دشمن پر عذاب میں تخفیف:

میری مائیو! بہنو! بات ذرا طویل ہوگئی مگر یہ طوالت فائدے سے خالی نہیں ہے' بیان کرتے ہیں کہ جب ابولہب اپنی گستاخیوں کے باعث جہنم رسید ہوا تو ایک رات اس کے بھائی حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں دیکھا اور دریافت فرمایا! تمہارا یہاں کیا حال ہے تو وہ پکار اٹھا۔

پچھیا حال سنا کجھ مینوں رُنا درد رنجانا
ہے افسوس نہ منّیا صدقوں سچ رسول ربانا
جے میں کردا تابعداری نہ ہوندا انکاری
بیشک درجہ ملدا مینوں جنت برخورداری
ہویا سی جس روز تولد پاک رسول غفاری
گولی آں مبارک مینوں دسی خبر پیاری
میں ہتھ نال اشارہ کیتا بخشیا گولی تینوں
اس دن دا سب اجر جنابوں پورا ملدا مینوں
سرد ہووے سب دوزخ قہروں ہر سوار دہاڑے
سر صدقہ سردار نبی دا اس دن اگ نہ ساڑے
جس ہتھ نال اشارہ کیتا بخشیا گولی تائیں
اس دا اجر طفیل نبی دی شرم کرے رب سائیں
منہ وچ پا کے انگلیاں چوساں رہواں شکر گزاراں
اس دن باجھوں ہر دن بھائیں بیٹھ اپر انگاراں
ہے افسوس قبول نہ کیتی اس دی تابعداری
عالی منصب گیا نصیبوں جنت دی سرداری

میری پیاری بہنو!

اس پر بزرگان دین اور علماء حق فرماتے ہیں جب ایک کافر' مشرک ابولہب نے

محض اپنے بھائی کے بیٹے ہونے کی نسبت سے پیدائش کی خبر سنتے ہی خوشی سے اپنی کنیز ثوبیہ کو آزاد کرنے پر مرنے کے بعد بھی اسے دوزخ میں نفع پہنچ رہا ہے تو جو ایماندار سچے عقیدے اور عشق ومحبت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پر خوشی ومسرت کا اظہار کرے گا اسے دین ودنیا میں کتنا عظیم نفع حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بدعقیدگی کی وبا سے محفوظ رکھے اور سچی عقیدت ومحبت سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین ثم آمین

جہاں حضرت ثوبیہ کو آپ کی ولادت باسعادت کی خوش خبری سنانے پر آزادی کی نعمت میسر ہوئی وہاں اللہ رب العزت نے بھی حضرت ثوبیہ کو اپنی رحمت سے خصوصی انعام عطا فرمایا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد دودھ پلانے کی آپ کو سعادت نصیب ہوئی' چنانچہ بیان کرتے ہیں کہ

کرن روایت اوہ جو باندی ابولہب دی آہی
ماں تھیں پچھے اس دا پیتا شیر حبیب الٰہی
اس تھیں بعد حلیمہ تائیں ملیا قرب حضوروں
اس مسکین نمانی دے گھر چانن ہویا نوروں

وضاحت

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ مدارج النبوت میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضور پُرنور سیّد عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس خوش نصیب خاتون نے سب سے پہلے دودھ پلانے کا شرف حاصل کیا وہ الولہب کی کنیز حضرت ثوبیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ خیال رہے کہ بعض خواتین ہی نہیں کئی آدمیوں سے بھی سنا گیا ہے وہ ثویبہ کو ثوبیہ پڑھتے ہیں عام آدمی کی تو بات ہی کیا بعض خطیب وامام بھی ثوبیہ ہی کہتے ہیں جو سراسر غلط ہے۔ صحیح اور درست نام ثویبہ ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مدارج النبوت فارسی میں اسی خدشہ کے پیش نظر باقاعدہ طور پر اعراب لگا کر سمجھاتے ہیں یعنی ثویبہ (بضم ثاء وفتح واؤ' وسکون یا) اتنی وضاحت کے بعد کم از کم علمائے کرام اور خطبائے عظام کو تو صحیح ودرست پڑھنا' سمجھانا' سکھانا اور سنانا

چاہئے۔ بہرحال آپ نیک طینت اور پاکیزہ فطرت خواتین سے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اگر آپ کو اپنی بچیوں کیلئے یہ نام پسند آئے تو ثویبہ رکھیئے' ثوبیہ رکھنے کی چنداں ضرورت نہیں جب کہ عموماً دیکھا گیا ہے کئی بچیوں کے نام ثوبیہ ہیں اگر آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ کی نسبت سے برکت اور فیض کی تمناء پر نام رکھتی ہیں تو پھر ثُوَیْبَۃْ رکھیئے' ثوبیہ نام کی کوئی خاتون نہیں جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی ہاں وہ مقبول بارگاہ حضرت ثُوَیْبَۃْ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے جنہوں نے سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلا کر رضاعی والدہ ہونے کا شرف پایا۔

سیّد عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی نبوت و رسالت کا اعلان فرمایا اور لوگوں کو اللہ وحدہ لاشریک کی وحدانیت کا سبق پڑھایا تو حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اسلام کی دولت سے مشرف ہوئیں اور ہجرت فرما کر خیبر میں زندگی بسر کرنے لگیں سیّد عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رضاعی والدہ کی نسبت کا لحاظ رکھتے ہوئے ہر سال بہت سا مال' غلہ اور کپڑے ان کی خدمت میں مدینہ منورہ سے خیبر بھیجا کرتے تھے۔ ان کا وصال بعد از غزوۂ خیبر ۸ ھ کو ہوا جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو ان کے رشتہ داروں کے بارے دریافت کیا گیا مگر خبر دی گئی کہ حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کوئی عزیز مکہ مکرمہ بھی موجود نہیں ہے

حضرت سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

میری پیاری بہنو! حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر پاک آپ نے سنا اب کچھ باتیں دنیائے اسلام کی اس مقدس خاتون کے بارے عرض کرنے کی کوشش کرونگی جنہیں رضاعت مصطفیٰ کے سلسلہ میں سب سے زیادہ شہرت ومقبولیت نصیب ہوئی۔ اس شہرہ آفاق خاتون کا نام نامی اسم گرامی حضرت سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ پہلے اس کے کہ میں موصوفہ کے احوال و آثار سے آگاہ کروں میرے ساتھ مل کر ان کی خدمت عالیہ میں نذرانہ عقیدت ومحبت پیش کریں سبھی مل کر پڑھیں

بڑی تو نے توقیر پائی حلیمہ
بنی تو محمد دی دائی حلیمہ
تیری گود میں وہ حبیب خدا ہے
فدا تجھ پہ ساری خدائی حلیمہ
قدم ان کے چومے تیری بکریوں نے
مٹی اب بتوں کی خدائی حلیمہ
انہی کی بدولت تیرے بھاگ جاگے
ملی تینوں عالم دی شاہی حلیمہ
بڑی تو نے توقیر پائی حلیمہ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ چند دن حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی بعدازاں سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مقدر کا ستارہ چمکا چونکہ ان کا اپنا نام ونسبت ہی حلم و وقار اور سعادت سے موصوف تھا اور قبیلہ بنی سعد بن بکر سے تھیں جن کی شیریں بیانی' اعتدال پسندی' فصاحت و بلاغت میں شہرت اور اس علاقے کی آب و ہوا بھی بہت عمدہ تھی۔

سیّد عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عربوں میں سب سے زیادہ فصیح ہوں اس لئے کہ میں قریشی ہوں' میں نے قبیلہ بنی سعد بن بکر کا دودھ نوش فرمایا ہے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دودھ پلانے کے سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان گنت' لاتعداد' بے شمار اور بکثرت فضائل و کرامات اور معجزات کا اظہور ہوا۔ وہ احاطۂ بیان اور گنتی وشمار کی حد سے باہر ہیں' اختصاراً بیان کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

حضرت سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مکہ مکرمہ آمد

حضرت سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی پوری بستی میں انتہائی غریب اور

نادارتھی غربت کے باعث کوئی اپنا رشتہ دار بھی غمخواری نہ کرتا' پریشانی اور بیچارگی کی وجہ سے بہت غمگین رہتی' مگر بے حد شکر کرتی رہتی' شاعر نے غریبی کی کچھ اس طرح تصویر بنائی ہے۔

بنی سعد دی وستی اندر تدوں حلیمہ دائی
رہندی سی مسکینی حالوں خبر کتابوں پائی
فاقے آون تنگی رزقوں سخت مصیبت حالا
ہر دوست ول پھیرا ہوندا بے پرواہی والا
ست فاقے یکبار حلیمہ ڈٹھی منزل بھاری
ہر دم جاری شکر گزاری ہمت صبر نہ ہاری
شیر نکھٹا چھاتی وچوں قطرہ ہک نہ آوے
لہو سکا فاقیاں اندر کون بیان سناوے
گھاہ دیاں نرم جڑاں کڈھ کھاون وس نہ چلے کوئی
گودی روے بچڑا پیارا ڈاہڈی عاجز ہوئی
نام عبداللہ بیٹا سوہنا ہو گیا بہت نماناں
ایسی حالت اس پر آئی پھل جیویں کرماناں

فاقے پر فاقے برداشت کئے جا رہے تھے' روز بروز کمزوری بڑھتی گئی' چھاتی میں دودھ خشک ہو چکا تھا' عبداللہ نامی ننھا سا بچہ ماں کے ساتھ فاقے کاٹنے لگا' اماں حلیمہ سعدیہ کی قوت برداشت جواب دینے لگی' صبر کا دامن ہاتھوں سے چھوٹا جا رہا تھا' مگر شکر کا دامن مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔ سب حیلے وسیلے ختم ہو چکے تھے' آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا اور پھر غشی کی حالت طاری ہوگئی۔

اوسے غش دی حالت اندر رحمت پھیرا پایا
رنگ سفید نورانی چشمہ خوابوں نظریں آیا
خوشبو عنبر تے کستوری شیریں باہجھ شماروں
کول کھلا ہک بزرگ بندہ کرے کلام پیاروں

پی لے شربت اس چشمے تھیں جتنا مرضی تیری
چھاتی دودھ زیادہ ہووے طاقت ہور ودھیری

غنودگی کی حالت میں جب بزرگ سے سنا تو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عالم خواب ہی میں اس چشمے سے پانی پینا شروع کیا تو کیا تبدیلی آئی۔

سنکر امر حلیمہ پیتا اس چشمے دا پانی
تن من شیریں لذت دھانی رحمت نال ربانی

پھر اس بزرگ نے کہا حلیمہ ذرا یہ تو بتایئے' کیا تو نے مجھے نہیں پہچانا:

کہن لگا تو دس حلیمہ نہیں پچھاتا مینوں
کہے حلیمہ کدی نہ ڈٹھا کویں پچھانا تینوں
آکھیں تو جد فاقے پاروں ہو کر بہت نمانی
شکر کیتا تدھ کھاون باجھوں وچ سرکار ربانی
تیری مدد کارن مینوں امر ہویا سبحانی
تائیں جلدی حاضر ہویا صورت بن انسانی
میں ہاں شکر جو قائم رکھی تدھ محبت میری
پئی قبول سچی سرکار سے صبروں منزل تیری
بخشش ہوئی سرکاروں تینوں عظمت عزت پوری
خاص حبیب نبی دا تینوں ملسی قرب حضوری
رزق زیادہ برکت نوروں ہوگ بلند ستارا
گود تیری وچ حاضر ہوسی فضلوں نبی پیارا

اور پھر فرمایا:

جاہ مکے وچ تیرے کارن حکم ہویا سرکاروں
نہ کر کجھ غم تے دلگیری حال فقیری پاروں

آپ فرماتی ہیں خواب میں یہ پیغام سنانے والا اچانک غائب ہوگیا۔ مگر مجھے

محسوس ہونے لگا کہ میرے تن بدن میں بہت زیادہ طاقت آ گئی ہے۔ میں نے اپنی چھاتی میں جو خشک ہو چکی تھی نارمل حالت کے وقت جتنا دودھ ہوا کرتا تھا اس سے سو گنا بڑھ چکا تھا۔ سکون و اطمینان کی ایک لہر سی دوڑ گئی اور اس وقت میری یہ کیفیت تھی۔

تن وچ طاقت حال آسودہ رحمت فضل کمالوں
سو حصہ ودھ شیر زیادہ اگلی حالت نالوں
آ کھ گیا سی شکر پیارا کسے نہ حال سنانا
دل وچ بات حلیمہ ڈالی جو اسرار ربانا

حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں۔ صبح کے وقت حسب معمول بکریوں اور دوسرے جانوروں کیلئے گھاس وغیرہ لینے گئی اور بھی بہت سے لوگ چراگاہ میں اپنے جانوروں کیلئے چارہ وغیرہ بنا رہے تھے کہ اچانک ہاتف غیبی کی طرف سے یہ آواز سنائی دینے لگی۔ لوگو!

قوم قریش اندر ہک لڑکا جو اس شیر پلاسی
ہوگ مبارک بادی اسنوں عالی منصب پاسی
جدوں آوازہ خلقت سنیا حرصاں دل وچ پایاں
بنی سعد تھیں سبھ عورتاں شہر مکے وچ آیاں

آپ فرماتی ہیں میں نے بھی اپنے خاوند کو ساتھ لیا اور اپنی نہایت نحیف' کمزور اور لاغر سی سواری لی اور مکہ مکرمہ حاضر ہو گئی مگر مجھے راستے میں ہر چیز' درخت' پہاڑ مبارک بادیاں پیش کرتے رہے۔ عجیب نظارہ دیکھ رہی تھی' کیا کیا بیان کروں۔

راہ وچ رکھ پہاڑاں وچوں خوشی آوازہ آوے
ہر ہر چیز مبارک بادی ادبوں بول سناوے

آپ فرماتی ہیں کہ پہاڑوں کے دامن سے ایک نہایت حسن و جمال کا پیکر انسان ظاہر ہوا۔ جس کے ہاتھ میں بہت خوبصورت عصا تھا اس نے مجھے انتہائی شفقت اور پیار سے یوں مبارک باد دی'

کر کے پیار مبارک بادی کہے حلیمہ تائیں
حال تیرے پر سبھ تھیں بہتر کرم کرے رب سائیں

میں نے اپنے خاوند ابوذویب حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا' کیا آپ بھی یہ پیار بھری باتیں اور بشارتیں سن رہے ہیں تو وہ حیرانگی کے عالم میں کہنے لگا۔

ابو ذویب جواب سنایا کیا دسے کیا جانے
کیا توں باتاں کریں حلیمہ ہے کجھ ہوش ٹھکانے
اس نے خوف کیتا کجھ اسنوں کیتا اثر بیماری
کرو نہ خطرہ جلد حلیمہ ادبوں عرض گزاری

مگر اچانک سواری نے چلنے سے جواب دے دیا۔ لاغری اور کمزوری کے باعث اس کا آگے چلنا دشوار گزار نظر آیا تو اسے وہیں چھوڑ دیا حالانکہ ابھی مکہ مکرمہ چھ میل کی دوری پر واقع تھا اور اہل محبت توں فرماتے ہیں۔

پیر پیادہ ہو کر چلے ادبوں جائیں جائیں
شرط محبت قدمی چل کر ملنا پیارے تائیں

اب حالت یہ تھی کہ میاں بیوی یعنی حضرت حلیمہ سعدیہ اور آپ کے خاوند تیزی سے پیدل چلنے لگے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ کچھ اس طرح دعائیں مانگ رہے تھے۔

کرے دعائیں یارب مینوں دولت کریں نصیبہ
پورا کریں بشارت والا خوش اسرار عجیبہ

الغرض! جب آپ مکہ مکرمہ حاضر ہوئیں تو امیر لوگوں کے بچوں کو لے کر بنی سعد کی عورتیں واپس آرہی تھیں۔

کہے حلیمہ میں جس ویلے کے اندر آئی
لڑکے لے گیاں سب دائیاں خبر تمامی پائی
غم دلگیری تے پریشانی دل نوں گھیرا پایا
امروں دا دا پاک نبی دا شہروں باہر آیا

سردار مکہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہر سے باہر نکل کر پکار رہے تھے میں نے جب آواز سنی کو کسی شخص سے دریافت کیا یہ بزرگ کون ہے؟ مجھے بتایا گیا یہ محمد بن عبداللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دادا جان اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد نیز محافظ کعبہ' آمین چاہ زم زم ہیں۔ میں ہمت کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو دریافت فرمانے لگے تمہارا نام اور خویش قبیلہ کیا ہے کہاں سے آنا ہوا اور کونسی تمنا ہے۔

عرض کیتا میں نام حلیمہ سعدیا صاحب سردارا
بنی سعد دی قوموں ہاں میں حال کیتا آشکارا
مطلب آکھیا نام حلیمہ سعد جو قوم سداوے
حلم سعادت اسدے اندر بیشک نظری آوے

باتوں باتوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: حلیمہ!

ہک فرزند یتیم اساڈا جے تسیں شیر پلاؤ
بہت احسان تساڈا ہوسی جیکر بھار اٹھاؤ

میں سنتے ہی گہری سوچ میں پڑ گئی' یتیم کی خدمت سے نہ جانے کیا کچھ حاصل ہو۔ خاوند سے مشورہ کر ہی رہی تھی کے غیب سے پھر ندا آئی حلیمہ بلا سوچے سمجھے اس دُرِ یتیم کی رضاعت وخدمت کیلئے کمربستہ ہو جاؤ۔

واہ واہ نی حلیمہ تیرے تے اج کرم کمایا جانا اے
اک یکتا تیری جھولی دے وچ گوہر پایا جانا اے
ایہہ تیرے حق پچھانے گا نالے چارے گا تیریاں بکریاں نوں
ایسے نوں اک دن عالم دا مختار بنایا جانا ایں

حضرت سیدہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد پر لبیک کہا اور عرض کیا کل اس سلسلہ میں مزید گفتگو کریں گے۔

حضرت بخوشی میری بات کو منظور فرمایا اور جلدی سے شفقت بھری باتیں کرتے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے۔ ان کے جانے کے بعد میرے قریب ایک نومولود بچہ اپنی ماں کی گود سے پکارنے لگا۔

حلیمہ! اس در یتیم کو چھوڑ نہ جانا'

جو عورتیں کل اسے چھوڑ کر چلی گئی ہیں وہ بڑی بدنصیب تھیں لہٰذا میں تجھے تاکید کرتا ہوں۔

توں اس طرفوں مکھ نہ موڑیں لڑکے بات سنائی
جلد حلیمہ راضی ہو کر حضرت کارن آئی

میں وعدہ کے مطابق حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو بڑی مہربانی اور شفقت سے آپ کے دادا جان مجھے اپنے ساتھ لیکر کاشانہ حضرت آمنہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں لائے جیسے ہی میری نظر حضرت عبداللہ کے نور نظر' سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دلبند' اللہ کے پیارے حبیب جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی تو میں دیکھتی ہی رہ گئی۔ عشق و محبت کا مجھ پر ایسا غلبہ ہوا کہ میں بیان ہی نہیں کر سکتی۔ آپ نہایت خوبصورت سفید رنگ کے جنتی لباس میں بے حد حسین لگ رہے تھے۔ میں آپ کے چہرہ انور پر ٹکٹکی باندھے دیکھتی جا رہی تھی۔

اس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جہانِ جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں

......o......

چہ حسنت آنکہ دریکدم رخت راصد نظر بینم
ہنوزم آرزو باشد کہ یک بار دگر بینم

یا رسول صلی اللہ علیک وسلم آپ کس قدر حسین ہیں' جب آپ کے چہرۂ انور پر اچانک نظر جاتی ہے تو نظریں پیچھے نہیں ہٹتیں بلکہ سو بار دیکھنے کے بعد میں پھر پکارا

کرتی ہوں اور میری آرزو انگرائیاں لینے لگتی ہے کہ جاتے جاتے ایک بار تو رخ زیبا کی پھر زیارت کرلوں۔

محبت کی بے تابیاں کچھ نہ پوچھو
رخ مصطفےٰ کا خیال آگیا ہے

......o......

کائنات حسن میں وہ جلوہ فرما ہو گئے
جن صورت حق نما ہے جن کی سیرت حق نما

حضور پُرنور' خواب استراحت میں ہیں اور میں محو جمال جہاں آرا ہوں میں آہستہ آہستہ' اپنے ہاتھ بڑھانے شروع کئے اور پھر پورے ادب و احترام اور محبت سے جب اپنی گود میں لینا چاہا تو کیا منظر تھا' آپ فرماتی ہیں۔

جس دم گود اٹھاون کارن ہتھ حلیمہ لائے
جاگ پئے سردار دو عالم ہسدے نظری آئے

مفسرین بیان کرتے ہیں جیسے ہی حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچے تو ایک نورانی لاٹ نکلی جس سے چاروں طرف نور ہی نور پھیل گیا اور اس نورانی فضا سے آواز آئی حلیمہ اسے اپنی گود میں اٹھانے سے پہلے کلمہ پڑھ کر پاکیزگی اور طہارت حاصل کرو' بعدہ ہاتھ لگانا' یہ سنتے ہی حضرت حلیمہ پکار اٹھیں۔

بول شہادت کلمہ اول کہیا حلیمہ تائیں
ہو کر پاک اساڈے تائیں پچھوں ہتھ لگائیں

القصہ! حضرت سیّدہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل کر کے سلامی کیلئے بیت اللہ شریف حاضر ہوئیں' فرماتی ہیں جب حجر اسود کو بوسہ دینے کا ارادہ کیا تو کیا دیکھتی ہوں۔

حجر اسود خود بوسہ دیون آپ نبی ول آیا
شان نبی سرور دا مینوں رب کریم جتایا

دیکھ تماشیہ قدرت والا بولاں حمد ثنائیں
عالی دولت بخشی رب نے اساں غریباں تائیں

خدا خدا کر کے جب ہم اپنی اسواری کے پاس آئے تو یہاں بھی قدرت خداوندی کے جلوے نظر آئے ہماری سواریاں جو کمزوری اور لاغری کے باعث چل بھی نہیں سکتی تھیں جسے آتے وقت چھ میل کی دوری پر باہر ہی چھوڑ آئے تھے۔ اب ان کی حالت ہی بدل چکی ہے، گویا کہ خزاں رسیدہ چمن میں بہار آ چکی ہے، سواریاں نہ صرف سیر نظر آئیں بلکہ مستعد اور طاقتور ہو چکی تھیں۔ یہ تمام تر برکتیں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت فوری طور پر عطا ہو رہی ہیں۔ خیال رہے سیرت کی کتابوں میں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سواریوں میں کہیں ڈاچی کا ذکر ہے تو کہیں دراز گوش یعنی گدھے کا نام آتا ہے۔ لہٰذا یوں تطبیق کی جا سکتی ہے کہ یہ دونوں سواریاں' ڈاچی اور دراز گوش (گدھا) آپ اور آپ کے خاوند حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ لے کر آئے تھے۔ دونوں سواریوں کی حالت پتلی تھی۔ کمزور اور نحیف تھیں دبلی پتلی اور لاغر تھیں۔ مگر جیسے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کو آغوش شفقت میں لیا تو حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک ایک چیز برکتوں سے معمور ہوتی چلی گئیں' سواریاں' بکریاں' گھریلو اشیاء سب کی سب آپ کے فیوض و برکات اور رحمات کا مورد ٹھہریں۔

چالیس دشمنوں کی ہلاکت:

میری بہنو! خاصا وقت ہو چکا ہے مگر آفریں کہ آپ نے کسی قسم کی تھکاوٹ کو قریب نہیں آنے دیا۔ آخر اکتاہٹ اور تھکاوٹ ہو بھی کیوں! یہ ذکر پاک کس ذات مقدس کا: وہی جو ہر قسم کی رکاوٹوں اور تھکاوٹوں کو دور فرماتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ رب العزت جل وعلیٰ نے ارشاد فرمایا وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ میرے حبیب اللہ خود تمہاری لوگوں سے حفاظت فرمائے گا۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا یہ وعدہ نہ صرف بعد از اعلان نبوت و

رسالت سے متعلق ہے بلکہ یہ حفاظت مسلسل ہوتی چلی آ رہی ہے۔ اس کا دائرہ کار بڑا وسیع ہے اگر سلسلہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نیز حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام سے لیکر حضرت روح اللہؑ کلمہ اللہ عیسےٰ بن مریم علیہ السلام تک واقعات کو قلمبند کیا جائے تو صرف اسی ایک موضوع پر ضخیم ترین کتاب تیار ہو جائے مگر میں ان تمام واقعات سے صرف نظر کرتی ہوئی حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ جو نہایت نازک ترین مرحلہ میں واقعہ پیش آیا اس کی مختصر سی روئداد حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبانی سنانے کی سعادت حاصل کرتی ہوں۔ میری پیاری بہنو!

حضرت سیّدہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں اٹھائے ایک بیابان' جنگل اجاڑ کو عبور کر رہی تھی کہ چالیس یہودیوں نے جو اپنی کتاب میں نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وشمائل اچھی طرح پڑھ چکے تھے کہ وہ آخری بنی اسرائیل سے نہیں بنی اسماعیل سے پیدا ہوگا اور بنی اسرائیل سے نبوت ورسالت کی سعادت' بنی اسماعیل کی طرف منتقل ہو جائے گی۔ یہودی احبار اس تاڑ میں رہتے تھے کہ جو نبی آخرالزماں ہے وہ پیدا ہو چکا ہے اور حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پرورش پا رہا ہے۔ لہٰذا موقع کی تلاش میں تھے کہ کبھی ایسا وقت ہاتھ آئے جب حلیمہ اکیلی لئے ہوئے باہر نکلے۔

چنانچہ انہوں نے اس موقع کو غنیمت جانا' بیابان' جنگل اور اجاڑ میں حضرت حلیمہ کو اکیلی جاتے ہوئے پایا تو اپنے پورے سازوسامان سے لیس آپ کو شہید کرنے کیلئے دوڑنے لگے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ نے ان کے بدلتے ہوئے تیور کو بھانپ لیا جب دشمن بڑی تیزی سے آپ کی طرف بڑھنے لگے تو آپ پر ہیبت وخوف طاری ہوگیا۔ حزن و ملال سے رو رو کر آپ کو پکارنے لگیں ؎

میں قربان یتیم محمد رو رو ماریاں ڈھائیں
نہیں سی خبر جو دشمن تیرے پھردے ہر ہر جائیں

میں نے زار و قطار رونا شروع کر دیا' میری حال پکار سن کر ۔

جاگ پئے سن میریاں ڈھائیں سرور دوہاں جہاناں
کھول رکھیں سردار دو عالم تکیا ول آسماناں

اور پھر ''اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ'' بیشک تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے، اس ارشاد ربانی کا مظاہر کچھ اس طرح دیکھنے میں آیا ۔

پل وچہ عجیب تماشا بنیا امر کنوں رب سائیں
پہنچ نہ سکے پکڑن والے دشمن میرے تائیں
بجلی وانگوں تیز الغبہ اگ لتھی آسمانوں
جل بل راکھ ہوئے سب کافر قہر خدا رحمانوں

میری بہنو! میں اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے دعا کیلئے عرض کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ جلّ وَعلیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اپنی' اپنے حبیب اور اپنے پیاروں کی محبت عطا کرے اور ہمیں اسلام کے احکام پر عمل کی توفیق مرحمت فرمائے۔
(آمین ثم آمین)

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۝

(پ ۲۸ سورۃ الصف آیت ۶)

دوسری تقریر

صاحب معجزات یا جادوگر؟

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ!

فَلَمَّا جَآءَ ھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا ھٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ

پھر جب (احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ) ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے بولے یہ کھلا جادو ہے:

میری بلند مرتبت پیاری اسلامی بہنو! ذرا محبت اور احترام سے حبیب کبریا' بدرالدجیٰ' صدرالوریٰ شمس الضحیٰ جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں درود و سلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں اور خوب جھوم جھوم کر پڑھیئے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

آج میں نے نہایت ہی نازک موضوع پر آپ سے مخاطب ہونا ہے یہ بات ذہن میں رہے کہ اس کائنات میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو تمام مخلوق میں افضل و اعلیٰ مراتب و مدارج سے نوازا ہے۔ اور تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام میں باعث تخلیق عالم' سبب ہر سبب' قمر رسالت' مہر نبوت جان رحمت' شافع امت' سراپا

شفقت' جناب احمد مجتبٰے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار درجات میں بلندیاں عطا فرما کر ممتاز مقام پر فائز کیا ہے۔

خلق سے اولیاءٗ اولیاء سے رسل
اور رسول سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِّنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ۝ اس پر شاہد و عادل ہے۔

مگر یہ شان و عظمت' رفعت و منزلت دشمنان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک آنکھ نہ بھائی۔ ان کے مطالبات پر معجزات دکھائے گئے تو بجائے اس کے تصدیقِ رسالت و نبوت کرتے ہوئے زمرۂ اسلام میں داخل ہوتے' الٹا' اعتراف حقیقت کی بجائے انہوں نے اعلانیہ کہنا شروع کر دیا یہ تو جادوگر ہے۔ شاعر نے ان کی اس بکواس کی تردید کرتے ہوئے پڑھنا شروع کر دیا۔

ویکھو جی سرکارنوں' ویکھو جی سرکار نوں
کلمہ پڑھایا جس کل سنسارنوں ویکھو جی سرکارنوں
خلق عظیم اُہدا جگ سارا جاندا
پتھراں دے اُتے ہوندا اثر زبان دا
جادوگر جا پدے سی اینویں او کفار نوں
ویکھو جی سرکار نوں ویکھوں کی سرکارنوں
انگلاں دے وچوں نہراں چلدیاں ویکھدے
قدماں دی خاکوں مرضاں ٹلدیاں ویکھدے
بھاگ لگا انہاں خاطر عرب دے دیار نوں
ویکھوں جی سرکارنوں ویکھوں جی سرکار نوں
اُتے کوڑا لوکیں پئے لنگدیاں پاوندے
چپ وچ لنگ جاندے مول نہ جتاوندے

کوڑا پان والی تائیں ملن جا بیمارنوں
ویکھو جی سرکار نوں ویکھو جی سرکارنوں
موئے ہویاں تائیں واج مار کے اٹھایا سی
کھانا کھان لگے نال اونہاں نو بٹھایا سی
جان پائی بکری دے ہڈاں دے انبار نوں
ویکھوں جی سرکار نوں ویکھو جی سرکار نوں

سبحان اللہ، سبحان اللہ! کیا شان نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی، آپ کے چند ایک معجزات کا اس نعت شریف میں نظارا پایا:

اس نعت شریف کو زبانی یاد کرلیں، جہاں کہیں آپ کو موقع ملے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل سجالیا کریں اور تمام سامعات و حاضرات کو اپنے ساتھ ملا کر پڑھائیں تو بڑا سرور اور نہایت ایمان افروز کیف نصیب ہوگا۔ اس نعت میں متعدد معجزات کا مجمل سا بیاں ہے۔ میری بہنو! اب میں آپ کے سامنے ایک خوش نصیب، بلند اقبال اور عالی بختوں والی خاتون کا ذکر کرتی ہوں۔ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان و دل سے عاشق تھی، اس عاشقہ صادقہ بی بی کا باپ یہودی تھا، جو دن رات تاجدار عرب وعجم، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی دشمنی کا بڑی بیباکی سے اظہار کرتا رہتا تھا، اس کی یہ محبۃ صادقہ بیٹی سنتی تو نہایت پریشان ہوتی، سوچتی رہتی، اپنے والد کو ہر ممکن سمجھاتی مگر وہ بے ادبی وگستاخی سے باز نہ آتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ، ۝
وہ لوگ جو نبی اکرم رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچاتے ہیں ان کیلئے درد ناک عذاب ہے اور اعلان خداوندی ہے۔ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ بیشک (میرے حبیب) آپ کے رب کی گرفت بڑی سخت ہے۔ بقول نسیم بستوی مرحوم:

اپنے محبوب کی کوئی توہین بھی
خالق دو جہاں کو گوارا نہیں

القصہ! لڑکی اپنے باپ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت نازیبا کلمات سننے کی سکت نہ رکھتی تو بطور نصیحت باپ سے گزارش کرتی ۔

اے باپ کر خوف خدا	ایہہ بد کلامی دے ہٹا
سچا محمد مصطفےٰ	کلمہ پڑھا ون آ گیا
کیا شان' شاہ ابرار دا	اس عرب دے سردار دا
غم خوار ہے لاچار دا	شفقت کماون آ گیا
بوہا اوس دا جس ملیا'	لے جنتاں نوں چلیا
جیہڑا ایمانوں ہلیا	اوس نوں ڈراون آ گیا

بڑی لجاجت اور منت وسماجت سے' عرض کرتی ہے' ابا جان! میری معروضات تو سنیئے' ذرا کان تو دھریے' خیال تو کیجیے' ۔

اے بابل سن عرض میری نوں آکھ سناواں تینوں
نہ کر گلہ تو پاک نبی دا غیرت آوے مینوں
جے تو نہیں ایمان لیاندا ایہہ ہے مرضی تیری
مندا بول نہ پاک نبی نوں من نصیحت میری
لڑکی نے بے حد سمجھایا پر اوہ باز نہ آیا
اکھیں توں نابینا ہویا' ربّ نے قہر کمایا

بَطْشِ شَدِیْد کا مظاہرہ ہوا اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے نابینا ہو گیا' آنکھیں بند ہو گئیں' دنیا اس کیلئے اندھیر نگری بن گئی' اندھے پن کا غلبہ ہوتا چلا گیا' بے چاری لڑکی ابتلاؤ آزمائش سے دوچار ہو گئی تو لجپال محبوب' سرکار مدینہ' سرور سینہ' عالم ماکان و مایکون کی بارگاہ میں استغاثہ پیش کرنے لگی۔ زار وقطار رو رو کر پکارنے لگی ۔

کر دی دعائیں ہتھ اٹھا' آکھے محمد مصطفےٰ
جلدی مدینے لوؤ بلا' طالب تیرے دیدار دی

اور پھر اس کی فریاد سنی گئی کیا کرشمہ ظاہر ہوا۔ بیان کرتے ہیں۔

ہوئی قبول اس دی دعا' اک قافلہ بھی آ گیا
لڑکی نوں چڑھیا بہت چا' باندی سی اس سرکار دی

دوڑتی ہوئی اپنے باپ کی خدمت میں آئی اور عرض گزار ہوئی' ابا جان!

میں سنیاں وچ شہر مدینے اِک طبیب عجیبہ
اکھیں نوں بینائی بخشے جاگے پھیر نصیبہ
دیہہ اجازت مینوں بھی توں ول مدینے جاواں
تیرے کارن دارو لے کے پرت گھرانوں آواں

مدینہ طیبہ حاضری

قافلے کے ساتھ منزل بہ منزل طے کرتی ہوئی' مدینہ طیبہ بارگاہ مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء میں حاضری ہوئی' کیا دیکھتی ہے کہ آپ آرام فرما ہیں' محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جگانا پسند نہ کیا' تاکہ آپ کی استراحت میں خلل واقع نہ ہو' بچاری' سفر کی ماری' محبت وعشق کی پتلی آپ کے مبارک قدموں میں بیٹھ گئی اور سوچ بچار کرنے لگی۔ اُدھر قافلے کے نکل جانے کا خطرہ' ادھر ادب واحترام نے روک رکھا تھا کہ فیصلہ کن انداز میں مچل اٹھی' اس کے عشق نے رہنمائی فرمائی اور کہا کیا سوچ رہی ہو۔

خاک طیبہ کے بارے میں تو از خود رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔
غبار المدینہ شفاء: مدینہ طیبہ کی مٹی میں شفاء ہے اور پھر خاک پا کی برکات میں تو شفا کے دریا بہہ رہے ہیں۔ لہٰذا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جگانے کی بجائے آپ کے مبارک جوڑے کو نہایت آہستہ آہستہ جھاڑنا شروع کیا اور تھوڑی سی قدمین شریفین کی خاک مقدسہ لی پلے باندھی اور اپنے والد کی خدمت میں واپس پلٹی آتے ہی اس نے

خاک مبارک قدماں والی اکھیں اندر پائی
ملی بصیرت گیا اندھیرا فرق نہ رہ گیا کائی
خوشیاں وچہ یہودی جھولے آکھے لڑکی تائیں
اوس طبیب پیارے والا مینوں نام بتائیں

بیٹی کی باپ سے گزارش

باپ کی بینائی دور ہو گئی' آنکھیں روشن اور دل خوشیوں سے جھومنے لگا اس کی دنیا دوبارہ آباد ہوئی' چاروں طرف اچھی طرح دیکھتے ہوئے اپنی بیٹی سے کہنے لگا بیٹی! واقعی یہ تو بڑے کمال کا حکیم اور بڑے فیض والا طبیب ہے۔ مجھے اس محسن اور صاحب شفا کا نام تو بتایئے لڑکی نے بڑے ہی ادب واحترام اور نہایت ہی محبت اور پیار سے عرض کیا۔

غصہ نہ کھاویں باپ توں
دن رات کرنائیں پاپ توں
احمد نوں شرفاں بھاریاں
جو اوس درتے جاوندا
مقصد دلے دا پاوندا
روگی نہ خالی آوندا
مرضاں گواوے ساریاں
قدماں دی ایہہ تاثیر اے
ایہہ خاک بھی اکسیر اے
سارے جہاں دا پیر اے
جس ڈبدیاں نے تاریاں

یہ سنتے ہی یہودی آپے سے باہر ہو گیا' غیض وغضب اس پر غالب آیا' بیٹی کو غصے کے عالم میں واہی تباہی سنانے لگا۔ تو نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے' میرے دشمن کے قدموں کی خاک کو دھوکے سے میری آنکھوں میں ڈال دیا۔ تجھے خبر نہیں ۔

میں جس نوں پیا دشمن جاناں تو کیتی وڈیائی
خاک اوہدے قدماں دی لے کے میری اکھیں پائی
چھریاں مارے اکھیں اتے پر سلامت دونویں
برکت خاک مبارک پاروں ثابت رہیاں اونویں

لڑکی پھر عرض کرتی ہے:

باوجود یہ کہ اس نے دشمنی کی انتہا کر دی مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں مست الست لڑکی پھر بھی عرض کرتی ہے۔

اے باپ نہ کر گل توں	چھیتی مدینے چل توں
سوہنے دا در ہن مل توں	منکر نوں دوزخ ساڑ دا
ایویں نہ پھرتوں بھلیا	توبہ دا در ہن کھلیا
رحمت دا جھولا جھلیا	دنیا دے اوگن جھاڑ دا
ہین احمد مختار نوں	ایہہ شرف اوس سرکار نوں
بخشائے اوگن ہار نوں	پھڑ پھڑ کے جنت واڑ دا

یہودی زمرۂ اسلام میں

بیان کرتے ہیں کہ یہودی نے غصے کے عالم میں اپنی آنکھیں نکالنے کیلئے بڑا زور لگایا مگر آواز آئی۔ع : ایہہ اکھیاں ہن چھوڑ نہ جاون خاک نبی دی یاروں

آخر جسے سراپا جادوگر جانتا تھا۔ اب اسے ہوش آیا بیٹی کو ساتھ لیا اور مدینے پاک کی طرف روانہ ہو گیا۔ منزل بہ منزل طے کر کے:

پاک نبی دے درتے آیا روندا کر کر زاری
یا نبی اللہ بخشو مینوں ڈاہڈی بنی لاچاری
نظر کرم دی کیتی سوہنے کلمہ ترت پڑھایا
خادم بن گیا پاک نبی دا نعتاں پڑھدا آیا

سبحان اللہ، ماشاء اللہ!

میری پیاری بہنو! سنا آپ نے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجاز کا خوب مظاہرہ ہوا اسی پر بس نہیں میں چند واقعات مزید پیش کرنا چاہتی ہوں کہ معلم کتاب وحکمت کی نگاہ اعجاز نے کیسے کیسے جسمانی و روحانی مریضوں کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے شفا عطا فرمائی، اندھے، لولے، لنگڑے، زخمی، سانپ کے ڈسے، بیماری کے ستائے ہوئے نہ جانے

کتنے ہی مریض بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ایسی ایسی بیماریوں کا علاج کراتے جنہیں حکمائے وقت لا علاج قرار دے چکے تھے۔مگر حضور پُرنور صاحب شفا' دافع ہر بلا' خیرالوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرما دیا۔ کل داء دواء' لوگو! ہر بیماری کا علاج موجود ہے کوئی مرض لا علاج نہیں۔ ہر مرض کی دوا پائی جاتی ہے تاہم موضوع کے مطابق میں ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرونگی جنہیں آنکھوں کا مرض لاحق تھا' یا کسی نہ کسی سبب سے آنکھیں بالکل بند ہو چکی تھیں' جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے گئے یا از خود حاضر ہوئے تو آپ نے کسی کی آنکھوں پر دست شفا پھیرا تو بینائی بحال ہو گئی کسی کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا تو اندھا پن ختم اور آنکھیں روشن ہو گئیں۔

زہر ختم' آنکھیں روشن

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم کے ایک پیارے صحابی حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد حضرت فدیک یا فریک کی آنکھیں سانپ کے انڈوں پر پاؤں آ جانے کے باعث سفید ہو گئیں۔فَكَانَ لَا يُبْصِرُ بِهِمَا شَيْئًا فَنَفَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَيْنَيْهِ فَاَبْصَرَ فَرَأَيْتُهٗ يَدْخُلُ الْخَيْطَ فِي الْإِبْرَةِ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِيْنَ: (بیہقی' طبرانی' شفا شریف' خصائص الکبریٰ وغیرہ)

تو انہیں دونوں آنکھوں سے کچھ بھی دکھائی نہ دیتا تھا پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا تو وہ بینا ہو گئے یہاں تک کہ کبھی کچھ صاف دکھائی دینے لگا' یہاں تک کہ وہ سوئی میں از خود دھاگہ ڈال لیتے تھے حالانکہ ان کی عمر اَسی (۸۰) سال تھی۔

آب دہن وچہ برکت بھاری ۔۔۔ مٹھا ہوندا چشمہ جاری
جاندی رہے تمام بیماری ۔۔۔ صلی اللہ علیہ وسلم
سب دا ڈنگیا جے کر آوے ۔۔۔ قطرہ لب نبی چالاوے
اس نوں ترت آرام آجاوے ۔۔۔ صلی اللہ علیہ وسلم

آشوبِ چشم اور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں فتح خیبر کے دن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آشوب چشم میں مبتلاء تھے' رحمت عالم' محسن اعظم' نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طلب فرمایا: فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ فَبَرِءَ حَتّٰى كَانَ لَمْ يَكُنْ بِهٖ وَجْعٌ. (بخاری شریف)

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی دونوں آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا' نیز دعا فرمائی تو وہ فوراً تندرست ہو گئے گویا کہ کبھی آشوب چشم ہوا ہی نہ تھا۔

حضرت سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ؎

وَعَلِيٌّ مِنْ رَمَدٍ بِهٖ دَاوَيْتَهٗ
فِيْ خَيْبَرٍ فَشَفٰى بِطِيْبِ لَمَاكَ

(قصیدۃ النعمان)

غزوۂ خیبر میں جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آشوب چشم میں مبتلا تھے تو آپ کے لب شفا لگانے سے فوری طور پر تندرست ہو گئے ؎

حضرت علی خیبر میں تھے آشوب سے عاجز ہوئے
حاصل ہوئی ان کو تیرے اک لب لگانے سے شفا

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ از خود لعاب دہن کی مزید برکات سے آگاہ فرماتے ہیں: فَمَا وَجَدْتُ حَرًّا وَلَا بَرْدًا رَمَدَتْ عَيْنَائِيْ (حجۃ اللہ علی العٰلمین)

اس وقت سے مجھے گرمی اور سردی تک بھی محسوس نہیں ہوتی اور نہ ہی کبھی میری آنکھیں دکھیں۔

میری بہنو! ذرا صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ بارگاہ رسالتمآب میں پیش کریں۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

حضور پُرنور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس لعاب دہن کی کیا بات ہے۔

چونکہ موضوع آنکھوں کی بینائی اور تکلیف سے نجات دلانے سے متعلق ہے اس لئے صرف اور صرف آنکھوں کی شفا پر ہی آپ سے مخاطب ہوں۔ بصورت دیگر لعاب دہن کے دیگر بے شمار معجزات کا ذکر شروع کروں تو کئی گھنٹے درکار ہیں یہ لعاب دہن کی ہی برکت تھی کہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غار ثور میں سانپ نے ایڑی پر ڈسنا شروع کیا تاکہ سوراخ سے اپنی ایڑی ہٹالیں تو مجھے زیارت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت نصیب ہو مگر عاشق صادق یہ کیسے گوارا کر لیتے کہ انسان کے جانی دشمن کیلئے آسانی پیدا کرتے آپ نے ڈنگ پر ڈنگ تو برداشت کئے مگر ۔

صدیق نے پاؤں کو جنبش تک نہ ہونے دی
یہی ڈر تھا کہیں آنکھیں نہ کھل جائیں پیغمبر کی

تاہم سانپ نے اپنا کام دکھایا' زہر نے تیزی سے اثر کیا مگر صدیق نے سوراخ سے پاؤں کو ہٹانا عشق کی توہین قرار دیا پھر بھی غم وحزن کے باعث آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے مبادا کہ سانپ میرے محبوب' رب کے حبیب' عبداللہ کی جان' آمنہ کے لاڈے' حق کی پہچان' کو کسی طرح باہر نکل کر گزند نہ پہنچائے۔ صدیق کے حضور کی تکلیف کے تصور میں خاموشی سے آنسو بہہ نکلے۔ ایک آنسو والضحیٰ کے چہرے پر ظاہر ہوا۔ سرکار نے آنکھیں کھولیں۔ صدیق کی عاشقانہ کیفیت ملاحظہ فرمائی اور حکم دیا صدیق لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا غم نہ کر بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ عرض کیا حضور! مجھے سانپ نے کاٹ کھایا ہے۔ ایڑی کیسے اٹھاؤں۔ مجھے تو آپ کی سلامتی مطلوب ہے فرمایا پاؤں اٹھایئے ، اسے بھی اپنی آتش شوق بجھا لینے دیجئے اور اپنا پاؤں بڑھایئے۔ صدیق! تیری شان وعظمت کو سلام' تیری رفعتوں اور منزلوں کو سلام! محبوبِ کائنات کا لعاب دہن' تمہارے قدم سانپ کی سرایت کردہ زہر کیلئے تریاق ثابت ہوا' ہمارے نزدیک تو وہ انسان بڑا خوش بخت ہے جسے حضور کے مبارک قدموں کی خاک کا ذرہ نصیب ہو اور تجھے تو لعاب دہن کی نعمت عظمیٰ عطا ہو رہی ہے' بس پھر کیا تھا' لعاب مبارک کا لگنا تھا کہ تمام زہر کافور ہوگئی۔

میری پیاری بہنو! کسی وہم میں مبتلا نہ ہو جانا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک لعاب دہن صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں پر لگا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تو اس غلط وہم اور باطل خیال کو اپنے دل و دماغ سے نکال دو! کیونکہ نبی کریم مختار کل ہیں' جیسے چاہیں کریں۔ ان کے معمولات پر کسی امتی کو اعتراض کا حق حاصل نہیں۔ یوں بھی حکیم' مرض کے مطابق علاج کرتا ہے وہ جو مناسب سمجھتا ہے کرتا ہے۔ مریض کو بریف کرنے یا گائڈ لائن دینے کی قطعاً اجازت نہیں ہوتی اور نہ ہی حکیم' طبیب یا ڈاکٹر مریض کے مشورے کا محتاج ہوتا ہے مگر یہاں تو کوئی بات ہی نہ ہوئی' نہ صدیق نے سانپ کے ڈسنے پر شور مچایا اور نہ ہی علاج معالجہ کیلئے عرض کیا' یہ کل کائنات کی شفیق ترین ہستی جنہیں رب العلمین نے رحمۃ للعالمین کی منفرد صفت سے ممتاز فرمایا ہے۔ اپنے خداداد اختیار کو بروئے کار لاتے ہوئے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پائے اقدس پر لعاب مقدس لگا کر شفائے کاملہ عاجلہ سے بہرہ مند فرما دیا۔ معترضین حضرات ہوش کے ناخن لیں! اپنی عقل سے کام لینے کی بجائے بقول حضرت رومی علیہ الرحمۃ

عقل قرباں کن بہ پیش مصطفیٰ

حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے کنائے پر اپنی عقل و دانش کو قربان کر دو۔

میری پیاری بہنو! عالم جذبات میں میری بات ذرا طویل ہو رہی ہے' آمدم برسر مطلب سنیے اور سنیئے لعاب دہن کے اعجاز میں یہ واقعہ بھی بڑا مشہور ہے۔

ذرہ برابر تکلیف نہ رہی

حضرت رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رُمِیتُ بِسَهمٍ یَومَ بَدرٍ فَفُقِئَت عَینِی فَبَصَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ وَ دَعَا لِی فَمَا اٰذَانِی مِنهَا شَیءٌ (خصائص الکبریٰ)

غزوۂ بدر میں میری آنکھ میں ایک تیر آ لگا تو وہ پھوٹ گئی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنا لعاب مبارک ڈال دیا اور دعا فرمائی پس مجھے اس تیر لگنے کی ذرا

برابر بھی تکلیف نہ رہی اور آنکھ بالکل صحیح وسالم ہوگئی ۔

روتی آنکھ ہنساتے یہ ہیں
جلتی آگ بجھاتے یہ ہیں
لاکھ بلائیں، کروروں دشمن
کون بچائے بچاتے یہ ہیں

ہتھیلی پر آنکھ

یوں ہی حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ غزوۂ احد میں تیر لگنے سے باہر نکل آئی یعنی (ڈیلا) آپ نے اسے اپنی ہتھیلی پر رکھا اور بارگاہ رحمت للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو گئے (یہ منظر دیکھتے ہی)

فَغَمِزَ عَيْنَيْهِ بِرَاحَةٍ فَكَانَ لَا يَدْرِيْتِي اَىُّ عَيْنَيْهِ اُصِيْبَتْ (خصائص الکبریٰ)
تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مقدس ہتھیلی سے (اسے رکھ کر) ان کی آنکھ بند کردی تو پھر اُن کا یہ حال ہوا کہ معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ کونسی آنکھ پھوٹی تھی۔

حضرت ابویعلی عبدالرحمٰن بن حارث سے مروی ہے کہ غزوۂ احد میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ پھوٹ گئی فَبَرِقَ فِيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ اَصَحُّ عَيْنَيْهِ (حضائص الکبریٰ) پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھ میں لعاب دہن لگایا تو وہ بالکل تندرست ہوگئی۔

الغرض آپ کے لعاب دہن مبارک سے نہ صرف آنکھیں ہی روشن ہوئی بلکہ متعدد غزوات وسرایا میں جن صحابہ کرام کی ٹانگیں' بازو کٹ گئے یا زخمی ہوئے آپ نے اپنے لعاب دہن سے صحیح وسالم فرمادیئے' مثلاً

حضرت حبیب ابن اساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کٹا ہوا بازو درست فرمایا: (شفا شریف)

حضرت معوذ بن عفراٗ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ ابوجہل نے کاٹ ڈالا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب مبارک لگا کر ٹھیک کردیا۔ (شفا شریف)

غزوۂ خندق میں حضرت علی بن حکم کی پنڈلی ٹوٹ گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تھوک دیا' ابھی وہ گھوڑے سے اترنے نہ پائے تھے کہ ان کی پنڈلی صحیح ہوگئی۔(شفا شریف)

حضرت کلثوم بن حصن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سینے پر کاری زخم لگا تو آپ نے لعاب شریف سے درست فرما دیا۔(طبقات ابن سعد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی بچے تھے کہ ان کے ہاتھ پر ہنڈیا گر پڑی جس سے ان کا ہاتھ جل گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جلے ہوئے ہاتھ پر لعاب دہن لگایا تو زخم فوراً درست ہو گئے۔
(خصائص الکبریٰ)

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میرے سر اور چہرے پر یہودی نے کاری ضرب لگائی جس سے ایسا زخم ہوا کہ ہڈیاں دکھائی دینے لگیں۔ میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے پٹی کھول کر زخموں پر اپنا مبارک تھوک لگا دیا۔ زخم فوراً مٹ گئے ایسے کہ کبھی زخمی ہوئے ہی نہ تھے۔
(حضائص الکبریٰ)

میری پیاری بہنو! بات بڑھتی جا رہی ہے ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ لذت ہی ایسی ہے۔ آپ کی ہر بات میں عجیب سرور اور کیف ہے کہ جیسے جیسے بیان کرتے جائیں' سرور ہی سرور پیدا ہوتا ہے سچ کہا کسی نے ؎

سلام اس پر کہ جس کے ذکر سے سیری نہیں ہوتی

لہٰذا آپ سبھی بہنیں مل کر بڑی محبت سے صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں پیش کریں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

ہاں! تو میں عرض کر رہی تھی معجزہ نما لعاب مبارک کا فیضان صرف زخموں کو صحیح اور

آنکھوں کی بینائی بحال کرنے تک ہی محدود نہیں بلکہ اور بھی برکات سے بھرپور تھا۔

چنانچہ جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمرۂ اسلام میں داخل ہوئے تو فرمایا ابھی تمہیں عربی زبان کا ماہر بنا دیا جاتا ہے۔ ذرا منہ کھولیں اور آنکھیں بند کریں۔ آپ کے ارشاد پر حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنکھیں بند کیں اور منہ کھولا ہی تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مقدس ان کے منہ میں ڈال دیا تو وہ اسی وقت فصیح عربی میں باتیں کرنے لگے۔

یہی وہ لعاب مقدس جب کھاری کنوؤں میں ڈالا گیا تو شیریں اور میٹھے بن گئے، جب معمولی سے سالن اور کھانے میں ڈالا گیا تو ہزاروں کی تعداد سیراب ہوئی اور خوب پیٹ بھر کر کھانے کھائے۔ حضرت عقبہ بن فرقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخموں کو مٹا کر جسم کو خوشبودار بنا دیا جس خوشبو کی مثال محال تھی۔

کنواں خوشبودار

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آپ کی خدمت میں ایک ڈول پانی لایا گیا آپ نے اس سے تھوڑا سا نوش فرمایا اور پھر اس میں کلی فرما کر کنویں میں ڈال دیا۔ تو وہ کنواں معطر ہو گیا اور اس سے خوشبو آنے لگی ؎

قلزم معرفت، نہر عرفاں بنے
بحر توحید، دریائے ایماں بنے
عین چشمہ آب حیواں بنے
جس سے کھارے کنویں شیرۂ جاں بنے
اس زلال حلاوت پہ لاکھوں سلام

میری پیاری اسلامی بہنو!

خاک طیبہ اور محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں کی نورانی مٹی جسے ایک خوش عقیدہ، خاتون حضور پُرنور کے مقدس پاؤں سے جھاڑ کر لائی اور اپنے باپ کی آنکھوں میں ڈال دی آنکھیں فوراً روشن ہو گئیں، اندھا پن ختم ہو گا۔ باوجود یہ کہ ذاتی

دشمنی، حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی مبارک اور شفا بخش خاک نے نہ صرف اس یہودی کی ظاہری آنکھیں روشن کیں بلکہ باطنی اور دل کی اندھی آنکھوں کو بھی نور عطا فرما دیا اس کے مقدر نے یاوری کی اور بارگاہ اعلیٰ میں اپنی بیٹی کی معیت میں حاضر ہو کر کلمہ پڑھا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو کر ہمیشہ کیلئے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا پٹا اپنے گلے میں سجا لیا۔

علامہ اقبال مرحوم نے خاک طیبہ سے متعلق جس عقیدت کے پھول بکھیرے ہیں آپ بھی ان کی خوشبو سے اپنے ایمان وایقان کو معطر کیجئے وہ فرماتے ہیں۔

خاک طیبہ از دو عالم خوشتر است
وے خنک شہرے کہ دروے دلبر است

مزید فرماتے ہیں:

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمارا مل بیٹھنا قبول فرمائے اور ایسی نورانی ایمانی اور روحانی محافل کے فیوض و برکات حاصل کرنے کی توفیق عطا کرے: (آمین ثم آمین)

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ

وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ

يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ

(پ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۵۹)

تیسری تقریر

امہات المؤمنین

○

حضرت اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اما بعد! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِى الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (۲۲پ ا ع)

قَالَ فِیْ مَقَامِ الْاٰخَرْ

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ

(۲۱پ ۱۷ ع الاحزاب)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ الْاَمِيْنُ

میری اسلامی بہنو! آج میں نے جن آیات کو موضوع تقریر بنایا ہے ان کی تفصیل و تشریح سے پہلے میری گزارش ہے کہ آپ سید عالم، نبی کریم، رسول اعظم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ عظمت نشان میں نہایت عقیدت و محبت سے صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کریں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

ایک بار اس آیت کو پھر سماعت فرمایئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

اے نبی کی بیویو! تم تمام عورتوں میں سے کسی ایک کی مانند نہیں ہو۔

یعنی تم بے مثل و بے مثال ہو۔ اول سے آخر تک کسی ایک عورت کی مجال نہیں کہ تمہاری ہمسری یا مثلیّت کا دم بھر سکے۔

کوئی شہزادی ہو — کوئی زاہدہ ہو
کوئی ملکہ ہو — کوئی عابدہ ہو
کوئی سلطانہ ہو — کوئی ساجدہ ہو
کوئی حسینہ ہو — کوئی شاکرہ ہو
کوئی جمیلہ ہو — کوئی ولیہ ہو

وہ آپ جیسی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ تمہاری نسبت خاص، اس خاص ذات ستودہ صفات سے ہے جو ہر اعتبار اور ہر لحاظ، ہر بات، ہر کمال میں، ہر ایک سے منفرد و ممتاز اور بے مثل و بے مثال ہے۔

اسمائے گرامی امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن

پہلے اس کے کہ میں امہات المومنین کے فضائل وشمائل محامد و مناقب عرض کروں، بطور تبرک تمام مومنین و مومنات، مسلمین و مسلمات کی ان مقدسات و مطہرات ماؤں کے اسمائے گرامی پیش کرتی ہوں، جو ہمارے باپوں اور ماؤں کی بھی مائیں ہیں۔ یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ ہم اپنی ان پیاری ماؤں کے ناموں کو بھی نہیں جانتی۔ جن کا نام لینا بھی باعث عبادت ہے جنہیں رب العلمین ہماری مائیں فرمائے ہم ان ماؤں سے اتنی غافل کہ نام تک یاد نہیں لہٰذا میں یہ ضروری سمجھتی ہوں کہ میں اپنی ان پیاری ماؤں کے نام پیش کروں جن کے نام کا وظیفہ ہماری نجات کا وسیلہ ہے۔ سنیئے:

(1) اُم المومنین حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(2) اُم المومنین حضرت سیّدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(3) اُم المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(4) اُم المومنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(5) اُم المومنین حضرت سیّدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(6) اُم المومنین حضرت سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(7) اُم المومنین حضرت سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(8) اُم المومنین حضرت سیّدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(9) اُم المومنین حضرت سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(10) اُم المومنین حضرت سیّدہ صفیہ بنت حُیَی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(11) اُم المومنین حضرت سیّدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جبکہ حضرت سیّدہ ماریہ قبطیہ، حضرت ریحانہ بنت شمعون اور حضرت جمیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی باندیوں میں نام آتا ہے۔

سارے جہاں کی عورتوں میں یہ وہ خوش بخت اور نیک نصیب خواتین ہیں جن کی مثل نہ ان سے پہلے کوئی عورت ہوئی اور نہ ہی بعد میں ہوسکتی ہے۔ اس لئے کہ جب ہمارے پیارے نبی خاتم النبین والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ٹھہرے تو ان کی ہر نسبت بھی آخری ٹھہری۔ یوں بھی قیامت تک آنے والے تمام مومنین و مومنات، مسلمین و مسلمات کی انہیں مائیں بنا دیا گیا اور کتاب مبین میں اعلان فرما دیا:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ

یہ نبی ایمان داروں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کا مالک ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں:

جب کوئی بیٹا باپ کو اپنی مثل نہیں کہتا، اور کوئی بیٹی اپنی ماں کو اپنی مانند اور مثل نہیں کہتی تو کتنے افسوس کی بات ہے کہ بعض بدبخت ہمارے نبی اکرم رسول اعظم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی مثل بشر کہتے ہیں ذرہ برابر بھی حیا نہیں کرتے۔ ان مردوں سے تو بدر جہا بہتر مسلمان خواتین ہیں جنہوں نے امہات المومنین میں سے کسی ایک کو بھی اپنی مثل نہ کہا، نہ سمجھا، نہ جانا اور نہ ہی مانا۔ وہ لوگ بڑے ہی بدنصیب اور بدبخت ہیں جو محبوب باری تعالیٰ کو اپنی مثل کہتے نہیں تھکتے۔ اللہ رب العزت ہمیں اپنے پیارے نبی کے ادب واحترام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین: ایک بار درود شریف پڑھئے تاکہ میں موضوع کے مطابق خیالات کا اظہار کرسکوں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میری بہنو! امہات المومنین میں سب سے پہلا شرف اُم المومنین ہونے کا جس عظیم خاتون کو حاصل ہوا وہ ملکۂ ملک بقاء، سلطانۂ صدق و صفا، زوجۂ حبیب خدا حضرت سیّدہ اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں، جن کے والد ماجد کا نام نامی اسم گرامی خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی ہے اور سیّدہ طاہرہ کے لقب سے ممتاز تھیں جبکہ امّ ہند کنیت پائی، والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ ہے۔ امانت و دیانت، شرافت و صداقت اور مال و دولت میں تمام اہل مکہ سے امیر ترین تھیں۔ مساکین، غرباء اور حاجت مندوں کی ہر طرح معاونت فرماتی رہیں۔ آپ کی تجارت اور کاروبار کا دائرہ مصر و شام اور یمن تک کشادہ تھا، جس کے لئے بکثرت ملازم بھرتی کر رکھے تھے اور ان پر اپنا ایک نہایت شریف و امین غلام میسرہ کو افسر مقرر کر رکھا تھا۔

مقدر کا ستارہ چمکا

حضرت اُم المومنین سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ عالی مرتبت اور بلند منزلت خاتون ہیں جو سب سے پہلے سید المرسلین، رحمۃ للعلمین درّ یتیم، رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے نکاح میں آئیں۔ اس وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی جبکہ سید عالم، محسن اعظم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظاہراً پچیس سال کے تھے۔

اُم المومنین سیّدہ خدیجۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، ۵۵۵ عیسوی میں پیدا ہوئیں۔ آپ

کی پیدائش سے پندرہ سال قبل اصحاب فیل کی تباہی و بربادی کا واقع ظہور ہو چکا تھا۔
آپ بچپن سے ہی نہایت شریف الطبع اور نیک طینت تھیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد خویلد بن اسد اس دور میں مکہ مکرمہ کے ایک کامیاب اور معروف تاجر تھے۔ وہ نہ صرف اپنے قبیلہ میں بڑی باعظمت شخصیت کے مالک تھے بلکہ اپنی خوش معاملگی اور دیانت داری کی بدولت تمام قریش میں ہر دلعزیز اور محترم و معظم تھے۔

حضرت اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب سن شعور کو پہنچیں تو ان کا نکاح ابو ہالہ بن نباس تمیمی سے ہوا، جن سے آپ کے ہاں دو بیٹے ہالہ اور ہند پیدا ہوئے۔ ہالہ تو قبل از اسلام وفات پا گئے تھے جبکہ ہند کے بارے میں روایات پائی جاتی ہیں کہ وہ صحابیت کے شرف سے بہرہ مند ہوئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خاوند ابو ہالہ کا جلد انتقال ہو گیا تو دوسرا نکاح عتیق بن عائذ مخزومی سے ہوا۔

ان سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام ہندہ رکھا یہ بھی کچھ عرصہ بعد فوت ہو گئی تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خلوت گزینی اختیار فرمائی، زیادہ بیت اللہ شریف یا اس دور کی معزز کاہنہ عورتوں کے ساتھ پاس جایا کرتیں، وہ زمانے کے انقلاب پر بحث مباحثہ بھی کر لیتیں۔

واضح ہو کہ حضرت اُم المومنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے باپ کی اکلوتی بیٹی تھی، آپ کا اور کوئی بھائی نہ تھا اور نہ ہی بہن، والد ماجد ضعف پیری کے باعث اپنی وسیع تجارت کے انتظام و انصرام سے عاجز آ گئے۔ چنانچہ انہوں نے تمام تجارتی امور اپنی ذہین و فطین، عاقلہ فاضلہ بیٹی کے سپرد کر دیئے اور خود گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ جناب خویلد کا انتقال ہو گیا۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تجارت کو نہایت اہتمام اور احسن طریقہ سے جاری و ساری رکھا۔ والد ماجد کے انتقال کے باوجود کسی قسم کا خلاء پیدا نہ ہونے دیا بلکہ کاروبار کو مزید وسیع و کشادہ کرنے کے لئے آپ نے اچھا خاصا عملہ مقرر کر رکھا تھا جو زیادہ تر عربی، یہودی اور عیسائی غلاموں اور ملازموں پر مشتمل تھا۔

رحمت عالم کا سفر تجارت

میری پیاری اور قابل صد احترام بہنو! یوں تو نبی مکرم محسن اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے چچا ابو طالب کی معیت میں سفر تجارت کے لئے پہلے بھی جا چکے تھے۔ ایک سفر میں حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی آپ کی معیت میں تجارت کے لئے جانا ہوا تھا۔ مگر یہ سفر تجارت اپنی نوعیت کا بہت ہی برکات وثمرات کا پیش خیمہ ثابت ہوا اس سفر میں کئی ارہاص ظہور پذیر ہوئے۔

خیال رہے کہ ارہاص اس معجزے کو کہا جاتا ہے جو کسی سچے نبی سے قبل از اعلان نبوت ورسالت ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس سفر مقدس میں ہمارے پیارے نبی حضرت عبداللہ کے نور نظر حضرت آمنہ کے لخت جگر کائنات میں دُرِ یتیم، حضور پرنور سیّدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سراپا معجزہ ذات سے کئی معجزات کا ظہور ہوا جن کا مبارک تذکرہ ابھی آپ سماعت فرمائیں گی۔

اُم المومنین حضرت سید خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر سید عالم نبی مکرم نازش صدق وصداقت، کی امانت ودیانت اور عمدہ اخلاق کی شہرت پہنچ چکی تھی تو انہوں نے آپ سے گزارش کی کہ تجارت میں میرا ہاتھ بٹائیں۔ آپ نے خوب حوصلہ افزائی فرمائی اوران کا مال ملک شام میں فروخت کے لئے لے گئے۔

حضرت خدیجۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا نہایت معتمد، شریف میسرہ نامی غلام آپ کی خدمت کے لئے ساتھ روانہ کیا۔ آپ ازیں قبل شام کے صوبہ حوران کے مشہور شہر بصرہ کا اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ معائنہ فرما چکے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک بارہ سال تھی۔ گرمی کا موسم تھا، مکہ مکرمہ کے امراء ورؤساء کا معمول تھا کہ وہ گرمیوں میں شام اور سردیوں میں یمن کا سفر اختیار کرتے، عجیب بات تھی کہ دور دراز کے سفر تو گرمیوں اور سردیوں میں وہ لوگ بخوشی کرتے رہتے مگر روئے زمین پر سب سے افضل واکرم مقام ''بیت اللہ شریف'' اور مسجد حرام میں عبادت کرنا انہیں انتہائی شاق گزرتا، سورۃ القریش میں ان کی سفری دلچسپی اور عبادت سے اعراض کرنا اچھی طرح

مذکور ہے باوجود اس کے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے سردیوں اور گرمیوں میں سفر کی تکالیف کو آسان تر بنانے کے لئے ایسے طریقے واضح کئے جن سے ان کے بری اور بحری سفر آرام دہ ہوئے مگر پھر بھی وہ خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت سے شکر ادا کرنے کی بجائے الٹے بت پرستی کی طرف پوری محبت سے راغب رہے۔

بحیرا راہب سے پہلی ملاقات

جب حبیب تاجران، غمگسار مسافراں، غمخوار بیکساں، دستگیر غریباں، حضور پرنور حضرت میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بصرہ پہنچے تو سب سے پہلے ایک راہب کے عبادت خانے سے باہر درخت کے نیچے آرام فرما ہوئے۔ جب راہب نے چہرہ والضحیٰ کو دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ آپ پر انوار و تجلیات کی بارش سے وہ حیران ہونے لگا اور اپنے معبد سے باہر نکلتے ہی میسرہ سے دریافت کرنے لگا، وہ نوجوان نورانی مکھڑے والا جو درخت کے نیچے آرام فرما رہا ہے، کون ہے؟

راہب جس کا نام بحیرا تھا اسے بتایا گیا، یہ قریشی شہزادہ ہے جو بغرض تجارت بُصرہ میں تشریف لایا ہے۔ راہب بولا مجھے کتب قدیمہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ اس درخت کے نیچے نبی کے سوا کوئی اور نہیں بیٹھ سکے گا۔ چنانچہ راہب آپ کا نام سنتے ہی نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ اس نے بڑی محبت سے خدمت کی سعادت حاصل کی اور پھر اس نے کئی بشارتیں سنائیں۔ یہاں تک کہ وہ پکار اٹھا: **اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ** گویا کہ بحیرا راہب آپ کے اعلان نبوت سے پندرہ، سولہ سال قبل ہی زمرۂ اسلام میں داخل ہو چکا تھا۔ خیال رہے کہ آپ کو ماننا اور آپ کے آداب بجا لانا ہی ایمان و اسلام ہے۔ محض جاننے اور پہچاننے کا نام ایمان و اسلام نہیں۔ اس لئے کہ کفار و مشرکین مکۂ مکرمہ اور یہود و نصاریٰ تو آپ کی پیدائش سے قبل ہی اپنے بال بچوں کی طرح جانتے پہچانتے تھے اور جب آپ جلوہ گر ہوئے تو جان بوجھ کر انکار پر بضد رہے اور ایمان کی دولت ابدی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے۔ پڑھیے آپ پر صلوٰۃ و سلام۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

ہزاروں درود اور ہر ہزاروں سلام
بہ روح محمد علیہ السلام
ہزاروں درود اور ہزاروں سلام
بہ روح محمد علیہ السلام

تجارتی سفر کامیاب!

میری بہنو! ملک شام سے سید عالم نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بخیر وعافیت مکۂ مکرمہ میں تشریف فرما ہوئے تو حضرت اُم المومنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے غلام میسرہ سے سفر کی تمام روئداد بڑی تفصیل سے دریافت کی۔ حضرت میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض گزار ہوئے۔

مخدومۂ کائنات: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس مبارک سفر کی پر کیف اور روح پرور کیفیت الفاظ میں بیان نہیں کی جاسکتی البتہ اتنی سی بات سے آپ کی شان و شوکت اور عظمت و رفعت کا اندازہ لگا لیجئے کہ سخت ترین گرمی میں بادل آپ پر سایہ کرتا، دو فرشتے ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہتے، جب آپ ڈاچی پر سوار ہونے لگتے تو وہ از خود جھک جاتی، قدم قدم پر برکات کا ظہور رہا۔ یہاں تک کہ مال تجارت میں کئی گنا پہلے سے اضافہ ہوا۔ اس مقام پر پنجابی اشعار میں آپ کے ایمان افروز سفر کا حال سماعت فرمائیے۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے گھر تشریف آوری

کرن روائت ابو طالب نوں بات دلیو چہ آئی
نال محبت ہو قربانی نظر نبی ول پائی
صدقے جاواں بات سناواں مگراں میں شرماواں
کیوں شرماندے میرے کولوں کہے رسول سچاواں
بات کرو میں امر قبولاں پاک نبی فرمادے
جو فرمان تسیں فرماؤ عمل کمایا جاوے
چاچے آکھیا ماں پیو تیرے چھوڑی دنیا فانی
گھر کجھ مال اسباب انہاں تھیں باقی نہیں نشانی
کویں تساڈی شادی کرساں دل میریو چہ آوے
جیکر میں گھر طاقت ہووے فرق نہ کیتا جاوے
نام خدیجہ ہے شاہزادی بڑی تو انگر عالی
سبھ سوداگر عرب زمیں دے در پر رہن سوالی
کرن تجارت نوکر چاکر اس دا مال لیاون
قدر موافق جو کم دیون فیض تمامی پاون
میں آکھاں تسیں جیکر سکو اس دی کارگزاری
طلب روزینہ حاصل ہووے جو کجھ برخورداری
میں تاں کراں تساڈی شادی ساتھ آرام آسانی
راضی ہو کر بولے حضرت بہت اچھا مہربانی
جو فرماؤ امر قبولاں سب فرمان اٹھاواں
آپ میرے حق بہتر کہندے میں کیوں عذر لیاواں

کر مصلاحت دونویں اتول جلد روانہ ہوئے
جا کر قرب حضوری اندر دو سردار کھلوئے
تخت اپر شہزادی بیٹھی راوی ذکر سناوے
ستر غلاماں حاضر کھیلیاں جو فرمان بتا دے
سرورِ عالم نے جد خیریں قدم مبارک پایا
اول ادب کنوں شاہزادی ادب سلام سنایا
کرسی دیکر بیٹھن کارن نرم کلام سنائی
یا سردار تساں کس کا رن قدم رنجہ فرمائی
بہت نہائت عزت کیتی بہت پیار کمایا
طور طریقہ جویں امیراں پورا ادب کرایا
عالم آہی علم توراتوں صاحب عقل فکر دی
صاحب ادب دیانت والی صاحب دولت زردی
علم کتابوں معلم آہی اسنوں خبر تمامی
بعد عیسیٰ تھیں ختم رسولاں ہوسی نبی گرامی
ایہہ صفتاں اس اندر ہوسن حال شہزادی جانے
جدتک پاک جمال نہ پاوے کیونکر قدر پچھانے
حضرت ابوبکر فرماون خبر کتاب گواہی
قوم قریشاں خویشاں وچوں پاک نبی نوں آئی
کہن ابو طالب شاہزادی نوں بول بیان سناوے
جس کا رن تشریف لیائے بہت ہوئی مہربانی
تخت اپر شہزادی آہی اگے چادر تانی
کوئی نہ خبر حال میرے پر رحمت ہوئی ربانی
کار تجارت اندر اس نوں داخل کیتا جاوے
بہت اچھا منظور سانڑں شاہزادی فرماوے

پردے وچوں حضرت دیول نظر مبارک پائی
کیا جوان آمین محمد بات دے وچہ آئی
نور نبوت چمک نکالی جلوہ پیا نورانی
دل وچہ آکھیا نبیانوالی اس دیوچہ نشانی
کیا اسوقت محبت حاضر دلدے اندر ہوئی
خود مختار رسول سنایا دیر نہ کیتی کائی
تابع کیتا حضرت کارن سارا دولت خانہ
سب کارواناں اوپر حاکم کیتا نبی یگانہ
جس کارن تشریف لیائے ابو طالب فرماندا
اساں محمد بن عبد اللہ پاس تساڈے لیاندا
ہر کم اندر میسرہ کارن سی درجہ سرداری
جلدی پیش بلا کر اس نوں حکم دِتا یک باری
جو کجھ کہے امین محمد اس پر عمل کمانا
جس طرفے فرمان سناوے اوسے طرفے جانا

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی

کیا اس نے تجھے یتیم نہیں پایا پھر تجھے ٹھکانا دیا

اس گھر اندر حضرت تائیں دتا حکم تمامی
جس گھر کارن کل سوداگر تابعدار سلامی
جد کاروان تجارت کارن کیتے سفر روانہ
حضرت بھیجیا ساتھ انہاندے دیکر مال خزانہ
بوسفیان سوداگر ہسیابات پسند نہ ہوئی
لگا کہن شہزادی تائیں عقل قیاس نہ کوئی

جس نوں کار تجارت اندر خبر شناس نہ کائی
اوہ مختار انبار بنایا عجب تماشہ بھائی
اپنے دلوں تجارت اندر آہا بہت سیانا
سن کرکے کلام نہ کیتی چپ رسول ربانا
چلدے چلدے منزل منزل ساتھ حبیب ربانے
شام ولائت نیڑے آئی پہنچے اوس ٹکانے
سی ہک راہب اہل عبادت زاہد مرد یگانہ
اوسے رستے اندر آہا اس دا معبد خانہ
دوروں اس نے کارواناں پر جا اک نظر اٹھائی
سرِ نہانی باطن قدرت اس نوں نظری آئی
ہر ہر طرفوں ڈٹھے اس نے کل درخت سلامی
ادبوں طرف رسول اکرم دے کر تعظیم گرامی
سر پر ادبوں بدلی سایہ سرور عالم تائیں
میسرہ پاسوں پچھن آیا جلدی چائیں چائیں
ہے کون جوان تساں وچہ صاحب عزت عالی
کھول سنائے میسرہ اسنوں بات حقیقت والی
ہنس کر راہب آکھیا اسنو مت سوداگر جانو
ایہہ ہے ختم رسولاں سرور نال یقین پچھانو
جیکر نہیں یقین تیرے دل اپر نبی حقانی
چل میں اس دے نال وکھالاں ربدی خاص نشانی
آ گئے حضرت کول شتابی دونویں باتاں کردے
نال محبت چمدا راہب قدم نبی سرور دے
علم تورات انجیلوں مینوں خبر تساڈی آہی
دے گئے خاص تساڈیاں خبراں عیسیٰ نبی الٰہی

بھی ہک خبر کتاباں اندر ہوگ جو نبی غفاری
مہر نبوت ہوسی اسنوں نبیاندی سرداری
عرض قبول کیتا سبھ اسدا ذات مبارک عالی
موڈھیاں دے سن مہر نبوت پردہ کھول وکھالی
جلد شہادت کلمہ پڑھیا بہت خوشی وچہ آیا
نال محبت میسرہ تائیں راہب نے فرمایا
دشمن قوم یہوداں پاسوں وچہ پردیس بچانا
ساتھ تساں تکلیف نہ پاوے خاص حبیب ربانا
ابو سفیاں محبت کرکے اتنی بات سنائی
کیونکر اس تھیں غفلت کرساں چاچے جایا بھائی
راہب نے سب خدمت کیتی جتنی قوت آہی
پھر دن دوجے اوس مکانوں جلدی ہو گئے راہی
جا پہنچے اس منزل اپر راوی خبر سناوے
دو راہ ہوکر اوس مکانوں اوسے طرفے جاون
ہک راہ بہت آبادی والا خوف نہ کجھ نقصانوں
ہک راہ بہت زیادہ نیڑے خطرہ مالوں جانوں
سبھ کوئی ٹرپیا لمی منزل کہے رسول ربانا
ہر اک نوں فرمایا حضرت سدھے راہوں جانا
ابو سفیاں کہیا اس ویلے سرور عالم تائیں
قاتل ظالم اس راہ ملسن ہوسی مال ازائیں
نہیں امید حیاتی لے کہ اس راہ پہنچے کوئی
حضرت آکھن اس راہ جانا بحث زیادہ ہوئی
اوہ سب منزل دوری راہوں ہوکر جدا سدھانے
سدھے راہ ول قدم مبارک پایا نبی ربانے

جد ہک منزل جا کر پہنچے سخت اجاڑ ویرانہ
پانی باجھوں سب لب جاناں سب عاجز پریشانہ
تنبو اندر حاضر ہو کر میسرہ عرض سنائی
پانی باجھوں حیرت اندر قوم تمامی آئی
تلے درخت کھلو کر حضرت بولن بات تمامی
بھیج یتیم محمد کارن یا رب فضلوں پانی
ول. درخت آوارہ کیتا رحمت نال ربانی
کجھ نہیں دیر نکا لو کھوہا حاضر ہوسی پانی
تھوڑا قد زمیں جد پٹی چشمہ ہو پیا جاری
نال عجائب ٹھنڈا پانی لذت باجھ شماری
دن دوجے سردار دو عالم پہنچے اوس ٹکانے
بیٹھے ہوئے بیمار تے عاجز ڈٹھے شتر نمانے
رماں وچہ تنہانوں کیڑے لاغر تریہہ بھکھ مارے
ویکھ تمام نبی سرور نوں کر فریاد پکارے
دعا فرماؤ صحت قوت بخشے رب اسانوں
ساڈیاں خبراں لیون کارن بھیجیا رب تسانوں
شتر بٹھا کر سرور عالم پاس تنہاندے آیا
پھیرن ہتھ مریداں کارن ایسا پیار. کمایا
سب دی ہو گئی دور بیماری قوت حاضر ہوئی
سب نوں بدن سلامت ہویا زخم نہ رہ گیا کوئی
راہ سارے وچہ بارش ہوئی شام ولائت تائیں
تازہ پانی تازہ سبزی ہر منزل ہر جائیں
کوئی نہ ڈٹھا سنیا فضلوں لٹن مارن والا
امن سلامت ساتھ نبی دا خیریں گیا سوکھالا

جا کر ویچیا مال تمامی نفع کمال اٹھایا
میسرہ بولیا وچہ حیاتی اتنا نفع نہ پایا
مال خرید جو کرنا ہیسی ایسی برکت ہوئی
سستی مل گئی جنس پیاری خوش ہویا سبھ کوئی
اپنیاں ساتھیاں تائیں حضرت اوتھے خبر سنائی
اوہ کروانی اساڈے نالوں پکڑی جنہاں جدائی
قتل ہوئے کجھ لٹے مارے ہو کر خوار نمانے
آ کر ملسن ایس ٹکانے سانوں روز فلانے
وعدہ حق برابر ہویا جو کجھ کہیا پیارے
آ پہنچے سب ویہہ (۲۰) دن پچھے کجھ پھٹے کجھ مارے
اس جا ہیسی اوس دیہاڑے ابو سفیان سیانا
ویکھ نبی نوں ہویا تعجب بہت دلوں پچھتایا
آکھیں دیر کر روک جاوے جد تک مال اساڈا
اسیں تمامی ایسے راہوں کرساں ساتھ تساڈا
خبر نہیں اس جلدی اندر کیا کجھ حکمت آہی
اس دے کارن دیر نہ کیتی ہرگز نبی الٰہی
پہنچے گھر خیریں خیریں جو کجھ مال لیاندا
برکت مالوں جیونکر ہوئی ذکر نہ کیتا جاندا
کرن روائت جسدن سفروں آیا نبی پیارا
نظر پیا شاہزادی تائیں اس دن عجب نظارا
کیا ویکھے سردار دو عالم واگ اٹھائی آوے
سر پر بدل رحمت سایۂ جلوہ نور وکھاوے
حکمت رب نے شاہزادی نوں باطن حال وکھایا
حب نبی دی دل دے اندر عجب مکان بنایا

محلاں اندر بیٹھی تائیں عظمت رب وکھالی
میسرہ پاسوں خبراں پچھیاں حالت سفراں والی
اس نے اول آخر تائیں کیتا ذکر تمامی
حالا راہب جویں نبی نوں ہووے شتر سلامی
جیونکر چشمہ جاری ہویا مالوں نفع اٹھایا
دو جیاندا جویں حال نبی نے اول بول سنایا
شہزادی نے بہتی دولت بخشی میسرہ تائیں
ایہہ فرمایا اس تھیں پچھے کسے نہ حال سنائیں
نال محبت دلدے اندر بہت ہوئی قربانی
امر قبولن عذر نہ لیاون نوکر بھی کارروانی
رب فرمایا دریتیماں اساں سردار بنایوں
حکم تیرا سرداراں اوپر حکمت نال ودھایوں
بہت بیان درازی والا اس وچہ نہیں سماندا
تائیں بہت ضرورت پاروں تھوڑ ذکر لیاندا
کجھ مدت اس حالوں گزری کارن نبی پیارے
ہک دن چاچا پاک نبی دا آملیا سرکارے
ادبوں کرسی پر بٹھلایا عزت بہت کرائی
کس کارن تشریف لیائے ادبوں بات سنائی
ابو طالب نے شاہزادی نوں دل دا حال سنایا
جو کجھ تساں عنائت کرنا میں اس کارن آیا
شادی کراں بھتیجے کارن ایہا ضرورت ہوئی
شاہزادی فرمایا ایہہ گل ساڈا ذمہ ہوئی
جتنا خرچ ضرورت ہوسی سارا اسیں کرساں
جتوں ہوگ پسند تسانوں اس طرفے کر دیساں

ایسی عورت اسدے کارن شادی اسیں کراواں
جس دا ثانی ہور نہ کوئی اندر شہر گراواں
ایہہ گل سن ابو طالب تائیں بہت ہوئی خوشحالی
پورہ وعدہ کرگ شاہزادی سچے وعدے والی

حضرت خدیجہ کا خواب دیکھنا

اس تھیں پچھے کجھ دن گزرے حکم خدا رحمانوں
خوابے وچہ شہزادی ڈٹھا چند لتھا آسمانوں
گودی اندر چمک وکھالی جلوہ پیا پیارا
نوروں مشرق مغرب تائیں نکل گیا چمکارا
ویکھ تماشہ قدرت والا حیرت اندر آئی
عالم فاصل سی ہک اسدا چاچے جایا بھائی
ورقہ نام سی نوفل بیٹا عالم بھائی پیارا
خوابے والا اسدے اگے ذکر سنایا سارا
کہن لگا خوشخبری تینوں ملیا منصب عالی
رحمت نازل تیرے کارن کرم کیتا رب والی
خوابے اندر چند نورانی تینوں نظر جو آیا
نور حبیب پیارے والا رب کریم وکھایا
جیونکر درجہ ملیا تینوں رحمت حد نہ کوئی
نہیں کسے پر نہیں کسے پر ایسی رحمت ہوئی
خواب مبارک تیرے اندر معلم ہوندا مینوں
حرم مبارک حق نبی دا رب نے کیتا تینوں
ختم رسولاں شاہ رسولاں حاکم دوہیں سرائیں
اس دا حرم بناسی تینوں فضل کنوں رب سائیں

حال تمامی معلم مینوں خبر کتاباں اندر
خبر نہیں کس ویلے ظاہر ہوسی اوہ پیغمبر
نور جمال تسانوں جس نے خوابے آن وکھایا
سب زر دولت خانہ اسدا گھر والا گھر آیا
بھی فرمایا شاہزادی نوں ہے نزدیک زمانہ
بیشک جلدی ظاہر ہوسن اوہ مقبول یگانہ
نور نبوت چانن کرسی ہر ہر ملک ٹکانے
اس دا دین قبول جو کرسن ہوسن ولی ربانے
نبیاں والے درجے ملسن وچہ دربار انہانوں
ادبوں جس دی تابعداری ہوگ نصیب جنہانوں
میں بھی جے کر ملی حیاتی دین قبول کریساں
خدمت اندر راہ مولا دے سر قربانی دیساں
جدا یہ باتاں سننے اندر شہزادی نوں آیاں
دل گزار جویں گلزاراں کویں بہار لیایاں
سن خوشخبری بھائی کولوں خوشی زیادہ ہوئی
گھر وچہ چند نورانی روشن باطن خبر نہ کوئی
دن دن ویکھ جمال محمدی جلوہ پوے نورانی
دن دن حاضر خدمت اندر ادب کنوں قربانی
دن دن جب نبی سروردی کیتا آن پیارا
ہر ہر کار گزاری اندر حاضر نبی پیارا
شاہزادی نوں حکم الاہوں سخت محبت ہوئی
مگراں سرور عالم تائیں خبر خیال نہ کوئی
دل شاہزادی دا ہر ویلے چاہے قریب حضوری
بخت بلند پیارا جیکر بات کرے منظوری

ایسا دل وچہ پیار نبی دے آن مکان بنایا
مگراں ادب کنوں شرماوے چاہے حال سنایا
طرف نبی دی حاضر کیتا دل اسدا رب عالی
ہکدن عرض سناوے بی بی دل دی نیت والی
ایہو مراد پیارے مینوں یا مقبول سچاواں
کرو قبول نکاح وچہ مینوں جے منظوری پاواں
حضرت بول جواب سنایا نہیں مجال اساڈی
جیکر چاچا امر نہ کرسی نہیں مراد تساڈی
جو کجھ بات تساں فرمائی کرو سوال انہانوں
جویں انہاندی مرضی ہوسی سو منظور اسانوں
بھی فرمایا پوری ہوسی تدوں مراد تساڈی
جے منظور تساں نوں ہوسی مرضی شرط اساڈی
اول ایہ جو باندیاں بردے بند یوان نمانے
دیہو خلاصی ہر اک تائیں کہیا رسول ربانے
دوجا دولت راہ مولا سب خرچ کرائی ویسی
صبر کنوں مسکینی والا بھار اٹھانا پے سی
دور ہوسن سب پلنگ سرہانے نرم لباس امیری
ساتھ اساڈے ہوگ تسانوں عاجز حال فقیری
کہیا شہزادی جو فرماؤ سب شرطاں منظوری
قرب حضوری بخشو سانوں دور کرو سب دوری
سب منظور کیتا شہزادی جو حضرت فرمایا
ادب کنوں ابو طالبؓ دیوں خوش پیغام پہنچایا
بہت خوشی ابو طالب ہویا جد خوشخبری آئی
بھی سردار دو عالم آ کر ساری بات سنائی

سن کر چاچا امر سناوے ڈھڈی رحمت ہوئی
عرب مبارک اندر اسد ثانی ہور نہ کوئی
جے منظور کیتا اس تینوں اے فرزند یگانہ
عرب عجم وچہ اس تھیں کیہڑا عالی شان گھرانہ
جلد کرو منظوری اوس دی بخشو قرب حضوری
عالی عزت عالی دولت ساری حاجت پوری
عقد کیتا سردار دو عالم جیونکر حکم الٰہی
وچہ مقدر مال نبی دا کل امانت آہی
لعل جواہر سونا چاندی مال اسباب تمامی
سبھ شاہزادی حاضر کیتا پیش رسول گرامی
کرن روائت جمع خزانے اتنی دولت آہی
تھوڑا ذکر سناواں تینوں رحمت بے پرواہی
ستر شخص ہمیشہ نوکر مہراں دھوون والے
ہر دن رات زنگار اتارن ہر موسم ہر سالے
ایہو ہمیشہ کار انہاندی گرد اتارن زرّدی
کتنا کوئی حساب سناوے جو دولت اس گھر دی
سب کنجیاں شہزادی ادبوں حاضر آن ٹکایاں
وعدے شرط برابر کر کے عرضاں بول سنایاں
سب زر مالوں پیاری سانوں صورت شاہ سرور دی
ہن کجھ یاد نہ رہ گئی سانوں حاجت دولت زر دی
سب زر مال کراں سر صدقہ پیش رسول حقانی
سب گھر بار تے ماپیو صدقے جان میری قربانی
کہیا شاہزادی پیاریاں باتاں کر کر پیار سنایاں
اوہ دولت درکار اسانوں جس نے ساتھ رلایاں

عرض کیتا سب دولت خانہ اندر باہر سارا
ملک تساڈا مال تساڈا عالم دے سردار!
حضرت آکھیا دولت مالاں حاجت اساں نہ کوئی
خرچ کراں سب راہ مولا دے جے تساں مرضی ہوئی
میں راضی فرماوے بی بی یا سرد اریگانہ
کل مسکیناں کارن سرور دتا کھول خزانہ
دولت والی بارش ہوئی شفقت کرم کمالوں
کل مسکیناں تائیں حضرت غنی کیتا اس مالوں
سندر محل مکان شہانے سوہنے بالا خانے
خرچ کیتے سب راہ مولا دے پاک حبیب لگانے
خرچ کیتے سب اپنے زیور کل موتاں دی مائی
دل وچہ باہجہ رسول پیارے جب نہ رہ گئی کائی
ایسی حد سخاوت والی اللہ کارن ہوئی
رات گزارن کارن باقی درم نہ رہ گیا کوئی
فارغ ہو کر شاہ دو عالم گھر تشریف لیائے
تریہہ برساں تھیں پچھے خیریں قدم مبارک پائے
رات پئی گھر آئے اس دن راوی ذکر سناندا
حاجت کارن سرور سوہنے بالن آپ لیاندا
ہو قربان خدیجہؓ مائی صاحب عزت عالی
اپنے ہتھیں بہت خوشی تھیں چولہے آتش پالی
جس دی خدمت وچہ غلاماں کیتیاں خدمتگاراں
راضی ہو کر آپ پکایا ٹکڑا نال پیاراں
نال محبت پاک نبی دی پکڑی تابعداری
ظاہر باطن حاصل ہوئی عالم دی سرداری

سوہنا ملیا پیر حقانی فضل ہویا رحمانی
حب ربانی چانن کیتا کھلا گھنڈ نورانی
ہر دم خدمت اندر حاضر ادب پیاروں ہوئی
دولت شاہی شان امیری یاد نہ رہ گئی کوئی
حب جہانی دنیا فانی حاجت رہی نہ کائی
نور جمال پیارے والا عالی دولت پائی
نور نبی دی صفت سناواں کیا توفیق اسانوں
یاد نہ رہیاں ذات صفاتاں جلوہ پیا جہانوں
عجب جمال محباں کارن جسدم نظری آوے
شیشہ صاف ہووے جسویلے پارہ چمک وکھاوے
پردہ ہے سب اپنی طرفوں ایسے کارن دوری
دوری دور کرن جد طالب پاون قرب حضوری
بصرہ کنوں محبت کارن پایاں حسن جدایاں
عشق جلال بلال ہوراں نوں ماراں سخت کرایاں

پیغام نکاح

الغرض سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کامیاب سفر کی خوشی میں آپ کی خدمت میں بہت سے تحائف نذر کیۓ اور ساتھ ہی نکاح کا پیغام دیا۔ آپ نے وہ تمام تحفے سیّدہ طاہرہ کے والد ماجد کو عطا فرما دیئے۔ تعلقات یہاں تک مستحکم ہوئے کہ بات نکاح تک آ پہنچی۔

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو طالب نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ماجد خویلد سے اس سلسلہ میں بات چیت کی اور انہوں نے بصد خوشی ومسرت رضامندی کا اظہار فرمایا۔ دن مقرر ہوئے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خطبۂ نکاح حضرت ابو طالب نے پڑھا جس کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ ساعت

فرمائیے۔

’’اس معبود برحق کی حمد وثنا جس نے ہمیں ذریت ابراہیم اور اولاد اسماعیل علیہما السلام سے بنایا اور ہمیں بیت اللہ شریف جو امن وراحت کا ٹھکانہ ہے بنانے کی سعادت عطا فرمائی اور ہمیں اس کی عزت وحرمت کا محافظ اور پاسبانی ونگہبانی کے شرف سے ممتاز فرمایا نیز لوگوں پر امامت وحاکیت کی عظمت سے نوازا۔

نورانی خواب

نکاح سے قبل حضرت اُم المومنین سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک نورانی خواب دیکھا وہ یوں کہ آسمان سے آفتاب ان کے گھر اتر آیا ہے اور اس انوار سے تمام گھر نور اعلیٰ نور ہو چکا ہے۔ یہاں تک کہ کاشانۂ طاہرہ سے آفتاب کے نور نے پھیلنا شروع کر دیا جس سے تمام مکۃ مکرمہ انوار وتجلیات سے روشن ہو گیا۔ یہاں تک کہ کوئی ایسا گھر نہ آیا جو اس نور سے منور نہ ہوا ہو۔

آپ فرماتی ہیں جب میں بیدار ہوئی تو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل سے خواب بیان کیا۔ اس نے نہایت ہی اعلیٰ تعبیر دیتے ہوئے فرمایا خدیجہ آپ نبی آخر الزمان کے نکاح کا اعزاز اور شرف پائیں گی۔

سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ کاشانۂ نبوت میں

حضرت اُم المومنین سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جب حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہوا تو آپ کی ایک نہایت ہی نئی زندگی کا آغاز ہوا۔ آتے ہی سیّدہ خدیجہ نے تمام مال ومتاع اور جملہ ساز وسامان، درہم ودینار، زر وجواہرات سبھی کچھ آپ پر قربان کر دیا۔ سیّدہ کی تو صرف ایک ہی آرزو، تمنا اور خواہش تھی کہ جیسے میں مبشرات یعنی حسین خوابوں سے مستفیض ہوتی رہی ہیں، اللہ کرے ایسے ہی میں اس عظیم نبی اور رسول ﷺ کی زوجہ بننے کی سعادت حاصل کروں جو امام الانبیاء والمرسلین، ختم الرسل، ہادی سبل، فخر کل کے اوصاف جمیلہ اور کمالات عظیمہ سے متصف ہوں گے اور جب من کی مراد بر آئی، تمناؤں اور خواہشات مقدسہ کی تکمیل کو پورے جوبن پر دیکھ لیا تو

خوشیوں اور مسرتوں سے دل باغ باغ ہوگیا۔ سیدہ طاہرہ ایک ایسی پاکیزہ، جانثار اور گھر بار حضور پر نثار کرنے والی وہ عظیم خاتون ہیں جن کے بارے میں محسن کائنات، مفخر موجودات سید السادات حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوں فرمایا کرتے تھے۔

خَيْرُ نِسَاءِ هَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ (مشکوٰۃ شریف)

عورتوں میں سب سے بہترین حضرت خدیجہ بنت خویلد ہے

حضرت اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں محسن اعظم نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق اکثر فرمایا کرتے۔

اٰمَنَتْ بِىْ حِيْنَ كَفَرَ بِىَ النَّاسُ صَدَّقَتْنِىْ حِيْنَ كَذَّبَنِىَ النَّاسُ اَشْرَكَتْنِىْ فِىْ مَالِهَا حِيْنَ حَرَمَنِىَ النَّاسُ وَرَزَقَنِىَ اللّٰهُ وَلَدَهَا وَحَرَمَ وَلَدُ غَيْرِهَا

☆ خدیجہ اس وقت مجھ پر ایمان لائی جب لوگ میرا انکار کر رہے تھے۔

☆ خدیجہ نے اس وقت میری معاونت فرمائی جب لوگوں نے مالی تعاون سے ہاتھ کھینچا۔

☆ خدیجہ سے اللہ تعالیٰ نے اولاد عطا فرمائی جبکہ دوسری ازواج کو اولاد بہرہ مند نہ فرمایا۔

یہ انعامات خداوندی حقیقت میں ان مثالی و غیر معمولی خدمات کا ثمرہ تھے جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دین اسلام کے لئے سرانجام دی تھیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

پڑھیے درود و سلام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج، آل اور اولاد پر:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

قابل صد احترام بیبیو!

مجھے کہنے دیجئے۔ کائنات کے مالک ومختار، آقائے نامدار حبیب کردگار، دکھیوں کے غمخوار، خواتین کی عزت وناموس کے محافظ ونگہبان، سلطان دوجہان، رحمت عالمیان جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محض اپنی ایک بیوی ہونے کی حیثیت سے تحسین نہیں فرما رہے۔ بلکہ وہ ملکۂ ایثار وقربانی مجسمۂ ایثار وقربانی، پیکر ایثار وقربانی، جو زندگی بھر مساکین، غرباء، فقراء اور حاجت رواؤں کی حاجات کو بطیّب خاطر پورا کرتی رہیں اور جب کاشانۂ نبوت میں آئیں تو تن من دھن سب کچھ محبوب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کر دیا اور عرض کیا مجھے آپ سے غرض ہے میرے سامنے مال ومتاع پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتا تو یہ سنتے ہی سید عالم محسن اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لوگو! خدیجہ کی ذات نے مجھے اولاد کے تحفے دیئے

لوگو! خدیجہ نے میری سب سے پہلے تصدیق کی پھر ہم کیوں نہ کہیں۔ جب مردوں میں سب سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے کے باعث سیدنا ابوبکر صدیق اکبر کہلائے تو عورتوں میں سب سے پہلے تصدیق کرنے والی خاتون حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو صدیقہ کبریٰ کیوں نہ کہا جائے۔ ہاں ہاں یوں ہی بچوں میں صدیق اکبر علی المرتضیٰ، غلاموں میں صدیق اکبر حضرت زید، جو حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سارا مکہ حضور کی تکذیب پر کمربستہ تھا تو خدیجۃ الکبریٰ صدیقہ کبریٰ اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایسے وقت میں تصدیق کو بھلایا نہیں جا سکتا۔ ایسے مشکل ترین وقت میں جو مالی، جانی، بدنی طور پر نثار کر رہے تھے۔ بات تو ان کی ہے۔ سچ کہا گیا ہے یاری تو اسی کی یاری ہے جو مشکل وقت میں کام آئے۔ حضرت سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست

در پریشان حالی و درماندگی

بیشک یہ اظہر من الشمس ہے کہ آغاز کو جو اسلام کی بنیاد ثابت ہوئے۔ صدیق اکبر،

خدیجۃ الکبریٰ، علی المرتضیٰ اور حضرت زید ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ مال صدیق اکبر اور خدیجۃ الکبریٰ کا کام آیا۔

واہ تیری شان خدیجہ --- واہ ترا احسان خدیجہ

تو نے کائنات کی تمام عورتوں کا سر فخر سے بلند کر دیا۔

خدیجہ:- تو نے مال دیا

گھر بار دیا

مصدقۂ اول ٹھہری

کلمۂ رسول کریم پڑھا

مشکلات میں ساتھ دیا

شعیب ابی طالب میں قید و بند سے دوچار ہونا پڑا

اور پھر اسلام اور بانیٔ اسلام کی خدمت کرتے کرتے اپنی جان بھی انہیں کے مبارک قدموں پر نثار کر دی۔ تیری ان بے لوث قربانیوں کو زبان نبوت نے یہ کہتے ہوئے دوام اور ہمیشگی کی مہر خیر و برکت لگا دی۔

خَیْرُ نِسَآءِ اَھْلِھَا خَدِیْجَۃٌ

میرے اہل بیت، ازواج مطہرات میں خدیجہ بہترین خاتون ہے۔ سبحان اللہ !! زبان نبوت و رسالت سے تمغۂ خیر عطا کیا جا رہا ہے۔

آروزئے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت خدیجۃ الکبریٰ نبی اکرم تاجدار عرب و عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محض ایک خاوند یا شوہر ہونے کی حیثیت سے محبت و الفت کا اظہار نہیں فرماتی تھیں بلکہ وہ اپنی بصیرت و فراست کے باعث حضور پُر نور کو رفعت و عظمت کی بلندیوں پر دیکھنے کی آرزو رکھتی تھیں۔ وہ چاہتی تھیں کہ میرا سرتاج رسالت و نبوت کے سب سے اعلیٰ منصب پر فائز ہو۔ وہ چاہتی تھیں کہ میرا تاجدار مہبط وحی الٰہی کی شان پائے۔ انہیں رہ رہ کر وہ خواب یاد آ رہا تھا کہ میرے گھر میں تو چاند اترا تھا۔ اس کی تعبیر کے لئے شبانہ روز

دعائیں مانگ رہی تھیں۔

آخر ایک دن جب رخ والضحیٰ اور چہرِ زیبا پر نظر پڑی تو انوار رسالت و نبوت کی چمک دمک میں اتنا مسرور کر دیا کہ آپ والہانہ طور پر آپ سے لپٹ کر محبت وخلوص سے دل کی بات زبان پر لاتی ہوئی گویا ہوتی ہیں۔

بابی وامی واللہ ما افعل ھذا لشئی ولکنی ارجوان تکون انت النبی الذی ستبعث فان تکن ھوفا عرف حقی و منزلتی وادع الالہ الذی یبعثك لی فقال لھا واللہ لئن کنت انا ھو قد صنعت عندی مالا افیع ابداً وان یکن غیری نان الالہ الذی تصنعن ھذالاجلہ لا یضیعك ابداً

میرے والدین آپ کی ذات اقدس پر نثار ہوں مجھے یقین ہے کہ عنقریب آپ اعلان نبوت فرمائیں گے۔ پس جب آپ مبعوث ہوں تو میرے حقوق بھی یاد رکھیں اور جب اللہ تعالیٰ آپ کو رسالت و نبوت کے اعلان کا حکم فرمائے تو میرے لئے دعا فرمایئے گا۔ (فتح الباری شرح البخاری)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا، خدیجہ اطمینان رکھیئے جب میں نے اپنے مبعوث ہونے کا اعلان کیا تو آپ کے احسانات کو قطعاً فراموش نہیں کروں گا اور یہ بھی سن لیجئے کہ جس خدا کی رضامندی کے لئے تم عمل پیرا ہو وہ تمہارے اعمال کو ضائع نہیں کرے گا۔

میری اسلامی بہنو!

حضرت اُم المومنین سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کس کس بات کو پیش کروں، آپ کی زندگی کا تو ایک ایک سیکنڈ، ایک ایک منٹ، ایک ایک گھنٹہ، ایک ایک ساعت، ایک ایک دن، ایک ایک ہفتہ، ایک ایک مہینہ، ایک ایک سال بلکہ سراپا سعادت شعار کی حیات مبارکہ ساری کی ساری قابل رشک رہی۔ میں تو بھرپور انداز میں آپ کی مبارک زندگی کے واقعات کو اس لئے عرض کر رہی ہوں کہ نہ جانے کون سا

واقعہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پسند فرمالیں جس سے میری عاقبت بخیر ہو جائے۔ محض یہی تمنا اور آرزو ہے کہ امہات المومنین کی خدمات، ایثار اور قربانیاں اللہ اور اس کے پیارے رسول کو اتنی پسند آئیں کہ قیامت تک آنے والے تمام ایمانداروں کی ازواج مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مائیں قرار دیا۔

خیر بات سے بات پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ ممکن ہے اسی وسیلے سے ہماری بات بن جائے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

میری بات بن گئی ہے تیری بات کرتے کرتے
ترے شہر میں، میں آؤں تیری نعت پڑھتے پڑھتے

حضرت خدیجہ کی تو ہر بات نبی کی نعت ہے چنانچہ ایک دن آپ ورقہ بن نوفل کے ہاں گئیں جو مکہ مکرمہ میں تورات و انجیل کا خوب جاننے والا تھا۔ لوگ اس کی علمی وجاہت کے باعث خوب احترام اور آداب بجالاتے تھے۔ خیال رہے کہ ورقہ بن نوفل حضرت اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ کے قریبی رشتہ دار تھے جیسے پہلے عرض کر چکی ہوں۔

تو وہاں حضرت خدیجہ بصد شوق و ذوق ان کے پاس جاتی ہیں اور بڑی محبت سے دریافت فرماتی ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہی ہستی تو نہیں جن کے سر اقدس اور فرق منور پر نبوت و رسالت کا تاج رکھا جانے والا ہے۔ ورقہ بن نوفل خدیجہ طاہرہ کا اشتیاق دیکھ کر ان کے جذبات قلبی کا یوں اظہار فرماتے ہیں۔

هٰـذِهٖ خَـدِيْـجَةُ تَـاْتِيْـنِـىْ لِاُخْـبِـرَهَـا
وَمَـالَـنَـا بـخـفـى الـغـيـب مـن خـبـر
بِـاَنَّ اَحْـمَـدَ يَـاْتِيْـهِ فَيُخْـبِـرُهٗ
جِبْـرِيْـلُ اَنَّكَ مَبْـعُـوْثٌ اِلَـى الْبَشَـرِ

یہ خدیجہ میرے پاس بار بار اس لئے آتی ہے کہ میں اسے غیب کی خبر دوں حالانکہ مجھے غیب کی خبر نہیں۔ (مگر یہ دریافت فرماتی ہیں) کیا جبریل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس اللہ تعالیٰ کا پیغام لائیں گے؟ اور کیا آپ لوگوں کی طرف نبی مبعوث ہونگے؟

سبحان اللہ!

ورقہ بن نوفل کے پاس اُم المومنین کا بار بار جانا اور بار بار اس انداز میں پوچھنا نبی اکرم رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ عشق ومحبت کا آئینہ دار ہے۔
اب ذرا عام خواتین کی تمناؤں اور خواہشات سے موازنہ کریں تو یہ صورت سامنے آتی ہے۔

کسی خاتون کی آرزو ہوتی ہے　　میرا خاوند امیر ہو، کبیر ہو
کسی خاتون کی آرزو ہوتی ہے　　میرا خاوند وزیر ہو، مشیر ہو
کسی دوشیزہ کی خواہش ہوتی ہے　　میرا خاوند کمشنر ہو، چانسلر ہو
کسی عورت کی تمنا ہوتی ہے　　میرا خاوند گورنر ہو، پروفیسر ہو
کسی کی محبت انگڑائیاں لیتی ہے　　میرا خاوند سربراہ مملکت ہو
کوئی دعائیں مانگتی ہے　　میرا خاوند وزیر اعظم ہو
کسی کی طلب ہوتی ہے　　میرا خاوند جہاں بھر کا تاجر ہو

مگر

خدیجہ تیری طلب، تیری تمنا، تیری خواہش، تیری آرزو پر جہاں بھر کی عورتوں کی خواہشات، تمنائیں، آرزوئیں قربان، تیری مقدس اور مبارک آرزو سب پر بھاری، سب پر فائق، سبحان کیا پیاری آرزو ہے۔ خدایا! میری تیرے حضور صرف اور صرف ایک ہی خواہش اور ایک ہی آرزو ہے کہ میرا سرتاج، میرا خاوند، میرا محافظ، میرا آقا و مالک ترا حبیب ہو، تیرا رسول ہو، تیرا نبی ہو اور تیرا محبوب ہو، پس پھر کیا تھا آواز آئی:
لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ! اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔
تیری آرزوئیں پوری ہوئیں، تیری امید برآئیں، ہم نے اپنے محبوب کو رسول اعظم نبی مکرم اور رحمۃ للعٰلمین بنا کر تیری کاشانۂ اقدس کو نورٌ علیٰ نور بنا دیا۔ اب دیکھ تو سہی: وہ مبارک خواب وہ نورانی خواب کس رنگ میں جامۂ نور سے مرصع ہو کر تیری کلی کو رنگ ال رہا ہے اور پھر وہ نور مکۂ مکرمہ کے ہر گھر کو منور کرنے لگا ہے۔

نور گھر میں نور باہر کوچہ کوچہ نور ہے
بلکہ یوں کہیئے یہ سب دنیا کی دنیا نور ہے

سلام رب جلیل و جبرائیل بنام سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ

میری قابل تعظیم و تکریم بہنو! پہلے اس کے کہ میں رب جلیل اور حضرت جبرائیل کے سلام کی معروف و مشہور روایت پیش کروں۔ آپ محبوب کائنات سرور شش جہات حضرت رسالت مآب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ نذر کریں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

ماشاء اللہ، سبحان اللہ، کیا خوب محبت اور پیار نیز ادب واحترام کے ساتھ آپ نے درود وسلام کا ہدیہ پیش کیا۔ تو اب سنیئے آپ کی، میری اور تمام مومنین ومومنات مسلمین و مسلمات کی مقدس اور باعظمت ماں حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رب جلیل نے سلام بھیجا ساتھ ہی حضرت جبرائیل نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بارگاہ رسالت مآب میں عرض کیا کہ میرا بھی سلام حضرت طاہرہ کو پہنچا دیں چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ حضرت خدیجہ آپ کے پاس برتن میں کھانا سجائے یا شربت بنائے حاضر ہو رہی تھیں۔

فَاِذَا هِیَ اَتَتْکَ فَاقْرَاْءُ عَلَیْهَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّهَا وَمِنِّیْ وَبَشِّرْهَا بِبَیْتٍ فِی الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِیْهِ وَنَصَبَ

پس جب وہ آپ کی خدمت میں آئیں تو آپ انہیں ان کے رب کا سلام فرمایئے اور میری طرف سے بھی نیز انہیں بشارت عطا فرمایئے۔ جنت میں ایسے محل کی جو خول دار موتیوں سے تیار ہوا ہے اس میں کسی قسم کا شور و غوغا نہ ہوگا بلکہ کسی بھی طرح کی تکلیف کا تصور بھی نہیں ہوگا۔ (گویا کہ وہ محل سراپا سکون ہوگا)

چنانچہ اسی اثناء میں اُم المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا برتن میں کھانا سجائے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں تو آپ نے اللہ رب العزت اور جبریل کا سلام پہنچایا نیز جنتی محل کی بشارت سے شاد کام کیا۔

سبحان اللہ، کیا شان ہے ہماری مقدس اور باعظمت ماں کی جسے اللہ تعالیٰ اپنے سلام بھیجے، جبرائیل سلام عرض کریں اور جنتی محلات کی بشارت سے نوازیں۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے اس روایت کو اپنے سلام میں یوں سجایا ہے۔

مَنْزِلٌ مِنْ قَصَبٍ لَا نَصَبٌ لَا صَخَبٌ
ایسے کوشک کی زینت پہ لاکھوں سلام
سیما پہلی ماں کہف امن و اماں
حق گزار رفاقت پہ لاکھوں سلام

میرا سب کچھ میرے نبی کا ہے

جب سید عالم نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ خدیجہ طاہرہ سے نکاح فرمایا تو حاسدین و معاندین باتیں بنانے اور کہنے لگے محمد بن عبداللہ کے پاس تو کسی قسم کی چیز نہیں۔ مال و دولت سے ان کا دامن خالی ہے۔ خدیجہ کو مکہ مکرمہ میں سب سے بڑی رئیسہ مالدار اور امیر ترین خاتون ہے۔ اس نے تو ایک فقیر سے نکاح کیسے کر لیا ہے۔

جب سے بات حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کانوں تک پہنچی تو انہیں اس پر بڑی غیرت آئی تمام روسائے مکہ کو حرم شریف میں بلایا سبھی کے سامنے علی الاعلان فرمایا۔

لوگو! اچھی طرح سن لو میری جان، میرا مال، میری دولت جس کی میں واحد مالکہ تھی تمام کی تمام اپنے سرتاج تاجدار عرب وعجم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں نذر کرتی ہوں اگر وہ میرے فقر پر راضی ہوں تو یہ بات

میرے لئے باعث صد افتخار ہو گی اور یہ ان کی بڑی مہربانی و کرمنوازی ہے کہ میری پیشکش کو شرف قبولیت سے نوازیں۔ یہ ان کا مجھ پر بے حد احسان ہو گا۔ مجھے تو ہر بات ہر چیز ہر معاملہ میں ان کی رضا مطلوب ہے۔

جیویں پیارا راضی ہووے مرضی ویکھ سجن دی
جے تو مرضی، اپنی لوڑیں ایہہ گل کدعانہ بن دی

حاضرین یہ اعلان سنتے ہی حیران و ششدرہ رہ گئے جو چند دن پہلے میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غریب اور فقیر کہتے نہیں تھکتے تھے۔ وہ منہ لٹکائے، شرمساری سے گردنیں جھکائے یہ کہتے ہوئے جا رہے تھے۔

اب تو پورے مکۂ مکرمہ میں "محمد" سے بڑھ کر کوئی امیر نہیں ہے اور پھر اللہ رب العزت جل وعلیٰ نے قرآن کریم میں اس کا تذکرہ یوں فرما کر حضرت خدیجہ کے ایثار و قربانی پر حوصلہ افزائی فرمائی۔

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی ٭ کیا نہیں پایا تجھ کو دُرِّ یتیم تو خود ٹھکانہ نہ دیا

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میری بہنو! اب ذرا اس آیت کی پنجابی اشعار میں تفسیر سماعت فرمائیے۔ شاعر نے کس محبت بھرے انداز میں اپنے خیالات کو نظم کا جامہ پہنایا ہے۔ بیان کرتے ہیں۔

بھلا اساں یتیم جو پایا تینوں امر کرے رب عالی
فیر اساں جاگاں بخشی تینوں منصب عزت والی
اس ایت وچہ حضرت تائیں پاک خدا فرمایا
جیویں یتیمی حالت اندر شفقت کرم کمایا
اول درجے ہوئی یتیمی سرور عالم تائیں
جیویں کر اس نوں عزت بخشی ذکرے رب سائیں
وقت یتیمی ماں پیو باجھوں ہوندا حال ویرانہ
ماں پیو باجھ یتیماں تائیں سارا ملک بیگانہ

جس لڑکے داماں پیو ہووے اس نوں بے پروائی
ماں پیو باجھ یتیماں تائیں سارا ملک بیگانہ
جس لڑکے داماں پیو ہووے اس نوں بے پروائی
ماں پیو باجھ پسند نہ اس نوں کل عالم دی شاہی
لال جواہر دولت اوپر اس نوں تسیں بٹھاؤ
سب کجھ چھوڑ نتابی دوڑے ماں پیو جدوں وکھاؤں
ماں پیو باجھ یتیم خانے ایسے عاجز ہوون
ہر فجرے جس ویلے جاگن ہو حیراں کھلوون
دل دے وچ یتیماں تائیں کل مراداں رہیاں
چاروں طرف نمانیاں تائیں سنج اجاڑاں پیاں
عبدالستارا ماں پیو پیار جاوے چھوڑ جہاں نوں
وسدا ملک تمامی دسے قبرستان تنہاں نوں
اکھیں نال تماشا ڈٹھا قدرت کامل والا
ماں پیو باجھ یتیماں تائیں ملدا دیس نکالا
ماں پیو دی گودی وچہ لیٹن پیارے ماں پیو والے
ماں پیو باجھ یتیماں تائیں کون پیار وکھاوے
واہ سبحان اللہ رب عالم صاحب صفت کریمی
اول اپنے دوست تائیں دتا شان یتیمی
حضرت کہیا جو نال محبت پیار یتیماں دیندا
جتنے والی ہوسن رب اتنی نیکی بخش کریندا
جس دم عاجز حالوں رووے کوئی یتیم نماناں
اس دے یاروں حیرت اندر کنبے عرش ربانان
اس حالوں سردار نبی نوں اس درجے پونچایا
طبق زمیں آسماناں اندر کوئی نہیں ہور بنایا

اپنا مال یتیماں کولوں خلقت کھاوے
ملکاں اوپر کیویں اونہاں تھیں قبضہ کیتا جاوے
اپنے دوست نوں رب عالم دونویں رنگ وکھالے
اس دے قبضے وچ لیاندے شاہی تختا نوالے
پیش سلامی کیتا اس نوں ادبوں عالم سارا
تاں جو فضل احسان اساڈے معلم کرے پیارا
اساں جو تینوں جگہ بخشی امر کرے رب سائیں
دو جگ دی سرداری بخشی سرور عالم تائیں
زمیاں تے آسمان تمامی سارا ملک الٰہی
ہر مخلوق اوپر رب اس نوں بخشی عزت شاہی
ہر ہر جائیں مشتہر کیتا پیارا نبی سہارا
ظاہر باطن شان نبی دا بخت بلند ستارا
لوح محفوظ بھی عرش منور ست آسمان پچھانی
کلمہ طیبہ ہر در اوپر لکھیا قلم ربانی
ہر دل اندر حبّ نبی دی ادب مکان بنایا
کل نبیاں دل جب نبی دی جو دنیا پر آیا
پربت، رکھ، حیوان، پرندے جو مخلوق تمامی
خدمت وچہ نبی سرور دے ادبوں کل سلامی
مچھلیاں پڑھن درود نبی دا ہر نہراں دریائیں
ہر دل اندر حب نبی دی ہر کنوں ربّ سائیں
نور نبی نوں جگہ بخشی اول عرش نورانی
بعد اس تھیں اس جگہ پائی آدم دی پیشانی
اس تھیں پچھے شیست نبی نوں ملیا فضل الٰہوں
فیر خلیل ذبیح اللہ نوں بخش ہویا درگاہوں

ہر ہر پشت مبارک اندر جگہ فضلوں پائی
تاں مطلب، عبداللہ دے گھر آن ہوئی روشنائی

آخری تمنا

میری پیاری اور قابل صد تعظیم و آداب بہنو! سرور عالم، محبوب مکرم، رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حضرت اُم المومنین سید خدیجۃ الکبریٰ کی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بڑی محبت و الفت کے ساتھ زندگی بسر کی۔ مصائب و آلام اور رنج و تکالیف میں صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا۔ کفار و مشرکین مکہ نے آپ سے نبوت و رسالت کا اعلان سنتے ہی دشمنی پر کمر بستہ ہو گئے۔ چھوٹے، بڑے، اپنے، پرائے، مرد وزن سبھی لوگ آمادۂ بیکار ہوئے۔ آپ اور آپ کے چند گنتی کے صحابہ وصحابیات سے مکمل طور پر بائیکاٹ کر دیا اور ہر طرف سے یورش شروع ہو گئی۔ یہاں تک کہ آپ کو شہید کرنے کے منصوبے بنائے گئے۔

ایسی نازک صورت میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بڑی ہمت سے آپ کی رفافت کا حق ادا کیا، مال و متاع اور تمام زر و جواہر تو پہلی ہی فرصت میں آپ کی نذر کر چکی تھیں۔ سادگی، تواضع اور فقر کو اپنا زیور بنا کر خوشی و مسرت سے شکر خداوندی بجالا رہی تھیں۔

القصہ حضرت خدیجہ کے وصال کا وقت قریب آ پہنچا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا، میرے حبیب، میرے آقا، میرے سرتاج تھوڑی سی دیر میرے ہاں تشریف رکھیئے۔

محبت کی بے تابیاں کچھ نہ پوچھو
رخ مصطفیٰ کا خیال آ گیا ہے
چہ حسنت آنکہ دریکدم رخت راصد نظر بینم
ہنوزم آرزو باشد کہ یک بار دگر بینم

میری آخری آرزو اور تمنا یہی ہے کہ رخ والضحیٰ کے دیدار سے اپنے قلب حزین کو

سکون بہم پہنچاؤں اور اپنی دیدۂ پاس کو ذوق جمال سے پرامید بنا کر توشۂ آخرت تیار کرلوں۔

یا حبیب خدا آپ کے ماسوا کون سنتا ہے فریاد صل علیٰ
غم میں ہوں مبتلا ساقیا کچھ پلا، مرحبا مرحبا مرحبا

محسن کائنات، مخدومۂ شش جہات کے سامنے تشریف فرما ہو جاتے ہیں۔ تو حضرت خدیجہ عرض کرتی ہیں۔ یا رسول اللہ یا حبیبی یا حبیب اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں نے اپنی زندگی آپ کی خدمت اقدس میں بسر کی اور اب قاصد اجل آنے ہی والا ہے اور میں آپ کی جدائی کا صدمہ دل پر رکھے جا رہی ہوں۔

میری گزارش ہے کہ بروز قیامت مجھے اپنے ساتھ رکھنا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور میری بخشش و مغفرت کی سفارش کرنا۔ ایسی مشکل گھڑی میں آپ کی سفارش و شفاعت کی طالب ہوں اور خاص کر عرض گزار ہوں کہ مجھ ناتواں سے آپ کی خدمت بجالانے میں کوئی کمی یا کوتاہی ہوئی تو معاف فرما دیجئے۔ میری بیٹیوں پر دست شفقت رکھنا خصوصاً فاطمہ جو سب سے چھوٹی بیٹی ہے یہ اب ماں کے بغیرہ رہ جائے گی۔ اس پر دست راحت و رحمت کی درخواست کرتی ہوں۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میری ایک آخری آرزو ہے۔ مجھے ہمت نہیں پڑتی کہ گوش گزار کروں البتہ اس ننھی فاطمہ سے کہہ دیتی ہوں وہ آپ کی خدمت میں پیش کر دے گی۔

تاجدار عرب وعجم، حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، تھوڑی دیر تک ان کے سرہانے سے اٹھے اور حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی والدہ ماجدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بیٹھ گئیں۔ حضرت خدیجہ نے فرمایا، بیٹی اپنے والد ماجد سے عرض کریں کہ میری والدہ ماجدہ کی تمنا ہے ''آپ اپنی'' چادر مبارک جو نزول وحی کے وقت زیب جسم منور ہوتی ہے۔ میرے کفن کے لئے عطا فرما دیں تاکہ رب العٰلمین کی رحمات و برکات سے مزید مستفیض ہوتی رہوں۔

سیّدہ فاطمہ، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور اپنی والدہ ماجدہ کی خواہش کا اظہار کیا۔ یہ سنتے ہی رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ رحمت عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک عطا فرما دی اور فرمایا بیٹی جایئے اور اپنی والدہ ماجدہ کو ابھی جا کر دکھا دیجئے تا کہ وہ خوش ہو جائے۔

جنتی کفن

ابھی یہ گفتگو کا سلسلہ جاری تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سید المرسلین، رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سلام فرماتا ہے اور ارشاد کرتا ہے کہ آپ اپنی چادر مبارک کو اپنے ہاں محفوظ رکھیئے۔

حضرت خدیجہ نے اپنا سب کچھ ہماری راہ میں قربان کر دیا تھا۔ اس لئے ان کے کفن کا ذمہ ہم پر ہے ہم اسے اپنے کرم کی پوشاک عطا فرمائیں گے۔ جنت سے نہایت اعلیٰ وعمدہ کفن بھیج دیتے ہیں۔ سبحان اللہ کیا شان وعظمت ہے۔ اُم المومنین سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کہ جن کے لئے خالق کریم دنیا سے آخرت کی طرف روانگی کا لباس جنت سے بھیجنے کی بشارت عطا فرماتا ہے۔

القصہ! حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بعثت کے دسویں سال دس رمضان المبارک کو ۶۵ سال کی عمر مبارک میں راہیٔ جنت ہوئیں۔ تقریباً پچیس سال بارگاہ رسالت مآب کی اس دنیا میں شریک حیات رہنے کا شرف پایا۔ مکہ مکرمہ کے مشہور قبرستان جنت الماویٰ میں آپ کا مزار اقدس بنا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم از خود ان کی قبر مبارک میں اتر کر برکات ورحمات سے بھرپور فرمایا دعائے خیر فرمائی۔ اس وقت نماز جنازہ ابھی شروع نہیں ہوئی تھی۔ اس سال کا نام تاریخ میں عام الحزن سے مشہور ہوا۔

میری قابل صد احترام ماؤں بہنو! دل تو چاہتا تھا کہ تمام مومنین ومومنات کی پہلی والدہ ماجدہ کے مزید حالات پیش کروں مگر وقت کی قلت کا لحاظ رکھتے ہوئے انہی پر اکتفا کرتی ہوں اور میری گزارش ہے کہ دعا فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ان مقدس ماؤں کی سیرت مبارکہ سے استفادہ واستفاضہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

اُم المومنین حضرت سیّدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

میری بلند مرتبت اور با عظمت بہنو!

حضرت اُم المومنین سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے احوال سے قدرے بہرہ مند ہونے سعادت حاصل کی۔ اب میں چند معروضات اُم المومنین حضرت سیّدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے پیش کرنے کی کوشش کروں گی۔ آپ کو دنیائے اسلام میں مومنین کی دوسری ماں بننے کا شرف حاصل ہے۔ دس ماہ رمضان المبارک ۱۰ نبوت کو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال فرما جانے کے بعد گھریلو انتظام اور بچوں کی تربیت و پرورش کی تمام تر ذمہ داری آپ پر آ پہنچی۔ فطرۃ آپ قدرے مغموم سے رہنے لگے حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک دن عرض کیا۔ کیا ہی اچھا ہو کہ آپ بار نبوت و تبلیغ اسلام کو کامیابی سے جاری رکھنے کیلئے گھریلو ذمہ داریوں سے یوں عہدہ برآ ہونے اور اپنے بچوں کی نگہداشت کے لئے کسی اچھی سی خاتون سے نکاح فرمالیں۔ اجازت ہو تو اس سلسلہ کو آگے بڑھایا جائے۔

منظور ہے

حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مشورہ قبول فرمایا اور اجازت عطا فرمائی چنانچہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ کے ساتھ نکاح کے لئے رضامند کیا۔ ان کے والد ماجد رفعہ نے بھی منظوری دیدی چنانچہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ماہ شوال المکرّم میں آپ سے نکاح کا شرف پایا۔

آسمان سے چاند آ گرا

زرقانی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ رقم فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلے شوہر حضرت سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفاقت میں زندگی گزر رہی تھی کہ ایک دن اپنے آپ کو تکیہ لگائے خواب دیکھا کہ آسمان شق ہوا' اور چاند ان کے اوپر آ پڑا۔ حضرت سودہ نے یہ خواب اپنے شوہر سے بیان کیا تو انہوں نے تعبیر دیتے ہوئے کہا اگر تم سچ کہتی ہو تو میں بہت جلد فوت ہو جاؤں گا اور تم عرب کے چاند حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کا شرف حاصل کرو گی چنانچہ حضرت سکران اس خواب کے بعد روز بروز کمزور تر ہوتے گئے یہاں تک کہ چند دنوں میں وصال فرما گئے۔ اسی سال حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے وصال فرمایا تھا جن کے بعد حضرت سیّدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ نے نکاح فرمایا۔ چار سو درہم حق مہر مقرر ہوا۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ جلوہ فرما ہوئے تو آپ نے حضرت ابو رافع اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مکہ مکرمہ بھیجا تا کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام کلثوم اور حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدینہ منورہ لے آئیں چنانچہ یہ مختصر سا قافلہ ہجرت کر کے ان دو جلیل القدر صحابیوں کے ہمراہ آپ کے پاس حاضر ہوا۔

آیت پردہ

حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیت پردہ کے نازل ہونے سے قبل بارگاہ رسالت مآب میں عرض کر چکے تھے کہ امہات المومنین ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو رات کے وقت ضروری فراغت کے لئے باہر نہیں نکلنا چاہئے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منتظر وحی تھے کہ حضرت سودہ کا رات کے وقت باہر جانا ہوا۔ سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت سودہ کے بلند و بالا قد کے باعث پہچان لیا اور انہیں کہہ دیا کہ آپ سودہ ہیں۔

اتنی سی بات آپ کو ناگوار گزری اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں

عرض کر دیا چنانچہ اس کے بعد آیت پردہ نازل ہوئی اور تمام صحابیات اور مومنات و مسلمات کو پردہ کی پابندی کرنے کا حکم فرما دیا گیا۔

رسول پاک کے ہمراہ سعادت حج

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلا اور آخری حج دس ہجری کو فرمایا گو ۹ ہجری کو حج فرض ہو چکا تھا اور اسلام میں پہلے حج کا امیر و امام، امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نائب امیر بنا کر بھیجا جبکہ اسلام میں دوسرا حج اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلا حج دس ہجری کو فرمایا جو آپ کا پہلا اور آخری حج کہلاتا ہے۔

حضرت اُم المومنین سیّدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حج کی سعادت آپ کی معیت میں حاصل کر رہی تھیں چونکہ وہ دراز قدر اور جسیم تھی تیز چلنا ان کے لئے قدرے دشوار تھا۔ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیگر خواتین کے ہمراہ آپ کو عرفات سے مزدلفہ کی طرف پہلے روانہ فرما دیا تاکہ ہجوم کے باعث تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا! اس حج کے بعد اپنے گھروں میں رہنا۔

گویا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اشارۃً اپنے وصال سے آگاہ فرما رہے تھے۔ بہر حال حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس ارشاد پر خوب عمل پیرا رہیں جب بھی کسی صحابیہ نے حج و عمرہ کے لئے آپ سے عرض کیا تو آپ فرماتیں! میں حج و عمرہ کر چکی ہوں۔ اب میں بحکم خدا و رسول گھر سے باہر نہیں نکلوں گی۔

حضرت اُم المومنین سیّدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بعہد سیّدنا فاروق اعظم عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۲ ہجری کو مدینہ طیبہ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، آپ کے پہلے خاوند حضرت سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرزند ارجمند سے نوازا جن کا اسم گرامی حضرت عبدالرحمٰن ہے۔ انہوں نے خلافت فاروقی مین جنگ جلولأ میں نہایت بہادری کے ساتھ لڑتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

يَا نِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

(سورة الاحزاب پ۲۲)

چوتھی تقریر

حضرت اُم المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اما بعد! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قال الله تبارك و تعالىٰ

فى القرآن المجيد و الفرقان الحميد

يَا نِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

(الاحزاب پ۲۲)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ

ترجمہ: اے نبی کی بیوی! تم تمام عورتوں میں بے مثل ہو۔

شمع تابان عرش آستان نبی
غمگساران نبی، طبع دان نبی

راحت قلب وروح روان نبی
بنت صدیق آرام جان نبی

اس حریم برأت پہ لاکھوں سلام

عظمت حسن معمور جن کی گواہ عفت ذات مستور جن کی گواہ

شانِ ربّ ''چشم بددور'' جن کی گواہ یعنی ہے ''سورۂ نور'' جن کی گواہ

اس کی پر نور صورت پہ لاکھوں سلام

جن سے اپنی نگاہیں ہوائیں چرائیں دیکھنے کا تصور بھی دل میں نہ لائیں

جن کے پردے کا پرتو فرشتے نہ پائیں جن میں روح القدس بے اجازت نہ جائیں

اس سرادق کی عصمت پہ لاکھوں سلام

میری قابلِ صد احترام اور لائق آداب وسلام بہنو!

آج آپ کی خدمت میں حضرت اُم المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ بنت سیّدنا ابوبکر صدیق خلیفہ بلافصل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان ارفع و اعلیٰ میں سے چند باتیں عرض کرنے کیلئے حاضر ہوں۔ یہ میری فیروز بختی اور خوش نصیبی ہے کہ آج کی محفل پاک میں مجھے تمام مومنین و مومنات مسلمین و مسلمات کی اس عظمت نشان ماں کی بارگاہ نفاست و طہارت میں اپنی قلبی محبت کو الفاظ وکلمات کی صورت میں پیش کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے جن کے فضائل و شمائل، عادات وخصائل محامد ومحاسن اور مناقب کا شمار ممکن نہیں۔ آپ بھی بڑی خوش قسمت اور بلند بخت ہیں کہ اپنی حقیقی ماؤں سے بھی زیادہ حقیقی، پیاری اور لاکھوں آداب و احترام، تعظیمات و تکریمات کے لائق ماں کی محفل پاک کو سجائے بیٹھی ہیں۔

☆ وہ ماں! جسے اللہ تعالیٰ نے از خود تمام مومنین و مومنات کی ماں ہونے کا اعلان قرآن مجید میں فرمایا

☆ وہ ماں! جس کی تصویر، مصورِ حقیقی نے سبز ریشمی دوپٹے پہ سجا کر قبل از نکاح بدست جبریل امین بارگاہ رسالت مآب میں بھیجی۔

☆ وہ ماں! جس کا نکاح آسمان پر رب جلیل نے اپنے محبوب سے فرمایا۔

☆ وہ ماں! جس نے صداقت کی گود میں آنکھ کھولی

☆ وہ ماں! جسے اسلام وایمان نے اپنے جلو میں پایا

☆ وہ ماں! جس پر رسالت کو ناز تھا

☆ وہ ماں! جس پر شرافت کو ناز تھا

☆ وہ ماں! جس پر طہارت کو ناز تھا

☆ وہ ماں! جس پر نجابت کو ناز تھا

☆ وہ ماں! جس پر سخاوت کو ناز تھا

☆ وہ ماں! جس پر عدالت کو ناز تھا

☆ وہ ماں! جس پر شجاعت کو ناز تھا

☆ وہ ماں! جس پر صحابیت کو ناز تھا

☆ وہ ماں! جس پر امہات المومنین کو ناز تھا

☆ وہ ماں! جس پر ازواج رحمۃ للعلمین کو ناز تھا

☆ وہ ماں! جو حبیبۂ حبیب خدا ہے

☆ وہ ماں! جو نازشِ عرشِ علیٰ ہے

☆ وہ ماں! جس کی عصمت پر سورۂ نور گواہ ہے

☆ وہ ماں! جس کا حجرہ مبارکہ پر گنبد خضرا ہے

☆ وہ ماں! جس کا کاشانۂ اقدس آرامگاہ مصطفیٰ ہے

☆ وہ ماں! جس کا گھر روضۃ من ریاض الجنۃ ہے

☆ وہ ماں! جس کا در بلند تر سدرۃ المنتہیٰ ہے

☆ وہ ماں! جو بیک وقت عالمہ، فاضلہ، عابدہ، صالحہ، زاہدہ، متقیّہ، موقفہ، مؤمنہ، محسنہ، طاہرہ، مطہرہ، ساجدہ، مجتہدہ، محدثہ، مفسرہ، سیّدہ صدیقہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سبحان اللہ! اس بے مثل ماں کی شان و رفعت کے کیا کہنے۔ جب امہات المومنین بے مثل اور بے مثال ہیں تو جن کی نسبت قدسیہ سے کائنات میں نبی کریم کی ازواج مطہرات کو بے مثلیت کی شان عطا ہوئی وہ از خود کیسے بے مثل ہوں گے۔ آج تک دنیا بھر میں کسی خاتون نے کسی عورت نے، کسی بچی نے، کسی دوشیزہ نے، کسی عروسہ نے، کسی دلہن نے، کسی بڑھیا نے، ازواج مطہرات امہات المومنین کو اپنی مثل نہ جانا، نہ

مانا، نہ کہا صنف نازک کا اس سلسلہ میں عقیدہ کتنا ٹھوس، مستحکم اور مضبوط ہے کہ نبی کریم کی بیویوں کی مثل کائنات میں کوئی بھی عورت نہیں۔ خواہ وہ کتنی حسینہ ہو، جمیلہ ہو، حسن و جمال کی پیکر ہو۔ نہ صورت میں ان کی مثل نہ سیرت میں ان کی مثل، نہ کردار میں ان کی مثل، نہ وقار میں ان کی مثل،

تو اس سے اندازہ لگا لیجئے وہ اس بے مثل محبوب حضور پرنور سید عالم نبی کریم رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثل و مثال کون ہوسکتا ہے۔ عورتیں اس سلسلہ میں مردوں سے نمبر لے گئیں کہ آج تک

کسی خاتون نے عائشہ کی مثل ہونے کا دعویٰ نہ کیا
کسی خاتون نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو اپنی مثل نہ کہا
ام حبیبہ کی طرح کوئی خاتون نہ بن سکی
حفصہ کی مثال بننے کا کسی کو یارانہ ہوا

الغرض! خواتین اسلامیہ اس بات پر نہایت ثابت قدمی سے قائم ہیں کہ جہان بھر کی کوئی بھی عورت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج کی نہ مثل ہے نہ ہوسکتی ہے مگر اس کے برعکس:

کتنے ہی ایسے بدنصیب مرد بہ شکل انسان شیطانی راگ الاپ رہے ہیں کہ محمد ﷺ تو ہماری ہی طرح بشر تھے۔ وہ تو ایسے ہی ہے جیسے کوئی بڑا بھائی یا گاؤں کا چودھری، انہیں تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ بس وہ عام بشروں کی طرح ایک بشر ہی تھے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ان پر وحی نازل ہوئی تھی۔ بس وہ ہماری طرح محض بشر تھے اور ہم ان کی مثل وہ ہماری مثل۔

ڈب ڈب مر جاؤ مردو سارے زناں گیاں لنگ اگے
ایس بھلہائی دے شہزادے داغ اجے نہ لگے

ایسے کمینے مردوں سے تو عورتیں ہی اچھی نہیں جو اپنے حبیب لبیب جناب محمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت رکھنے والی بیوی کو بھی اپنی مثل کہنا دائرہ ایمان و

اسلام سے باہر ہو جانا تصور کرتی ہیں۔ وہ مرد کتنے بدنصیب ہیں۔ وہ کلمہ بھی پڑھتے ہیں۔ رسول و نبی ہونے کا اقرار بھی کرتے ہیں اور پھر اسی رسول و نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی مثل محض ایک بشر ہونے کا شدومد سے اعلان و اظہار کرتے رہتے ہیں بلکہ اس کی تبلیغ کرنے میں ہلکان ہیں۔ بات ذرا طول پکڑ گئی۔ حضرت سیدہ صدیقہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت و محبت پیش کرنے سے قبل ہم مومنین و مومنات کی اس مقدس ماں سے عرض کرتے ہیں۔ امی جان! ذرا آپ ہی ہماری رہنمائی فرمائیے۔ براہ کرم! امی جان! آپ ہی ہمیں اپنے سرتاج، آقا و مولیٰ احمد مختار حبیب کردگار، نور الانوار، سید و سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق بتائیے وہ کیسے تھے؟ مبارک ہو میری بہنو! لیجئے آپ کی گزارش کو قبولیت کا شرف عطا ہوا اور ہماری درخواست نے قبولیت کا جامہ پہن لیا۔ سنئے سنئے، آپ کی مقدسہ مطہرہ عائشہ صدیقہ والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرما رہی ہیں۔

لَنَا شَمْسٌ وَلِلْاٰفَاقِ شَمْسٌ
فَشَمْسِیْ خَیْرٌ مِنْ شَمْسِ السَّمَائِیْ
فَشَمْسُ النَّاسِ تَطْلَعُ بَعْدَ فَجْرٍ
وَشَمْسِیْ تَطْلَعُ بَعْدَ الْعِشَائِیْ

یعنی ایک آسمانی آفتاب ہے اور ایک میرا دل جانی آفتاب ہے
لیکن آسمانی آفتاب سے میرا دل جانی آفتاب کہیں احسن و اجمل ہے
لوگوں کا آفتاب تو بعد از فجر طلوع ہوتا ہے
مگر میرا وہ آفتاب ہے جو بعد از عشاء جلوہ فرما ہوتا ہے

یعنی آفتاب رسالت مصطفویہ کی جلوہ گری، ضوفشانی نور افگنی رات اپنے عروج پر ہوتی ہے۔ بالفاظ دگر آفتاب رسالت کبھی غروب ہوتا ہی نہیں۔ نیز حضرت اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کا ذکر کیا اور حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حسن یوسفی پر فریفتہ ہو جانے کی بات کی تو آپ سے رہا نہ گیا

اور یہ نعتیہ شعر فی البدیہہ ارشاد فرمایا۔

لَوْ اٰمِیْ زُلَیْخَا لَوْ رَاَیْنَ جَبِیْنَہٗ
لَاٰثَرْنَ بِالْقَطْعِ الْقُلُوْبَ عَلَی الْیَدِ

حضرت زلیخا کو ملامت کرنے والی (مصری) عورتیں اگر حسن محمدی کی ایک جھلک دیکھ پاتیں تو اپنے ہاتھ کاٹنے کے بجائے دلوں کو چیر کر رکھ دیتیں۔

مُل لیندی نہ یوسف نوں خود آپ ہی وک جاندی
کرلیندی زلیخا جے دیدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم دا
جنت دی وی خواہش نہیں، مولیٰ یہ تمنا اے
اک وار میں ویکھ لواں رخسار محمد ﷺ دا
کدی خواب چ ہو جاوے دیدار محمد دا
دن رات میں کر دی رہواں اظہار محمد دا
پرہوون تے اڈ جاواں اک پل نہ رہواں ایتھے
جا ویکھاں مدینے وچ دربار محمد دا
بیمثل نبی سوہنے، رکھے جو عقیدہ ایہہ
اوہ بخشیا جاوے گا حبّ دار محمد دا

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میری بہنو! کیا عرض کروں! اماں جان کے ذکر نے مجھے اتنا سرشار کر دیا کہ تمہیدی کلمات میں ہی مست ہو کر رہ گئی۔ اب ایک بار پھر وہی آیت کریمہ سماعت فرمایئے جسے میں نے اپنی تقریر کا عنوان بنایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یا نساء النبی لستن کاحد من النساء

اے نبی کی بی بیو! تم تمام جہاں کی عورتوں سے بے مثل ہو۔

میری بہنو!

آیئے ہم سید عالم، نبی مکرم، رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت اور غلامی پر جتنا بھی فخر و ناز کریں کم ہے۔ ہم کس قدر خوش نصیب ہیں کہ کس آقا کی کنیزیں ہیں، کس مخدوم کی خادمائیں، کس مالک و داتا کے در کی مانگت ہیں، کس مولیٰ کی نیاز مند ہیں، کس شہنشاہ کے در کی بھکارن ہیں، کس محبوب کی محب ہیں اور کس معشوق کی پرستار ہیں۔

سبحان اللہ! ہم اس محبوب کی مدح خواں ہیں جس کی نسبت اور تعلق سے حبشی، عربی بنے، کانٹے پھول ہوئے، تمے، خربوز اور زہر شہد سے بدل گئے جن کی نگاہ لطف سے مشرک، مومن، کافر، مسلم ہوئے جن کی نظر کرم سے ادنیٰ، اعلیٰ اور اعلیٰ اولیٰ کی منزل تک جا پہنچے۔ اس لئے کہ جس جس کو بھی حضور پرنور سے نسبت ہوئی وہ بے مثل و بے مثال ہوتا گیا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ہر چند کہ میں نقش کف پا بھی نہیں ہوں
نازاں ہوں کہ نسبت ہے مجھے نام سے تیرے

میری بہنو!

غور سے تلاوت کردہ آیت کریمہ پر نظر رکھیئے اور نسبت خاص کے کمال و جمال کی لذت چکھیئے۔ خداوند قدوس اپنے حبیب پاک کی ازواج مطہرات کو نہایت پیار سے خطاب فرماتا ہے۔ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ یعنی اے نبی کی بیویو تم تمام جہان کی عورتوں میں بے مثل ہو۔ تمہاری مثل عورتوں میں کوئی بھی عورت نہیں ہے۔ اول سے آخر تک کسی ایک عورت کی کیا مجال ہے کہ آپ کی ہمسری و مثلیت کا دم بھر سکے۔

کوئی شہزادی ہو، کوئی ملکہ ہو
کوئی حسینہ ہو، کوئی جمیلہ ہو
کوئی محبوبہ ہو، کوئی مطلابہ ہو
کوئی عابدہ ہو، کوئی زاہدہ ہو

کوئی حافظہ ہو، کوئی عالمہ ہو
کوئی محدّثہ ہو، کوئی مفسرہ ہو

الغرض کوئی کیسی ہی نسبت رکھتی ہو مگر جس نسبت خاص سے تمہیں مخصوص کر دیا گیا ہے یہ نسبت کسی خاتون کو نہ حاصل ہوئی نہ ہی ہو سکے گی کیونکہ تمہاری نسبت اس خاص ذات ستودہ صفات سے ہے جو ہر اعتبار، ہر لحاظ، ہر بات اور ہر وصف میں ہر ایک سے منفرد و ممتاز ہے۔ جو بے مثل بھی ہیں اور بے مثال بھی، ایک بار اس بے مثال محبوب رب العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود و سلام کا نذرانہ عقیدت پیش کیجئے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میری بہنو! یہ بات اپنے دل پر نقش کر لیجئے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام حرم، اہل بیت ہیں کیونکہ اہل بیت کا معنی ہے گھر والے اور حضور پُر نور کی تمام بیویاں، گھر والی ہیں لہٰذا روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام بیویاں اہل بیت نبوت و رسالت ہیں۔

اب آیئے آیت کریمہ کے پہلے کلمات کی طرف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ اے نبی کریم ﷺ کی پاک بیویو! انداز تخاطب پر غور کریں یا حرف ندا ہے اور اسی حرف ندا سے اللہ تعالیٰ یہاں ازواج مطہرات مصطفیٰ کو خطاب فرما کر انہیں بے مثل قرار دے رہا ہے اور کہیں براہ راست اپنے پیارے حبیب کو اسی کلمہ ندا سے پکارتا ہے۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ، یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ، یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ، یٰسٓ، جس سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ایسے انداز خطاب سے لوازمات نبوت کو اپنانے کی تاکید کی جا رہی ہے۔

پتہ چلا کہ محبوب اور محبوب کی نسبت پانے والوں کو کلمۂ یا سے پکارنا سنت الٰہیہ اور منشائے خداوندی ہے۔ اس لئے جملہ سنی مرد و زن اپنے پیارے نبی کو یا نبی اللہ، یا حبیب اللہ یا رسول اللہ، یا محبوب اللہ کہتے ہوئے پکارتے ہیں اور اپنے ایمان و ایقان کی دولت میں

اضافہ کرتے ہیں۔ بعض لوگ ان محبت بھرے کلمات ندائیہ سے انکار کرتے ہیں اور آتش بغض وحسد میں جلتے رہتے ہیں۔ اسی بناء پر امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ اہل عشق ومحبت سے فرماتے ہیں۔

غیظ سے جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

اسی لئے میری تو بارگاہ حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں یہی گزارش ہے یہی التماس، خواہش اور التجا ہے۔

کراں میں تیریاں تھاں تھاں تے باتاں یا رسول اللہ
گزاراں اس وظیفے وچ ہی راتاں یا رسول اللہ
میں ہر محفل سجاواں' پڑھدی نعتاں یا رسول اللہ
کراں میں پیش ایخو ای سوغاتاں یا رسول اللہ

القصہ! نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت وتعلق کے صدقے امہات المومنین ازواج مطہرات سید المرسلین کے اس قدر مدارج ومراتب ہیں کہ قرآن مجید ان کی عفت وعصمت اور طہارت و پاکیزگی کا اعلان فرماتے ہوئے انہیں مومنین کی مائیں قرار دیتا ہے۔ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھَاتُھُمْ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیویاں ایمان داروں کی مائیں ہیں۔ خاص کر حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو وہ اُم المومنین ہیں جن کی شان میں سورۂ نور نازل ہوئی۔ جن کے گھر کو رحمۃ للعلمین، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک اپنا مستقل مسکن بنایا ہے۔ حضور پُرنور آج بھی صدیقہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر جلوہ فرمائیں جہاں ستر ہزار فرشتے ہر دن اور ستر ہزار فرشتے ہر رات کو صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے لئے حاضر ہوتے رہتے ہیں اور جس گھر کی زیارت سے زائرین کو جنتی ہونے کا مژدۂ جانفزا سنایا گیا ہے جسے روضۃ من ریاض الجنۃ کی سعادت ابدی سے متعارف کرایا۔

اس طرف روضہ نور، اس طرف منبر کی بہار
بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

میری بہنو!

یہ وہ بے مثل، پاکباز، پاکیزہ خیال محبوب خدا کی محبوب بیویاں اور ایمان والوں کی مقدس مائیں ہیں جنہیں ہر دم، ہر لحہ، ہر ساعت، ہر گھڑی دامن محبوب سے وابستگی حاصل تھی اور ہے۔ انہیں محبوب اکرم کا وہ قرب مطلق حاصل ہے جو انہیں کا ازلی، ابدی، سرمدی اور اخروی حصہ بنا روز حشر امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن حضور پُرنور کی معیت میں ہوں گی وہ وہی ہوں گی جہاں شافع محشر ہوں گے۔

اللہ اللہ! سبحان اللہ! حضور پُرنور کی ازواج مطہرات کی کس قدر شان و رفعت اور عظمت و مرتبت ہے۔ جہاں کسی کا وہم وگمان اور تصور و خیال تک نہ پہنچ پائے وہاں محبوب ذوالجلال پہنچے اور جہاں مصطفیٰ ومجتبیٰ کی ذات پہنچے وہیں ازواج مطہرات پہنچیں۔

سیّدہ صدیقہ! تیری شان کے کیا کہنے، تیرا شمار ازواج مطہرات کی صف میں کچھ اس انداز سے ہوا کہ اکثر امہات المومنین تو اپنے اشتیاق سے حضور پُرنور کے نکاح میں آئیں لیکن اُم المومنین عائشہ صدیقہ تیرے لئے تو خود قادر مطلق کو اشتیاق تھا کہ میرے محبوب پاک کے ساتھ خاص الخاص نسبت ہو اور نکاح میں آئیں۔ سب کے نکاح فرش پر ہوا کرتے ہیں لیکن تیرا نکاح عرش پر کیا گیا۔

میری قابل صد تعظیم و تکریم اسلامی بہنو! یہ حدیث شریف میں ہے کہ جب اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وصال فرما گئیں اور حضور پُرنور غمناک ہوئے تو حضرت جبریل میں فوراً ایک سبز ریشمی جنتی دوپٹے پر حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تصویر سجائے بارگاہ مصطفیٰ عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ھذہ زوجتك فی الدنیا و الآخرۃ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ دنیا اور آخرت میں آپ کی زوجہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ سے ایسی محبت ومودت، الفت اور پیار تھا جس کی مثال نہیں۔ چنانچہ آپ کی رفیقہ وحبیبہ دنیا و آخرت نے ایک دن دریافت کر ہی لیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کس

سے زیادہ محبت رکھتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بے ساختہ فرمایا عائشہ الصدیقہ سے! سیّدہ پھر عرض کرتی ہیں، مردوں میں کس سے زیادہ محبت ہے؟ ارشاد ہوا ''ابوھا'' عائشہ کے باپ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھتا ہوں۔

غرضیکہ یہاں محبت کی مرکزیت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حاصل ہے اسی کی نسبت سے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کا اظہار فرمایا گیا ہے۔

اور پھر اس سے واضح ہو رہا ہے کہ حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شدت محبت کا حقیقی سبب یہ ہے کہ ذات حقیقی کا مشاہدہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس صورت مقدسہ میں ہوا۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مشاہدہ حق آتشی درخت کی صورت میں ہوا۔

سید عالم نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیّدہ عائشہ صدیقہ سے محبت حقیقت میں عین ذات پاک سے محبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اُم المومنین استراحت فرما ہوتیں اور حضور پرنور نماز تہجد ونوافل میں مشغول ہوتے تو بسا اوقات ایسی صورت پیش آ جاتی کہ آپ عین حالت نماز میں عائشہ الصدیقہ کے پاؤں کو ہاتھ مبارک لگاتے تو آپ اپنے قدم مبارک سمیٹ لیتیں اور حضور پُرنور امام الساجدین، رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہیں سجدہ فرما ہو جاتے۔ سبحان اللہ، کسی نے کیا خوب کہا ؎

جی چاہتا ہے قدرت صانع پہ ہوں نثار
تجھ کو بٹھا کے سامنے یاد خدا کروں

یہ وہ خاص الخاص خصوصیات ہیں جو کسی نبی و رسول کی بیوی کو حاصل نہ ہوئیں آپ خود ارشاد فرماتی ہیں۔ تین نعمتیں جو مجھے عطا ہوئیں وہ کسی اور نبی و رسول کی بیوی کے نصیب میں نہ آئیں۔

ایک یہ کہ محبوب خدا، شفیع روزِ جزا نے میرے حجرہ مبارکہ میں وصال حق فرمایا۔ وہی حجرہ مقدسہ منورہ جسے گنبد خضرا سے سجایا گیا۔ جہاں ہر وقت ملائکہ کی قطاریں لگی رہتی ہیں۔ عشاق فدا کارانہ انداز میں نثار ہوتے رہتے ہیں جو عشق حقیقی کا طغریٰ اور عرش

معلّیٰ سے افضل و اعلیٰ ہے۔

دوسری خصوصیت یہ کہ جب حضور پُرنور شفیع یوم نشور نے وصال باکمال فرمایا تو آپ کا سرِ اقدس میری گود، میرے سینے پر تھا اور میری ٹھوڑی آپ کے سرِ مبارک کو چھو رہی تھی۔ اللہ اکبر، سبحان اللہ، ماشاء اللہ

میری پیاری بہنو!

دونوں عالم کو سہارا دینے والے نے بوقت وصال حضرت صدیقہ کا سہارا لے رکھا ہے جن کے نقوش پا کو چوم کر جبریل سیدالملائکہ، افضل الملائکہ کہلائے، قربان جاؤں حضرت عائشہ الصدیقہ نے اس ہستی لاجواب اور وجود عدیم المثال کو کلاوے میں لے رکھا تھا بلکہ مجھے کہنے دیجئے کہ محبّ اور محبوب کے قرب مطلق کا نقشہ کھینچ رکھا تھا۔

تیسری خصوصیت یہ کہ بوقت وصال محبوب رب ذوالجلال میرے لعاب دھن کا آپ کے لعاب دھن سے اتصال تام ہوا یعنی دوئی کا کامل اختتام ہوا۔ وہ یوں کہ طاہر و اطہر و مطہر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسواک کا بکثرت التزام فرماتے بوقت وصال حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر بارگاہ رسالت مآب ہوئے ان کے پاس مسواک تھی، حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسواک دیکھتے ہی حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں مجھے اشارہ فرمایا، فوراً میری سمجھ میں آیا۔ میں نے مسواک اپنے ہاتھ میں دبایا، منہ میں رکھ کر اچھی طرح چبایا اور پھر محبوب کریم کے ہاتھ تھمایا جسے آپ نے استعمال فرمایا۔ ان آخری لمحات نے قدرت کاملہ نے میرے اور حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لعاب دھن کو ملایا گویا کہ مجھے جملہ ازواج مطہرات میں سرفراز فرمایا۔

حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارگاہ رب العزت میں عرض گزار رہتے، خدایا جہاں تک ازواج مطہرات کے مساوی حقوق کی ادائیگی کا معاملہ ہے وہ میں پوری طرح ادا کرتا رہتا ہوں مگر میری دلی کیفیت کا یہ عالم ہے کہ حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دم بھرتا ہوں۔ کئی بار آپ نے صدیقہ سے فرمایا۔ جب سے میرے پاس تیری جلوہ فرمائی ہے ہر حال میں ترقی میرے حصہ میں آئی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیّدہ عائشہ صدیقہ سے نہایت محبت و مؤدت سے حضرت شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ اس نتیجے تک پہنچے ہیں کہ حبھن فریضہ ھی اقتداء النبی صلی اللہ علیہ وسلم و حب الٰھی یعنی امھات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے محبت فرض ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی ہے اور یہ عین محبت الٰہی ہے۔

میری بہنو! جب ہمیں اپنے ماں باپ سے محبت و مؤدت کا حکم ہے تو جو ہماری ماؤں اور باپوں کی بھی مائیں ہیں ان سے محبت و مؤدت تو بشرط اولیٰ لازم و واجب ہے۔ یعنی ان کی تعظیم و تکریم اور ان کے حالات و واقعات کو ادب و احترام سے بیان کرتے رہنا ان کی یاد تازہ رکھنا، ان کے ارشادات و ہدایات پر عمل کرنا۔

خلق عظیم

میری بہنو! فی زمانہ عورتیں اکثر اپنے خاوندوں کے گلے، شکوے کرتی رہتی ہیں۔ ان کے اطوار و کردار پر انگلیاں اٹھاتی ہیں۔ ان کی جانب سے دکھ، درد اور تکالیف کو اجاگر کرتی ہیں۔ گویا کہ ان میں کسی قسم کی نرمی اور پیار پایا ہی نہیں جاتا۔ ان کی تنگی، ترشی کا اظہار، ان کا معیار بتاتی ہیں، مگر امھات المومنین، ازواج مطہرات نے حضور پُرنور کی ذات ستودہ صفات کو خوب پہچانا، آپ کی شان ارفع و اعلیٰ اور آپ کے شمائل جمیلہ اور خصائل حمیدہ کو خوب سمجھا اور مانا پھر آپ کی ایک ایک صفت کو قرآن گردانا۔

چنانچہ حضرت اُم المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک دن پوچھا گیا۔ سید المرسلین، رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خلق کیسا تھا۔ سیّدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بے ساختہ فرمایا کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن، آپ کا خلق قرآن ہے۔

سبحان اللہ!

رب العٰلمین نے حضور پُرنور کے اخلاق کو عظیم فرمایا: وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ، تو اُم المومنین نے آپ کے خلق کو قرآن کریم قرار دیا۔

خلق ایک صفت ہے اور قرآن نور ہے۔ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا اگر اس میں

ذرا غور وفکر اور تدبر کیا جائے تو اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک صفت نور ہوئی اور ذات رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے متعلق ان کا کیا عقیدہ ہوگا۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

میری بہنو!

اللہ تعالیٰ نے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو اس لئے بھی بے مثل فرمایا کہ ان کی نسبت بے مثل، ان کے احوال بے مثل، ان کے تصورات بے مثل، ان کے خیالات بے مثل، ان کے عقائد ونظریات بے مثل کیونکہ ان کے سرتاج بے مثل، اللہ کے یار بے مثل، حبیب غفار بے مثل، انبیاء کے تاجدار بے مثل تھے۔

اللہ نے محبوب کو بے مثل بنایا
یاں جسم نہیں ہے تو واں سایہ نہیں ہے

آیت تیمّم اور سیّدہ عائشہ الصدیقہ

ہوں میرے ماں باپ قرباں اس مقدس نام پر
عائشہ کے سینکڑوں احسان ہیں اسلام پر

o

رتبہ ہے بڑا تیرا تیری شان بڑی ہے
اے مادرِ اُمت میرا ایمان یہی ہے

میری بہنو!

مختار دو عالم، غمخوار امم، رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی غزوہ سے واپس مدینہ طیبہ تشریف لا رہے تھے کہ ایک جگہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ٹھہرنے کا حکم فرمایا۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آپ کی معیت میں تھیں۔ اسی اثناء میں سیّدہ کا ہار گم گیا۔ تلاش کے باوجود دستیاب نہ ہوا۔ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں سر رکھے استراحت فرماتے کہ نماز کا وقت ہو گیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحابہ کرام نے عرض کیا نماز میں تاخیر واقع ہو رہی ہے اور خدشہ ہے کہ کہیں نماز قضا نہ ہو جائے اور یہاں تو قرب و جوار میں پانی کا نشان بھی نہیں ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پریشانی سے بے تاب حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس آ کر ان کی پسلی میں زور سے ہاتھ مارا اور نہایت غصے سے کہا، بڑی عجیب بات ہے تمہاری وجہ سے کوئی نہ کوئی نئی پریشانی لاحق ہو جاتی ہے۔ یہ فرماتے ہوئے صدیق ہاتھ سے دباتے جا رہے تھے مگر سیدہ عائشہ صدیقہ بے حس و حرکت باپ کی تکلیف کو برداشت کر رہی تھی تاکہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آرام میں خلل واقع نہ ہو۔

مقام غور

معاملہ نماز کا ہے
نماز فرض خدا ہے
اس کی چابی وضو ہے
وضو نہیں تو نماز نہیں
گویا کہ آج نماز جاتی ہے
صدیق اپنی بیٹی سے ناراض ہو رہے ہیں
تیرے سبب آج صحابہ پریشان ہیں
پانی نہیں، نماز کیسے ادا کریں

نماز والا یہ سب کچھ دیکھ رہا ہے
ارشاد فرماتا ہے: جبریل!
جبریل عرض گزار ہے۔
یارب جلیل!
حکم فرمائیے۔ جبریل، صدیق سے کہتے، عائشہ پر ناراضگی کیوں؟ پانی نہیں ملتا تو نہ ملے مگر ہمیں عائشہ کی تکلیف برداشت نہیں۔

سنیے آج کے بعد ایسے نازک مراحل میں
تیمم سے نماز ادا کرنا تمہارا کام
اور نمازیں قبول کرنا ہمارا کام

سبحان اللہ!

سیّدہ صدیقہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وسیلے سے وضو کا نعم البدل تیمم امت کو عطا فرما دیا گیا۔ پوری امت کے لئے اب ضابطۂ حیات بن گیا۔

بیمار ہیں تو تیمم کریں
معذور ہیں تو تیمم کریں
پانی نہیں تو تیمم کریں

ذرا قرآن مجید کا اعلان تو سماعت فرمایئے۔

اِنْ كُنْتُمْ مَرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا (سورة النساء)

جب تم میں سے کوئی بیمار ہو یا مسافر یا قضائے حاجت سے فراعت کے بعد آئے یا اپنی بیویو! سے قربت حاصل کریں اور پانی نہ پائیں تو پاکیزہ مٹی سے چہرے اور ہاتھوں کو مس کریں بیشک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا مغفرت فرمانے والا ہے۔

اس آیت کے نزول کے وقت حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا خوشی سے پھولے نہ ساتے تھے اور نہایت جذبات کے عالم میں سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باآواز بلند پکار رہے تھے۔ مبارک ہو مبارک ہو سیّدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برکات و ثمرات سے قیامت تک کے لئے تیمم ایسی بے مثال نعمت کی شکل میں انعام عطا ہو گیا اور یوں خراج تحسین و تبریک پیش کر رہے تھے۔ ماھی باول بر کتکم یا ال ابی بکر، اے آل ابو بکر یہ تمہاری کوئی پہلی برکت ہی نہیں ہے بلکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آل و اولاد کی بے شمار برکات ہیں جن سے امت مسلمہ کا دامن ہمیشہ بھرا

رہے گا۔

سند تکمیل

میری قابل صد احترام اور لائق تعظیم وتکریم بہنو! ایک دن نبی مکرم محسن اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کمل من الرجال کثیرا ولم یکمل من النساء الا مریم بنت عمران و آسیہ امراۃ فرعون و فضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید سائر الطعام (بخاری شریف) مردوں میں تو بہت سے کامل ہوئے ہیں مگر عورتوں میں حضرت مریم بنت عمران حضرت آسیہ زوجۂ فرعون اور عائشہ، نیز عائشہ کو تمام عورتوں پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کو تمام کھانوں پر

آج کل اسناد کا بڑا رواج ہے۔ ہر کالج، سکول، یونیورسٹی، مدارس، دینیہ کے نصاب کی تکمیل پر سندیں تقسیم کی جاتی ہیں مگر کسی سند کے حاصل کر لینے پر بھی طالبان اپنے آپ کو مکمل تصور نہیں کرتیں۔ ایک سند کے بعد دوسری سند کے لئے تگ و دو ہے۔ دوسری کے بعد تیسری کے لئے پاپڑ بیلے جا رہے ہیں جیسے جیسے اسناد حاصل کرتی جاتی ہیں ویسے ویسے اور ناقص ہوتی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ جن خواتین کے پاس یونیورسٹی، کالج کے ڈپلومے اور اسناد ہیں۔ ان میں اتنی ہی بے حیائی بے حجابی بڑھتی جا رہی ہے۔ شرافت کو تار تار کیا جا رہا ہے۔ سر پر دوپٹہ ہی نہیں۔ بال بھی بوجھ بن رہے ہیں۔ منہ اور سینہ کھلا رکھنے میں فخر محسوس کرتی ہیں۔ غیروں سے ملنا، ہاتھ ملانا گویا کہ معراج نسوانیت ہی یہی ہے۔ اس کے برعکس یہ جدید تعلیم سے آراستہ نہ ہوتیں تو کتنا اچھا تھا، عصمت وعفت، عزت و آبرو محفوظ رہتی۔ انہیں تو امہات المومنین، ازواج مطہرات سے سبق سیکھنا چاہئے تھا مگر ۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

میری بہنو! جذبات کے عالم میں میری بات خاصی طویل ہوتی جا رہی ہے۔ آیئے اس عظیم ماں کے حضور گردنیں خم کر دیں جنہیں سند تکمیل امام المرسلین، رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عطا فرما رہے ہیں۔ وہ کون ہے۔ وہی جو میری اور تمام

مومنین و مومنات کی باعظمت باوقار ماں عائشہ صدیقہ ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سیّدہ عائشہ اور سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مابین نورانی مکالمہ

میری بلند مرتبت اسلامی بہنو!

خواتین میں بعض اوقات اپنی اہمیت و حیثیت قدر و منزلت، عزت و رفعت کے باعث عموماً مکالمات ہو جایا کرتے ہیں۔ ایسے ہی ایک دن ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سیّدہ فاطمہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مابین نہایت ایمانی، روحانی اور نورانی مکالمہ ہوا جس کو نبّاض فطرت، شاعر دانش و حکمت، تلمیذ الرحمٰن، ارشد الزمان، عاشق صادق، سید الرسلین، رحمۃ للعلمین حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ العزیز نے اپنی شہرہ آفاق کتاب مستطاب مثنوی شریف میں منظوم فرمایا، آپ فرماتے ہیں۔

گفتگوئے رفت درخانہ رسول

درمیان صدیقہ و زہرا بتول

ایک دن نبی اکرم رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کاشانۂ اقدس میں حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ اور حضرت سیّدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مابین یوں مکالمہ ہوا۔

گفت مادر من ازتو افضلم

زانکہ من مضغہ از جسم مرسلم

حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت محبت سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض گزار ہوئیں۔ اے میری والدہ محترمہ میں آپ سے افضل ہوں کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم انور کا ایک نوری ٹکڑا ہوں۔

تو از صدیقی تو باانصاف باش

فرق در صدیق و مصدوق است فاش

آپ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نور نظر اور لخت جگر ہیں جبکہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نور نظر اور لخت جگر ہوں، صدیق اور رسول میں جو فرق ہے وہ

بالکل واضح ہے۔

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواباً فرمایا بیٹی ہمارے اس مکالمے کا فیصلہ آج نہیں کل بروز قیامت ہوگا۔

چوں بود روز جزا اے نیک کیش
ہر یکے را پایۂ بر مقدور خویش

اے نیک سیرت شہزادی جب یوم جزا آئے گا تو ہرایک کا مرتبہ اس کے مقدر کے مطابق ہوگا۔

میری پیاری بیٹی فاطمہ! یہ بات تو آپ نے اپنے والد محترم سے کئی بار سنی ہوگی کہ قیامت کے دن نیک بیویاں نیک خاوندوں کے ساتھ جنت میں جائیں گی!

سیّدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا گویا ہوئیں۔ ہاں امی جان بات تو سچی ہے ایسے ہی میں نے اپنے ابا جان محبوب انس و جان، حبیب الرحمٰن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سماعت فرمایا ہے۔

اس پر حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جب محشر کے دن اللہ رب العزت کی طرف سے فیصلہ ہوگا، عائشہ جایئے جنت میں اور فاطمہ آپ بھی جنت میں جایئے تو:

بیٹی جنت میں آپ بھی جائیں گی اوز جنت کی طرف میں بھی روانہ ہوں گی لیکن جنت میں جانے کا ایک انفرادی وامتیازی فرق بھی ہوگا۔

امی جان! وہ امتیازی فرق کیا ہوگا؟

سیّدہ عائشہ فرماتی ہیں۔

من با احمد باشم و تو با علی
فرق کن در ایں وآں گرعا قلی

بیٹی فاطمہ! جنت میں آپ بھی جائیں گی اور جنت میں میں بھی جاؤں گی لیکن جب آپ جنت کی طرف روانہ ہوں گی تو تیرے ہاتھ میں علی کا ہاتھ ہوگا اور میرے ہاتھ

میں نبی کا ہاتھ ہو گا۔

سبحان اللہ! کیا روح پرور، ایمان افروز مکالمہ ہے۔ ذرا آگے سماعت فرمائیے۔

جوں شنید ایں فاطمہ بگریست زار
خواست صدیقہ گرفتش در کنار

یہ سنتے ہی سیّدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا رو پڑیں۔ حضرت سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فوراً گلے سے لگا لیا اور نہایت شفقت، پیار اور محبت سے فرمایا۔ بیٹی! یہ تو دلیل کا دلیل سے جواب تھا۔

اے نشانی روئے احمد روئے تو
من کجا باشم ازیں یک موئے تو

پیاری فاطمہ! آپ تو میرے محبوب کے رخ زیبا کی یادگار نشانی ہیں میں کون ہوں؟ میں تو آپ کے موئے مبارک پر قربان!!

سیّدہ فاطمہ طیبہ طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

حبیبۂ حبیبِ خدا حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

میری بہنو! حضرت عائشہ صدیقہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تیسری زوجہ محترمہ اُم المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ ام عبداللہ کنیت پائی کیونکہ انہوں نے بارگاہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا تھا کہ ہر خاتون نے کنیت پائی ہے۔ مجھے بھی کنیت عطا فرمائیے چنانچہ آپ نے فرمایا اپنے بھانجے کے نام پر ام عبداللہ رکھ لیں۔

یوں بھی بیان کرتے ہیں کہ جب آپ کی ہمشیرہ کے ہاں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرزند متولد ہوا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال کر فرمایا یہ عبداللہ ہیں اور تم ام عبداللہ!

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد جس خاتون کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زوجیت میں اول ہونے کا شرف نصیب ہوا وہ آپ ہی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چار صد درہم آپ کا حق مہر ادا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یَآ اَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا (الآیۃ) نازل ہوا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکماً فرمایا اپنے والدین سے اس اختیار کے بارے میں مشورہ کریں کیونکہ آپ کو ان سے محبت تھی اور اختیار میں یہ احتمال تھا کہ جوانی کے باعث کہیں علیحدگی کو اختیار نہ کرلیں! مگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اللہ و رسول کو اختیار فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا اسی طرح تمام امہات المومنین کو اختیار کا حکم دیں! حالانکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اچھی طرح جانتے تھے کہ آپ کے والدین بھی ان کی حضور سے علیحدگی کو برداشت نہیں کریں گے۔

حضور نے فرمایا اگر امہات المومنین نے اس سلسلہ میں آپ کے عمل کو دریافت کیا تو ضرور آگاہ کروں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معلم کتاب و حکمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ مجھے نرم دل تخلیق فرمایا ہے۔ جب ان تمام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مطابق ہی عمل کیا تو ان کی حوصلہ افزائی کیلئے یہ آیت نازل فرمائی اور جاہلیت کا اختیار ختم کر کے رکھ دیا۔

عطاء بن ابی رباح کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام عورتوں سے زیادہ فقیہ عالمہ اور حسین تھیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

فائدہ

فقہ ایک ایسا علم ہے جس میں غالب حصہ ظن کا ہوتا ہے جو عموم پر دلالت کرتا ہے کوئی شخص جس علم میں کمال پاتا ہے اسے اسی علم کا عالم کہا جاتا ہے لہٰذا ہر فقہ علم ہے مگر ہر علم رکھنے والا فقیہ نہیں ہوسکتا اور انبیاء کرام کو فقیہ نہیں کہہ سکتے کیونکہ ان کا علم ظنی نہیں یقینی ہوتا ہے جو منجانب اللہ ہے!

حضرت امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ امہات المومنین کے علوم و معارف کو اور جہاں کی تمام عورتوں کا علم جمع کیا جائے تو حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا علم سب سے اعلیٰ وافضل ہوگا۔

صورت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور پیغام سنایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح آپ سے فرمادیا ہے۔
ان کے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک تصویر تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ میں جنت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ ہوں تو میں ہر قسم کے غم سے بے نیاز ہوگئی!

تصدیق صورت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال پر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مغموم رہا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے آپ کا نکاح آسمان پر ایک کنواری خاتون سے فرمادیا جس کی صورت اس تصویر کے مشابہ ہے اور اس خاتون سے زمین پر نکاح فرمالیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیغام پہنچانے والی خاتون کو بلایا اور تصویر دکھا کر فرمایا کیا تو اس صورت کے مشابہ عورت کو جانتی ہے؟ وہ عرض گزار ہوئی ہاں! یہ حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صورت ہے! چنانچہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا یہ دیکھئے کیا آپ کی بیٹی کی صورت ہے؟ عرض کیا جی ہاں! یہ عائشہ کی صورت ہے! آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے عائشہ سے میرا نکاح آسمان پر فرمادیا اور حکم دیا زمین پر آپ نکاح فرمالیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا وہ تو ابھی کمسن ہے۔
آپ نے فرمایا یہ تو اللہ تعالیٰ کو بھی معلوم ہے پھر بھی اس نے میرے ساتھ نکاح فرمایا۔

اس پر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح آپ سے کر دیا۔

حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب گھر آئے تو ایک پرات چھواروں کی انہیں کے ہاتھوں بھیج دی اور فرمایا بیٹی! عرض کرنا! میں وہی ہوں جس کی نسبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ہوئی اور میں نہیں جانتی کہ میں آپ کے ہاں قابل قبول ہوں یا نہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسی طرح عرض کر دیا آپ نے فرمایا عائشہ ہم نے آپ کو قبول فرما لیا ہے!

جب وہ نو سال کی تھیں، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں نو سال تک رہیں جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہوئے تو آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔

روضہ میں ہے کہ ماہ شوال میں نکاح کرنا مستحب ہے۔ تحفۃ العروس نزہتہ النفوس میں ہے کہ جمعۃ المبارک کے دن نکاح کرنا باعث برکت ہے۔ جب کسی خاتون سے نکاح کا ارادہ ہو تو پیغام نکاح سے قبل اسے دیکھ لینا مسنون ہے اگرچہ عورت اجازت نہ بھی دے حالانکہ اسے دوبارہ دیکھنا بھی جائز ہے۔ اگر دیکھنے کا موقع میسر نہ ہو تو کسی خاتون کو بھیج کر اس کی کیفیت معلوم کرائیں

اگر کسی باکرہ خاتون نے کسی شخص کو نکاح کا پیغام دیا مگر اس کے والد نے قبول نہ کیا پھر اس عورت نے از خود اس شخص سے نکاح کر لیا لیکن باپ نے کسی دوسرے شخص سے نکاح کر دیا تو پہلا نکاح ہی صحیح و درست تسلیم کیا جائے گا یہ شوافع کے نزدیک ہے اور حنفیہ کے نزدیک پہلا نکاح ہی درست قرار دیا جائے گا۔ (بشرطیکہ کوئی اور صورت درپیش نہ ہو)

خصوصی دعا کی درخواست

ایک بار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بارگاہ رسالت ماب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں خصوصی دعا کی درخواست کی تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوں دعا فرمائی۔ الٰہی عائشہ بنت ابوبکر کو ظاہری و باطنی مغفرت سے بہرہ مند فرما اس سے

کسی قسم کی خطاء ولغزش واقع نہ ہو!

پھر آپ نے دریافت فرمایا! عائشہ کیا اس دعا پر خوش ہو! عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! نیز فرمایا! عائشہ! اس ذات اقدس کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں اپنی تمام امت کے لئے شب و روز دعائے مغفرت و بخشش کرتا رہتا ہوں! اور فرشتے میری دعا پر آمین کہتے رہتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تمام عورتوں پر ایسے ہی فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کو تمام کھانوں پر۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑی فراخی سے باتیں کر رہی ہیں۔ اس پر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بیٹی! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہمیشہ نیاز مندی اختیار کرو! جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے چلے آئے تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کی رضا کے مطابق باتیں کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ اسی اثناء میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پھر آنا ہوا تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بہت خوش پایا تو آپ بھی بہت خوش ہوئے۔

آپ جائیے یہ ہمارا اپنا معاملہ ہے

ایک دفعہ کسی بات پر طرفین کے درمیان شکر رنجی ہوئی تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا گیا انہوں نے حضور سے اتنی سی بات کو بھی ناپسند کیا اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سختی سے ہدایت فرمانے لگے، حضور نے فرمایا آپ جائیے یہ ہمارا اپنا معاملہ ہے اور مسکرا دیئے۔

تقسیم شیرینی یا تبرک

ایک مرتبہ کسی معاملہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حضرت عائشہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا سے شکر رنجی ہوئی تو جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے عائشہ کو راضی کیجئے چنانچہ آپ آئے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خوش ہو گئیں۔ چنانچہ اس صلح پر حضرت جبرائیل علیہ السلام شیرینی لیکر آئے اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب آپ نے ہماری طرف سے صلح کو قبول فرمایا تو خوشی و مسرت کے لئے شیرینی بھی ہماری طرف سے ہی قبول کریں!

کتاب العقائق میں ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آسمانوں پر میرا نکاح فرمایا، فرشتوں کو گواہ بنایا تو چالیس روز تک دوزخ کے دروازے بند کر دیئے اور جنت کے دروازے کھول دیئے۔

آپ نے فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اخلاق میں ریشم کی طرح اور اخلاص میں خوشبو کی مانند ہیں تفسیر قرطبی میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ایک دن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بلقیس جہان بھر کی خواتین میں نہایت حسین وجمیل تھیں۔ وہ جنت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی ازواج میں سے ہے۔ اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا وہ مجھ سے بھی زیادہ حسین وجمیل تھیں آپ نے فرمایا تم جنت میں ان سے زیادہ حسن کی مالک ہوں گی! عرائس البیان میں ہے جب حضرت بلقیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام قبول کیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے نکاح فرمالیا!

دعوت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

علامہ محب طبری علیہ الرحمۃ حضرت امام احمد بن جنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا اور آپ کو دعوت دی آپ نے فرمایا کیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی مدعو کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، آپ نے تین بار دریافت فرمایا کیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بھی دعوت ہے۔ وہ عرض گزار ہوئے ہاں! تو

تعالیٰ عنہا سے شکر رنجی ہوئی تو جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے عائشہ کو راضی کیجئے چنانچہ آپ آئے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خوش ہو گئیں۔ چنانچہ اس صلح پر حضرت جبرائیل علیہ السلام شیرینی لیکر آئے اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب آپ نے ہماری طرف سے صلح کو قبول فرمایا تو خوشی ومسرت کے لئے شیرینی بھی ہماری طرف سے ہی قبول کریں!

کتاب العقائق میں ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آسمانوں پر میرا نکاح فرمایا، فرشتوں کو گواہ بنایا تو چالیس روز تک دوزخ کے دروازے بند کر دیئے اور جنت کے دروازے کھول دیئے۔

آپ نے فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اخلاق میں ریشم کی طرح اور اخلاص میں خوشبو کی مانند ہیں تفسیر قرطبی میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ایک دن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بلقیس جہان بھر کی خواتین میں نہایت حسین وجمیل تھیں۔ وہ جنت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی ازواج میں سے ہے۔ اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا وہ مجھ سے بھی زیادہ حسین وجمیل تھیں آپ نے فرمایا تم جنت میں ان سے زیادہ حسن کی مالک ہوں گی! عرائس البیان میں ہے جب حضرت بلقیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام قبول کیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے نکاح فرمالیا!

دعوت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

علامہ محب طبری علیہ الرحمۃ حضرت امام احمد بن جنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا اور آپ کو دعوت دی آپ نے فرمایا کیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی مدعو کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، آپ نے تین بار دریافت فرمایا کیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بھی دعوت ہے۔ وہ عرض گزار ہوئے ہاں! تو

پھر آپ دونوں اس کے گھر تشریف لے گئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ایک دن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ میرا باہر جانا ہوا تو حضور نے تفریحاً فرمایا آیئے دوڑ لگائیے چنانچہ میں نے حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے حضور نے مجھے آگے نکل جانے کا موقع فراہم کیا پھر جب میرے بدن نے قدرے موٹاپا پکڑ لیا تو دوڑ میں میں پیچھے رہ گئی آپ نے فرمایا یہ اسی دن کا بدلہ ہوا۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بخار میں مبتلا پایا فرمایا۔ بخار کو برا نہ کہو، میں تجھے ایک وظیفہ عطا فرماتا ہوں اسے پڑھو بخار اتر جائے گا چنانچہ آپ نے یہ وظیفہ مرحمت فرمایا۔ **اللھم ارحم جلدی الرقیق وعظمی الدقیق من شدۃ الحریق یا ام مادم ان کنت امنت باللہ العظیم فلاتصدعی الداس ولا تغیری الغم ولا تاکلی الحم ولاتشربی الدم و تحول عنی الی من اتخذمع الہ الھا آخرا** آپ فرماتی ہیں جب میں نے یہ کلمات پڑھے تو بخار اتر گیا، صحت بحال ہوگئی۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت مجھے شدید درد تھا۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اپنے دائیں ہاتھ سے سات بار مقام درد پر مسح کرو اور یہ کلمات پڑھئے۔ **اعوذ بعزۃ اللہ و قدرتہ من شر ما اجد** میں نے جیسے ہی ان کلمات کو پڑھا درد رفع ہوگیا پھر میں ان کو اپنے اہل وعیال اور دوسروں کو پڑھنے کی تاکید کی۔

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مرض کا جوش رات کو کم ہو جاتا ہے کیونکہ رات دن سے سرد ہے اور غذا رات کو ہضم ہوتی ہے۔

نیز یہ بھی کہا کہ رات کو مریض اپنے مرض کو اس لئے زیادہ محسوس کرتا ہے کہ اس کا دل بہلانے والا نہیں ہوتا۔

خصوصیات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں مجھے دیگر عورتوں کی

بہ نسبت چند خصوصیتیں حاصل ہیں۔ شکم مادر میں میری تصویر بننے سے قبل ہی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میری صورت دکھائی گئی۔ مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ پیار عطا فرمایا، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں میری برات کا اعلان فرمایا۔

حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلانیہ فرمایا اُم المومنین پر افتراء کرنے والے منافق اور جھوٹے ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم انور پر مکھی بیٹھنے سے محفوظ فرمایا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ کا تو سایہ زمین پر نہیں پڑنے دیا تاکہ کسی کا پاؤں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیسائے پر نہ پڑ جائے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و آبرو کی حفاظت کیونکہ نہ فرماتا! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ کے نعلین شریف کو جب نجاست لگی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آ کر مطلع فرمائیں اگر ایسی بات ہوتی تو حضرت عائشہ کو الگ کر دینے کا حکم بھی نازل ہو جاتا۔ جب آیات برات نازل ہوئیں تو اُم المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر بجا لائیں۔ اسی اثناء میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا صدیق عائشہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور شکر ایسے کیا ہے جیسے کرنے کا حق ہوتا ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی منقبت میں کیا خوب کہا۔

حصان رزان ما تزن بریئتك

ونصبح عزتی من لحوم الغوافل

آپ پارسا، عصمت مآب اور صاحب عز و وقار ہیں کسی مکرہ بات سے متہم نہیں اور غافل عورتوں کے گوشت سے بے نیاز صبح کرتی ہیں یعنی کسی کی غیبت نہیں کرتیں۔

اور وہ اندھا ہو گیا

الزہرا الفائح میں ہے کہ کسی شخص نے بیان کیا ہے کہ کوئی شخص سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں نازیبا کلمات کہہ رہا تھا، میں نے سنا اور خاموش رہا۔ بعدہٗ اسے رات کو خواب میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے

فرمایا! تیرے سامنے میری اہلیہ محترمہ کی فلاں شخص نے تنقیص کی تو خاموش رہا! تو نے اس کی مذمت کیوں نہ کی، وہ کہنے لگا مجھے قدرت نہیں تھی آپ نے فرمایا تو جھوٹا ہے۔ پھر آپ نے شہادت کی انگلی سے میری آنکھوں کی طرف اشارہ کیا جب بیدار ہوا تو اندھا ہو چکا تھا۔

اعتراض اور خوبصورت جواب

حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر روافض نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کو سامنے رکھتے ہوئے اعتراض کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ تم اپنے گھروں میں قرار پکڑو تو جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے عراق کی طرف کیوں نکلیں؟ علمائے کرام جواباً فرماتے ہیں آپ نے وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا (اگر ایماندار دو جماعتیں آپس میں لڑیں تو ان کے درمیان مصالحت کرا دو) کو سامنے رکھتے ہوئے یہ عمل فرمایا کیونکہ یہ آیت مرد اور عورت کے لئے عام ہے۔ پس آپ کا صلح کیلئے نکلنا حق تھا۔

حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضرت لوط علیہ السلام کی ہمشیرہ ہیں اور وہ حضرت ابراہیم کے چچا زاد بھائی تھے جب ہجرت کے دوران جابر بادشاہ نے انہیں پکڑا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر تمام حجاب اٹھا دیئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام دیکھ رہے تھے کہ اس ظالم کی حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک رسائی نہیں ہوئی۔ دیواریں آئینہ بن گئیں۔ یہاں تک کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کا دل مطمئن رہا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اس معاملہ میں کیوں حجاب نہ اٹھائے گئے جب وہ جماعت سے پیچھے رہ گئی تھیں۔ یہاں تک کہ منافقین کو اتہام کا موقع ملا؟

اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے حجاب اٹھا دیئے جاتے تب بھی منافقین یہی کہتے کہ وہ اپنی زوجہ کی پردہ پوشی کرتے ہیں اور لوگ کسی شک میں پڑے رہتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ازخود برائت فرماتے ہوئے اعلان کیا سُبْحَانَکَ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ آپ

بالکل طیب طاہر اور پاک ہیں، یہ بہت بڑا بہتان ہے۔ آپ اس بات سے بلاشبہ بری ہیں جو کچھ منافق کہتے ہیں۔

یہ برأت حجاب اٹھانے سے بھی افضل ہے۔ یہاں تک کہ آپ کے باعصمت ہونے کا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوب اطمینان تھا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر کوئی ظالم غالب نہ ہوا نیز کسی کو آپ کی طرف ہاتھ اٹھانے کی جرات تک ہوئی!

اگر کہا جائے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی برأت بچے کی زبان سے ہوئی جب کہ وہ خود نبی تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرح ان کی برأت خدا تعالیٰ کی طرف سے کیوں نہ ہوئی؟ حالانکہ حضرت عائشہ صدیقہ نبی تو نہیں تھیں؟

پہلا جواب یہ ہے کہ مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور نبی نہیں تھا کہ اس کی زبان سے برأت کا اعلان کرایا جاتا اور یہ مناسب نہیں تھا کہ اپنی برأت کا اعلان وہ ازخود فرماتے اس لئے بچے کی زبان سے ان کی پاکدامنی کا اظہار کرایا گیا جسے ابھی تک بولنے کی بھی طاقت نہیں تھی اور حضرت عائشہ کی برأت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان سے کرائی گئی جس کی کائنات میں مثال ہی نہیں ہاں، آپ کہاں اور کہاں بچہ؟

دوسرا جواب یہ ہے کہ اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام پر وحی کا نزول بند تھا کیونکہ آپ کو ابھی اعلان نبوت کا حکم ہی نہیں ہوا تھا جیسے حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زمانے میں نزول وحی کا سلسلہ منقطع تھا چنانچہ ان کی برأت بھی اللہ تعالیٰ نے ان کے بچے سے کرائی! جب کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وقت تو وحی کا نزول باقاعدہ جاری تھا چنانچہ بچوں کی زبانی برأت سے ابلغ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان سے آپ کی طہارت و پاکیزگی اور عصمت کا اعلان ہو۔

سخاوت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روزے سے تھیں کہ سائل آیا

اور آپ نے ایک روٹی اسے عطا فرمائی۔ اس لئے کہ آپ کے پاس اس وقت صرف ایک ہی روٹی تھی۔

عیون المجالس میں ہے کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ کوئی درہم صدقہ و خیرات کرتیں تو اسے اچھی طرح صاف کر لیتیں۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا سبب دریافت فرمایا تو عرض گزار ہوئیں اس لئے کہ میرا درہم فقیر کے ہاتھ میں جانے سے قبل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں جاتا ہے۔ (جیسے اس کی شان ہے) اس پر آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا عائشہ اللہ تعالیٰ تجھے مزید توفیق عطا فرمائے۔

حضرت امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بارگاہ رب العالمین میں عرض کیا! الٰہی میری امت کا حساب میرے سپرد کیجئے۔ پھر ایک شخص فوت ہوا جس پر چند درہم قرض تھے۔ آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھنے سے اعراض فرمایا تو ارشاد فرمایا آپ رحمۃ للعالمین ہیں اور میرے ایک بندے سے اعراض کر رہے ہیں، میں رب العالمین ہوں لہٰذا یہ معاملہ مجھ پر ہی چھوڑیئے کیونکہ میری رحمت کی کوئی حد ہی نہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر جب افتراء کیا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ تم اپنے والدین کے پاس چلی جاؤ بلکہ گھر میں ہی رکھا جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ محض افتراء ہے اگر اپنے گھر سے انہیں والدین کے گھر بھیج دیا جاتا تو افتراء کرنے والوں کی حوصلہ افزائی ہوتی جو شان رسالت کیخلاف تھی۔

چشم فراست

حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ سورۂ نور کی تفسیر میں فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: **القوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ** ایماندار کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں آپ کے لئے چشم فراست سے کام لینا اولیٰ تھا۔

اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی آزمائش کے لئے چشم فراست بند کر دیتا ہے۔

نوادر الملح میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حاجت کا علم آپ سے پوشیدہ رکھا حالانکہ آپ اکرم الخلق ہیں۔ اس لئے کہ نجومی اور کاہن کی بات غلط ہو۔

ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا! کیا تم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برأت کے بارے میں جانتے تھے! عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا پھر تم نے مجھے کیوں اطلاع نہ دی! جبرائیل عرض گزار ہوئے اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا تھا اور حکم ہوا جبرائیل امتحان میری طرف سے ہے تو برأت کا اعلان بھی میری طرف سے ہی ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلان نبوت کے چار سال بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت ہوئی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دور حکومت میں بعمر 68 سال 58 ھ میں وصال فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ بقول امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ آپ سے ایک ہزار دو سو دس احادیث مروی ہیں۔

يَا نِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ
كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

(سورۃ الاحزاب پ۲۲)

پانچویں تقریر

حضرت اُم المومنین حفصہ بنت عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سید عالم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چوتھی اہلیہ محترم اُم المومنین حضرت حفصہ بنت سیّدنا عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ تیسری ہجری میں ان کا نکاح ہوا۔ چار سو درہم حق مہر تھا۔ علامہ طبری کہتے ہیں پہلے پہل حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کا پیغام دیا جسے سیّدنا فاروق اعظم نے منظور نہ کیا جب یہ خبر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاں پہنچی تو آپ نے سیّدنا فاروق اعظم سے فرمایا کیا تجھے عثمان سے بہتر داماد کی خبر نہ دوں؟ اور حضرت عثمان سے کہا کیا تجھے عمر سے بہتر خسر نہ بتاؤں؟

وہ عرض گزار ہوئے کیوں نہیں یا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! چنانچہ آپ نے فرمایا: عمر! حفصہ کا نکاح میرے ساتھ کیجئے اور میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی دامادی کے شرف سے نوازتا ہوں! چنانچہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی رضا کو مقدم سمجھتے ہوئے آپ سے نکاح کر دیا!

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شب بیدار اور بکثرت روزے رکھنے والی تھیں، جنت میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اعلیٰ مقام پر فائز ہوں گی۔

امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اعلان نبوت سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں۔ آپ سے ساٹھ احادیث مروی ہیں۔ محب طبری کہتے ہیں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اکتالیس ہجری میں وصال فرمایا، مجمع الاحباب اور صفوۃ الصفوۃ میں 48ھ ہے۔

اُم المومنین حضرت اُم سلمہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

امھات المومنین میں حضرت اُم المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں جن کا اسم گرامی ہند بنت ابی امیہ ہے۔ ابوامیہ کا نام حضرت سہیل بن مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں ابوسلمہ جنہوں نے ہماری واپسی کے بعد ہجرت مدینہ طیبہ کا ارادہ کیا تھا مجھے اپنے اونٹ پر سوار کیا میرا بیٹا سلمہ میرے پاس تھا جب بنی مغیرہ کے لوگوں نے دیکھا تو ابوسلمہ پر طعن کرنے لگے اور کہنے لگے اس خاتون کو تمہارے ساتھ نہیں جانے دیں گے۔ یہ یہاں کی بسنے والی ہے چنانچہ ان کے ہاتھوں انہوں نے اونٹ کی مہار کھینچ لی۔ میرے بیٹے کو چھین لیا میں روزانہ مقام ابطح جاتی جہاں سے میرے بیٹے کو ان لوگوں نے پکڑا تھا وہاں جا کر خوب روتی ایک روز بنی عامر کے کسی شخص نے میری حالت دیکھی تو ان لوگوں سے کہنے لگا تم نے اس بیچاری سے بیٹا چھین لیا ہے۔ اسے واپس کر دو، چنانچہ ان لوگوں نے مجھے میرا بیٹا واپس کر دیا۔

میں نے اپنے بیٹے سلمہ کو لیا اور مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت اختیار کر لی، میرے ہمراہ سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے اور کوئی نہیں تھا۔ مقام تنعیم پر حضرت عثمان بن طلحہ ملے دریافت کرنے لگے ابوامیہ کی بیٹی کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا اپنے خاوند کے پاس مدینہ طیبہ جا رہی ہوں۔

انہوں نے میرے اونٹ کی مہار پکڑی اور مدینہ طیبہ کی طرف چل پڑے۔ خدا کی

قسم میں نے ان سے بڑھ کر کسی شخص کو بزرگ نہیں دیکھا۔ جب کسی منزل پر پہنچے تو وہ اونٹ بٹھا کر ایک طرف ہٹ جاتے۔ یہاں تک کہ منزل بہ منزل طے کرتے ہوئے جب مدینہ منورہ پہنچے تو کہنے لگے اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہم مدینہ پاک داخل ہو گئے ہیں۔ مجھے وہاں چھوڑ کر خود مکہ مکرمہ واپس پلٹے۔

وہ بیان کرتی ہیں، حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی پر مصیبت نازل ہو وہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر یہ دعا کرے۔ **اللھم عندك احتسبت مصیبتی ھذہ اللھم اخلفنی فیھا خیر امنھا** تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر جزاء عطا فرماتا ہے۔

حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ احد میں کاری زخم لگا تھا وہ بڑھتا گیا یہاں تک کہ جمادی الثانی 4ھ میں انتقال فرما گئے۔ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے وہی دعا پڑھنی شروع کی جس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ جب شوال میں میری عدت پوری ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے نکاح کا پیغام دیا، میں نے انکار کیا، پھر مجھے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے پیغام نکاح وصول ہوا تو میں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیغام کو بخوشی قبول کیا مگر میں نے اپنی غیرت کی کیفیت بھی بیان کر دی تو آپ نے میرے لئے خصوصی دعا فرمائی، پھر میں امھات المومنین میں اس طریقہ سے رہتی کہ وہ مجھ پر رشک کرتیں۔

اہم واقعہ

- آپ فرماتی ہیں ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن و حسین اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا! اے اہل بیت' اللہ تعالیٰ کی تم پر رحمت ہو تم صاحب حمد و مجد ہو۔ یہ سنتے ہی مجھے رونا آ گیا۔ آپ نے دریافت فرمایا! کیوں روتی ہو۔ میں نے عرض کیا آپ نے ان کی تخصیص فرما دی اور مجھے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا تم اور تمہارے بیٹے اہل بیت میں سے ہیں۔ اس لئے

کہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت عاتکہ کی بیٹی تھیں اور یہ بیان ہو چکا ہے کہ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی آپ کے پھوپھی زاد تھے۔ ان کی والدہ کا نام برہ بنت عبدالمطلب ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ایک بار حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے دامن میں چھپا کر دعا کی۔ اللھم الیک لا الی النار میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور میں! آپ نے فرمایا تم بھی!

ابو سلمہ کا نام عبداللہ ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا 59 ھ میں وصال ہوا اور الدر المثین فی خصائص الصادق الامین میں یوں مرقوم ہے۔ ام سلمہ بنت عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ (واللہ تعالیٰ وحبیبہ الاعلیٰ اعلم)

اُم المومنین حضرت اُم حبیبہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت اُم المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ کا نام رملہ ہے۔ یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقیقی ہمشیرہ اور والد کا نام حضرت ابوسفیان ہے۔ اصل نام صخر بن حرب امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ہے۔ یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھوپھی ہیں۔ (درثمین)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے پہلے عبداللہ بن جحش کے عقد میں تھیں جب وہ اسلام لائے اور حبشہ کی جانب ہجرت اختیار کر گئے ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے مجھے ایک رات خواب میں اپنا خاوند نہایت بدصورت نظر آیا، صبح ہوئی تو وہ مجھے کہنے لگا میں نے دین کے معاملہ میں غور کیا تو مجھے نصرانیت سے بہتر کوئی معلوم نہیں ہوا۔ میں اس کے قریب پہنچ چکا تھا لیکن پھر میں دین اسلام میں داخل ہوا۔ اب پھر میں نصرانیت کو قبول کر لیا ہے۔ میں نے کہا واللہ! نصرانیت میں کوئی بہتری نہیں اور ساتھ ہی میں نے اپنا خواب بیان کر دیا اس نے غضب میں آ کر مجھ پر شراب انڈیل دی اور مرتد ہو کر مر گیا۔

پھر میں نے ایک حسین تر خواب دیکھا کوئی مجھے کہہ رہا ہے اے ''اُم المومنین'' میں نے اس سے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حرم پاک میں آنے کی تعبیر لی، پھر جب عدت تمام ہوئی تو میرے پاس نجاشی کی طرف سے ابرہہ نامی لڑکی آ کر کہنے لگی

ہمارے بادشاہ نے کہا ہے مجھے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خط لکھا ہے کہ میں تیرا نکاح ان کے ساتھ کر دوں! میں نے جواباً کہا اللہ تعالیٰ تجھے ہر بھلائی سے بہرہ مند فرمائے، پھر لڑکی نے کہا یہ بھی فرمایا ہے کہ آپ کسی کو اپنے نکاح کا وکیل بنا دیں جو آپ کا نکاح کرے۔ میں بشارت سنانے والی لڑکی کو اپنی طرف سے ایک خلعت اور اپنے کنگن دیدیئے نیز حضرت خالد بن سعید کو نکاح کا وکیل مقرر کر دیا۔

جب رات آئی تو نجاشی نے تمام مسلمانوں کو اپنے ہاں بلایا جو وہاں موجود تھے پھر یہ خطبہ پڑھا **الحمد للہ الملک القدوس السلامُ المومن المھیمن العزیز الجبار واشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمداً عبدہ و رسولہ و ارسلہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون** پھر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے نکاح کیا گیا چار سو دینار مہر مقرر ہوا اور اس نے از خود قوم کے سامنے دینار بکھیر دیئے۔

کتاب ''شرف المصطفیٰ'' میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکیل تھے درثمین میں ہے کہ یہ نجاشی کے پاس قاصد بن کر گئے تھے اور وکیل پہلے ہی شخص تھے بعض نے کہا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وکیل بنایا گیا تھا حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ابوسفیان اس وقت دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے فتح مکہ کے موقع پر اسلام سے مشرف ہوئے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب مہر میرے پاس پہنچا تو جس لڑکی نے مجھے بشارت سنائی تھی پچاس مثقال میں نے اسے عطا کر دیئے مگر اس نے بھی واپس کرتے ہوئے کہا میں نے دین مصطفیٰ **علیہ التحیۃ و الثناء** کو قبول کر لیا آپ بارگاہ مصطفیٰ میں میرا اسلام کہہ دینا اور عرض کرنا میں بھی دین اسلام میں آچکی ہوں۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضرت نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خواتین کو تحائف خصوصاً خوشبو، عطر وغیرہ میرے پاس بھیجنے کا حکم دیا پھر ہم مدینہ طیبہ

کی طرف روانہ ہوئیں تو وہ لڑکی کہنے لگی بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں میرا اسلام و پیغام دینا نہ بھولئے گا۔

جب میں مدینہ طیبہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس لڑکی کی کیفیت بیان کی اس کا سلام پیش کیا۔ آپ مسکرائے اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی اس پر رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں!

حضرت ام حبیبہ اور ابوسفیان

ابوسفیان، اسلام لانے سے قبل مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو اپنی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے اس نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مسند شریف پر بیٹھنا چاہا تو فوراً ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے منع فرما دیا اور آپ کا بستر لپیٹ کر الگ رکھ دیا۔ ابوسفیان نے حیرانگی کے عالم میں دریافت کیا! کیا میں اس لائق نہیں تھا؟

بیٹی نے جواب دیا! ہاں تم اس کے لائق نہیں تھے، 44ھ میں آپ کا وصال ہوا، بعض نے 40ھ بھی لکھا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم اس وقت ملک شام میں آپ کے بھائی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر مملکت تھے۔

اُم المومنین حضرت زینت بنت جحش

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی امہات المومنین میں شمولیت کی سعادت حاصل ہے۔آپ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی کی لڑکی ہیں۔آپ کی والدہ کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب ہے۔آپ کی پھوپھیاں میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ کوئی بھی اسلام کا شرف حاصل نہ کر پائیں۔

اُم المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں قریشی لوگوں میں مجھے کتنے ہی افراد نے پیغام نکاح دیا مگر میری ہمشیرہ حضرت حمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں مشورہ طلب کیا۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کہاں ہیں کیا اسے خبر نہیں جو اسے کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم سے مرصع کرے گا۔انہوں نے دریافت کیا وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سنتے ہی میری ہمشیرہ کو بہت طیش آیا اور پکار اٹھیں کیا آپ اپنی پھوپھی کی لڑکی کا نکاح ایک غلام سے کئے دیتے ہیں۔اس لئے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسے آپ کے لئے خرید کیا تھا۔اس پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے تنبیہ فرمائی، اس نے حضرت زینب کو اطلاع کر دی تو وہ بھی حمنہ پر بہت غضبناک ہوئیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ وما کان لمومن ولا مومنة اذاقضیٰ اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم

الخیرۃ من امرھم کسی ایماندار مرد اور عورت کو اپنے معاملہ میں کوئی اختیار نہیں جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کسی امر میں اپنا فیصلہ نافذ کر دیں۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ سنتے ہی کہا میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتی ہوں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم پر سر تسلیم کرتی ہوں، پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا! یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کیا کروں؟ میں نے دیکھا ہی نہیں تھا پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ سے حضرت زینب کا نکاح کر دیا جب آپ شب معراج جنت کا معائنہ فرما رہے تھے تو امہات المومنین کی تصاویر میں حضرت زینب کی صورت بھی ملاحظہ فرمائی۔ واپسی پر انہیں زید کے نکاح میں دیکھا تو خیال پیدا ہوا یہ میری زوجہ کیسے ہوں گی جب کہ وہ زید کے پاس ہے۔ ایسے عالم میں آپ نے یا مثبت القلوب ثبت قلبی پڑھا۔ اسے حضرت زینب نے سن لیا اور وہ حضرت زید کے پاس آئیں۔ انہیں آپ کے نظریہ کی اطلاع دی۔ اس پر انہوں نے کہا واللہ مجھے رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے زیادہ اور کوئی محبوب نہیں اور آپ کو بھی مجھ سے زیادہ محبوب ہیں۔ اس کے بعد ہم کبھی جمع نہیں ہوں گے۔ اٹھئے تاکہ میں تمہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روبرو طلاق دیدوں۔ جب حضرت زید نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا: اَمۡسِكۡ عَلَيۡكَ زَوۡجَكَ اپنی زوجہ کو اپنے پاس ہی رہنے دو، بعدہ یہ آیت شریف نازل ہوئی۔ واذ تقول للذی انعم اللہ علیك و انعمت علیه امسك علیك زوجك واتق اللہ ----- الایته. جب آپ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے آپ کے جسم اقدس سے پسینہ ٹپک رہا تھا اور اس روز بہت سے لوگ اسلام میں یہ کہتے ہوئے داخل ہوئے اگر یہ قرآن خدائی کلام نہ ہوتا تو یہ آیت حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی نہ ظاہر کرتے۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید کے چچا مکہ مکرمہ آئے ان سے نام پوچھا کہا زید بن

حارثہ پھران کی والدہ کا نام دریافت کیا۔حضرت زید نے بتایا سعدی، پھران کے چچا نے آپ کے والدین کو اطلاع کر دی۔ وہ مکہ مکرمہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے بیٹے کو آپ سے طلب کیا۔آپ نے انہیں لے جانے کا اختیار دیا مگر حضرت زید نے آپ سے جدا ہونا پسند نہ کیا۔مجبوراً ان کے والدین آپ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس چھوڑ کر واپس ہوئے۔

جب حضرت زینب کی عدت پوری ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زید کے ذریعے پیغام نکاح دیا، حضرت زید پشت کر کے کھڑے ہوئے اور پیغام دیا حضرت زینب نے کہا بہت اچھا ذرا میں اپنے رب سے اجازت لے لوں چنانچہ آپ نماز کی نیت باندھ کر کھڑی ہوگئیں۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

فلما قضیٰ زید منها وطرا زوجنا کها

اُم المومنین حضرت سیّدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

قابلِ صد احترام، بہنو!

آج کی محفل امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے تذکار عالیہ سے موسوم ہے۔ جن کی پاک نسبت سے خواتین امت محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء کا مرتبہ بلند تر ہوا، آپ نے متعدد مومنین کی ماؤں کا ذکر پاک سماعت فرمایا۔ اب میں آپ کی خدمت میں حضرت اُم المومنین سیّدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے احوال و کوائف کا خلاصہ پیش کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ باریابی عطا فرمائے۔

اُم المساکین

واضح ہو کہ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُم المساکین کے لقب سے معروف تھیں کیونکہ زندگی بھر آپ کا معمول غربا و مساکین کی غمخواری و حوصلہ افزائی کرنا، سخاوت میں آپ بڑی دریا دل تھیں۔ یوں تو تمام امہات المومنین ازواج مطہرات مصطفیٰ سخاوت کی خوگر تھیں، جب امت کی مائیں ٹھہریں تو مائیں ہوتی ہی سخی اور نرم دل، تاہم حضرت زینب کا اس سلسلہ میں قدرے زیادہ ہی نام آتا ہے۔ غرباء و مساکین کو بڑی فیاضی سے کھلاتیں پلاتیں۔ دلجوئی کرتیں جس کے باعث آپ کو اُم المساکین کے لقب سے شہرت میسر ہوئی۔ آپ کا پہلا نکاح حضرت عبداللہ ابن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی نیز اُم المومنین سیّدہ زینب بنت جحش کے حقیقی بھائی تھے۔ ماں کی جانب سے آپ اُم المومنین

سیّدہ میمونہ کی بہن ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

لاٹھی روشن ٹیوب بن گئی

میری اسلامی بہنو!

حضرت عبداللہ بن جحش وہ عظیم المرتبت صحابی ہیں جنہیں غزوۂ احد میں شہادت کا شرف نصیب ہوا اور سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس کے پاس ہی آپ اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ہی قبر میں مدفون ہیں۔ مشکوۃ شریف میں ہے ایک رات حضرت عبداللہ جحش اور حضرت اسید بن خضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھے۔ رات خاصی اندھیری تھی جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اپنے اپنے گھر جانے کی اجازت عطا فرمائی تو عرض گزار ہوئے۔

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات سخت اندھیری ہے اور ہم نے قدرے دور جانا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی لاٹھی مجھے دو! دونوں میں سے کسی ایک نے اپنی لاٹھی حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی۔ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست انور لاٹھی پر پھیرا تو وہ فوراً ایسے روشن ہوئی جیسے فی زمانہ برقی ٹیوبیں روشن ہوتی ہیں۔ پھر یہ دونوں صحابی روانہ ہوئے۔ تھوڑی دوری پر ہر ایک نے الگ الگ طرف جانا تھا۔ اب انہوں نے اجتہاد کرتے ہوئے اس ٹیوب جیسی لاٹھی کے ساتھ دوسری لاٹھی مس کی تو وہ بھی اسی طرح روشنی دینے لگی اور بآرام وسکون دونوں حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عطا کردہ روشنی کے جلو میں اپنے اپنے گھر پہنچے۔

القصہ! حضرت عبداللہ بن جحش کی شہادت کے بعد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زینب سے نکاح فرمایا اس وقت حضرت زینب کی عمر شریف تیس سال تھی۔ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں آئے ابھی دو تین ماہ گزرنے نہ پائے تھے کہ ماہ ربیع الثانی ۷ ہجری کو مدینہ طیبہ میں وصال فرما گئیں۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن فرمایا۔ حضرت اُم المومنین سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہی یہ اعزاز اور شرف نصیب ہو کہ نبی مکرم رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں راہی بقا ہوئیں جبکہ دیگر امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد وصال فرمایا۔

اُم المومنین حضرت سیّدہ میمونہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا

میری معزز اور قابل صد احترام بہنو!

بات بڑھتی ہی جا رہی ہے مگر یہ بہت اہم اور ضروری باتیں ہیں۔ یہ ان مقدس ماؤں کے حالات و پاکیزہ واقعات ہیں جن کے وسیلہ جلیلہ سے دنیا جہاں کی عورتوں کو اپنی حفاظت و صیانت اور حقوق نسواں حاصل ہوئے۔ انہی کی برکات سے عورتوں کو تہذیب و ترہیب، سنجیدگی اور سلیقہ شادی کا درس ملا اور عورت کو عورت ہونے کا احساس اجاگر ہوا ورنہ قبل از اسلام عورتوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ لہٰذا آج کی اس برکات و رحمات سے بھرپور محفل میں اُم المومنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مختصر سا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ درود شریف پڑھئے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

سیّدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت اُم المومنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گیارہویں زوجہ مطہرہ ہیں۔ ان کے بعد آپ نے تاحیات ظاہریہ کسی اور خاتون کو اپنے حبالہ نکاح میں نہ لیا۔ سیّدہ میمونہ نہایت متقیہ، عابدہ، شاکرہ، زاہدہ تھیں۔ گھریلو امور کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ احکام خدا و رسول پر بڑی سختی سے پابند تھیں۔ صلۂ رحمی

اور غریب پروری آپ کی خصوصیات میں شمار ہوتی ہیں۔

آپ کے والد کا نام حارث بن بحرین محرم بن بکر بن ہوازن ہے۔ حضرت میمونہ کا پہلے نام برّہ تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاں جب حاضر ہوئیں تو حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کا نام میمونہ تجویز فرمایا اور پھر اسی مبارک نام سے شہرت پائی۔ آپ کی والدہ کا نام ہند بنت عوف بن زہیر بن حارث ہے جو حمیر قبیلہ سے تھیں۔

حضرت میمونہ کے خاوند ابو رہم بن عبدالعزیٰ ۷ ہجری کو فوت ہو گئے تو آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے نکاح کے لئے کہا۔ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رضامندی کا اظہار کیا۔ چنانچہ بحالت احرام ماہ شوال ۷ ہجری کو سرف کے مقام پر آپ نے حضرت میمونہ سے پانچ صد درہم حق مہر پر نکاح فرمایا۔ حالانکہ حضرت میمونہ بلا حق مہر رضامندی کا عہد کر چکی تھیں چنانچہ یہ آیت کریمہ ان کی شان میں نازل ہوئی۔ **وامرأة مومنة و هبت نفسها للنبی ان ارادالنبی ان یستنکحها خالصة لك من دون المومنین** (الاحزاب ۲۲) اور وہ مومن عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کر دے اگر نبی اس سے نکاح کرنا چاہے تو یہ خالص (اجازت) صرف آپ کے لئے ہے۔ دوسرے مومنین کے لئے نہیں۔

یعنی کوئی ایماندار عورت اپنے آپ کو بغیر حق مہر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کے حاضر ہو تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کا مہر ادا کرنا ضروری نہیں۔ یہ حکم صرف اور صرف نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مختص ہے۔ عام مسلمانوں کے لئے بلا حق مہر نکاح جائز نہیں تاہم باوجود اس رخصت کے حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قاسم خزائن خداوندی، مختار کل ختم رسل، جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانچ سو درہم بطور حق مہر حضرت میمونہ کو ادا فرمائے۔

حضرت علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رقم طراز ہیں کہ جب حضرت عباس حضرت قتادہ، حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے

پیغام نکاح لیکر حضرت سیّدہ میمونہ کے ہاں پہنچے تو اس وقت اونٹ پر سوار تھیں۔ نکاح کی بشارت سنتے ہی بمسرت و شادمانی اونٹ سے نیچے آئیں اور فرمایا، یہ اونٹ بمع سازوسامان سبھی کچھ اللہ و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہے۔

وصال شریف

عجیب اتفاق کہ جہاں حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نکاح کا شرف نصیب ہوا تھا، اسی جگہ ''مقام سرف'' جو مکہ مکرمہ کے نزدیک ہے ۵۱ھ میں وصال فرما ہوئیں۔

اُم المومنین حضرت سیّدہ جویریہ بنت حارث

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

میری اسلامی بہنو! آج آپ کی خدمت میں امھات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے حالات زندگی کا خلاصہ پیش کیا جارہا ہے۔ اب میں چاہتی ہوں کہ اُم المومنین سیّدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیاری پیاری باتیں عرض کروں۔ ایک بار صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ بارگاہ رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور حاضر کریں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

ماشاء اللہ کیا خوب محبت والفت، ادب واحترام اور نیاز مندی کے ساتھ صلوٰۃ و سلام پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ دعا ہے مولیٰ تعالیٰ ہمارا سب بہنوں کا مل بیٹھنا قبول فرمائے اور ہماری ان مقدس ومطہرات ماؤں کے صدقے میں دین و دنیا اور آخرت کی کامیابیوں، کامرانیوں سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین

ہاں! سنئے حضرت سیّدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں چند ایمان افروز اور روح پرور باتیں جن سے ہمارے ایمان وایقان میں بے پناہ اضافہ ہوگا۔ حضرت جویریہ کا نام برّہ تھا۔ جب تاجدار مدینہ کا شانۂ اقدس کی زینت کا تمغہ نصیب ہوا تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کا نام جویریہ رکھ دیا۔ جو شہرت وعظمت کا باعث بنا۔

حضرت جویریہ کے والد ماجد کا نام حارث ہے۔ جو بنی مصطلق کا نامی گرامی سردار تھا۔ اس نے قریش مکہ کی انگیخت پر مدینہ طیبہ حملہ کا منصوبہ مرتب کیا۔ مگر مخبر صادق نبی

مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اطلاع پاتے ہی مقام وسیع پر جہاں یہ لوگ قیام پذیر تھے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قیادت فرماتے ہوئے حملہ کر دیا اور انہیں شکست فاش دی۔ بہت سے لوگ مرد وزن قیدی بنے اور بکثرت مال غنیمت حاصل ہوا۔ غنیمت کی تقسیم میں حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ثابت بن قیس ابن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آئیں۔

چونکہ حضرت سیّدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک نامی گرامی قبیلے کے سردار کی بیٹی تھی، انہیں کنیز بننا ناگوار گزرا تو حضرت ثابت سے مکاتبت کے بارے بات کی انہوں نے انیس اوقیہ سونے پر آزادی کا وعدہ کر لیا۔

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رحمت عالم نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا ''میں مصیبت زدہ ہوں اور چاہتی ہوں کہ براہ کرم آزادی میں میری مدد فرمایئے؟ چنانچہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کی درخواست کو شرف قبول سے نوازتے ہوئے زرمکاتبت ادا کر کے آزاد کرایا پھر آپ نے انہیں اپنے حبالۂ عقد میں لانے کی پیشکش فرمائی تو وہ راضی ہوگئیں پھر آپ نے نکاح فرما کر برّہ کی بجائے جویریہ سے موسوم کیا۔

جب حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ازواج مطہرات میں شمولیت کی سعادت عظمیٰ سے بہرہ مند ہوگئیں تو صحابہ کرام نے حرم نبوی میں داخل ہو جانے کے باعث قرابت کا لحاظ رکھتے ہوئے تمام قیدیوں کو رہا کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ ایثار دیکھتے ہوئے قبیلہ بنی مصطلق کے ایک سو سے زائد افراد زمرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ اس واقعہ کے پیش نظر حضرت اُم المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے حضرت جویریہ سے بڑھ کر کسی اور خاتون کو اپنے قبیلہ کے لئے باعث رحمت نہیں پایا۔

حضرت جویریہ کے والد داخل اسلام ہوتے ہیں

مورخین بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ماجد

حضرت حارث بن ابی ضرار بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی بیٹی کی اسیری کا علم ہوا تو اسے رہا کرانے کے لئے بہت سا مال و دولت اور متعدد اونٹ لئے۔ عازم مدینہ منورہ ہوئے۔ جب وادی عقیق پہنچے تو مدینہ طیبہ سے جانب مکہ مکرمہ تقریباً بیس کلومیٹر پر واقع ہے۔ دو نہایت عمدہ اور اعلیٰ قسم کے اونٹ وہاں چھپا دیئے اور باقی اونٹ اور مال و متاع لئے بارگاہ احمد مختار، حبیب پروردگار، مدینہ کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے۔ میری بیٹی آپ کے ہاں قیدی ہے براہ کرم آپ اسے رہا فرما دیجئے اور یہ اونٹ اور تمام مال و اسباب بطور فدیہ وصول فرمائیے۔

علوم غیبیہ کا مظاہرہ

عالم ماکان و مایکون حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حارث کی پیشکش سنتے ہی فرمایا۔تم دو اونٹوں کو تو مقام عقیق میں چھپا آئے ہو؟ حارث یہ غیبی خبر سنتے ہی حیران و ششدر رہ گیا، فوراً اس نے آپ کے قدم چومتے ہوئے بطیب خاطر اسلام قبول کر لیا اور جب اسے یہ خبر دی گئی کہ تمہاری بیٹی قید نہیں بلکہ ازواج مطہرات میں شمولیت کی سعادت حاصل کر چکی ہیں تو بے حد مسرور ہوئے اور نہایت خوشی خوشی اپنی بیٹی سے مل کر واپس اپنے گھر آ گئے۔

ابن سعد کا بیان ہے کہ حارث نے جب زر فدیہ ادا کر کے رہا کرا لیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنی بیٹی کا بصد خوشی و مسرت نکاح کر دیا۔

عبادت سے محبت و رغبت

میری قابل صد احترام بہنو!

امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن یوں تو تمام ہی عبادت و ریاضت میں بڑی مستعدی سے کام لیتی تھیں مگر حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عبادت سے مثالی محبت و رغبت تھی چنانچہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صبح کے وقت حضرت جویریہ کو مصروف عبادت پایا جب دو پہر کو آپ کا وہاں آنا ہوا تو پھر انہیں مصروف عبادت پایا۔ آپ نے دریافت فرمایا جویریہ؟ کیا تم ایسے ہی عبادت کرتی ہو۔عرض کیا جی ہاں!

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ کلمات بھی بطور وظیفہ پڑھ لیا کریں۔ تمہاری عبادت نفلی میں اضافہ کا باعث ہوں گے اور وزنی ہوں گے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضٰی نَفْسِہٖ وَزِیْنَۃِ عَرْشِہٖ وَ مِدَادَ کَلِمَاتِہٖ

لَكِ صَدَقَةٌ وَلِيْ هَدِيَّةٌ

ایک سرور عالم نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کھانے کے لئے کچھ طلب کیا تو انہوں نے کہا میری کنیز نے صدقے کا گوشت بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا لایئے۔ صدقہ تجھے دیا گیا ہے، میرے لئے یہ تمہاری طرف سے تحفہ ہوگا۔

دراصل اس طلب میں یہ حکمت تھی کہ صدقہ صرف اسی کے لئے ہے جسے دیا گیا۔ اب اس کی ملکیت میں آنے کے بعد وہ صدقہ نہ رہا اگر اپنی طرف سے اسی چیز کو آگے دینا چاہے تو وہ ہدیہ وتحفہ سمجھا جائے گا۔ صدقہ کی صورت میں جائز نہیں تھا جب صدقہ نے ہدیہ وتحفہ کی صورت اختیار کرلی تو وہ دوسرے کے لئے جائز ٹھہرے گا۔

حضرت اُم المومنین سیّدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال 65 سال کی عمر میں ہوا اور مدینہ منورہ کے مشہور قبرستان جنت البقیع میں آپ کا مدفن بنا۔ آپ سے متعدد احادیث مروی ہیں۔ راویوں میں حضرت ابن عباس ابن عمر اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایسے بلند مرتبت صحابہ کرام کے نام آتے ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

اُم المومنین حضرت سیّدہ صفیہ بنت حیی

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

میری اسلامی بہنو!

امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے احوال و واقعات نورانی سے تو تاریخ اسلام بھری پڑی مگر ہماری غفلت' سستی بلکہ جہالت اور لاعلمی نیز دینی معاملات سے دلچسپی نہ ہونے کے باعث ہمیں اپنی ان مقدس ماؤں کے نام تک یاد نہیں۔ خواتین اسلامیہ کی اسی روایتی کمزوری کو دور کرنے کی خاطر میں نے اپنی تقاریر کو امہات المؤمنین کے مختصر مختصر حالات بیان کرنے پر ہی اکتفاء کیا ہے۔ البتہ حضرت اُم المؤمنین سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت سیدہ عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حیاتِ مبارکہ پر قدرے تفصیلی گفتگو کی ہے۔

اب میری یہ تقریر اختتام کو پہنچ رہی ہے' لہٰذا اس وقت آپ کی خدمت میں حضرت اُم المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں نذرانہ عقیدت و محبت پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔ آپ بھی مل کر درود و سلام پڑھیے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

خاندان اور اصلی نام

حضرت اُم المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت کلیم اللہ موسیٰ علیہ السلام کے بھائی اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کے

والد کا نام حیی بن اخطب بن شعبۂ ہے۔ جبکہ آپ کی والدہ کا نام برّہ یا ضرّہ تھا۔
حضرت صفیہ کا اصلی نام جو والدین نے رکھا وہ زینب ہے۔ جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حبالۂ عقد میں آئیں تو آپ نے صفیہ کے نام سے موسوم فرمایا۔

میرا خیال ہے کیونکہ امہات المؤمنین میں دو کا نام پہلے بھی زینب تھا یعنی حضرت اُم المؤمنین زینب بنت خزیمہ اور اُم المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ بناءً علیہ انہیں زینب کی بجائے صفیہ کے نام سے عزت بخشی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضور پُرنور سے نکاح

غزوۂ خیبر کے بہت سے مرد و زن قیدیوں میں حضرت صفیہ بھی تھیں۔ صحابہ کرام نے بالاتفاق حضرت صفیہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مالِ غنیمت میں مختص فرمایا۔ چونکہ آپ رئیس زادی تھیں۔ علاوہ ازیں حسن و جمال میں بھی یکتا تھیں۔ نیز حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہونے کے باعث مناسب یہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے لیے خاص فرمائیں۔ چنانچہ جب آپ کی خدمت میں انہیں لایا گیا تو آپ نے فرمایا' انہیں خیمہ میں لے جائیں۔ بعدہٗ آپ خیمہ میں تشریف لے گئے تو حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے کھڑی ہوگئیں' اور وہ بستر جو وہاں طے شدہ موجود تھا' اسے کھولا اور حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بچھا دیا' آپ اس پر جلوہ فرما ہوئے جبکہ حضرت صفیہ احتراماً زمین پر بیٹھ گئیں۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: صفیہ! تیرے باپ نے میرے ساتھ ہمیشہ دشمنی اور عداوت کو اپنائے رکھا۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے وہ عہد پورا کر دیا' آپ عرض گزار ہوئیں حق تعالیٰ بندے کے گناہ کے باعث دوسرے کو تو نہیں پکڑتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار دیا' چاہے تو آزاد ہو کر اپنی قوم کے پاس چلی جاؤ چاہے اسلام قبول کر کے نبی کے نکاح میں آجاؤ۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت زیرک' دانشور عاقلہ کاملہ تھیں۔ عرض گزار

ہوئیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں آپ کی تصدیق تو آپ کے اس فرمان سے قبل ہی کر چکی ہوں اور اب جبکہ بارگاہِ رسالت مآب میں حاضری کا شرف نصیب ہو چکا ہے تو مجھے کفر و اسلام کے درمیان اختیار دیا جا رہا ہے تو قسم بخدا! مجھے آزادی اور اپنی قوم میں چلے جانے سے زیادہ محبوب اللہ اور اس کے رسول ہیں۔

حضرت صفیہ کا خواب

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ سیدہ صفیہ نے فتح خیبر سے پہلے خواب دیکھا کہ چودھویں رات کا چاند ان کی آغوش میں آ گیا ہے۔ جب اس نے خواب اپنے خاوند کو سنایا تو اس نے کہا شاید تیری خواہش ہے کہ بادشاہ کی بیوی بنوں۔ جو ہمارے میدان میں فروکش ہے اور ساتھ ہی ایک زوردار طمانچہ حضرت صفیہ کے رخسار پر مارا کہ آنکھ نیلی پڑ گئی۔ جب آپ بارگاہِ رسالت مآب میں آئیں تو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ چوٹ کیسے لگی تو حضرت صفیہ نے تمام ماجرا کہہ سنایا۔

احترام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کریم نے جب مدینہ طیبہ کی طرف مراجعت فرمائی تو آپ کی خدمت میں سواری لائی گئی۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے راحلہ پر پاؤں رکھ کر فرمایا: صفیہ تم میری ران پر پاؤں رکھ کر بآسانی سوار ہو جاؤ مگر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ کی ران پر پاؤں نہ رکھے' چنانچہ جب آپ سوار ہوئیں تو حضور کے پیچھے پردے میں بیٹھ گئیں۔

حضرت صفیہ اور حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کا مکالمہ

میری پیاری بہنو!

یہ فطری تقاضا ہے کہ عورتیں کسی نہ کسی انداز میں اپنی بڑائی کا اظہار کر دیتی ہیں۔ اُمہات المؤمنین میں بھی یہ فطرت موجود تھی چنانچہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ

کے پاس تشریف لائے تو عرض کیا۔ مجھے حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف سے ایکب ات پہنچی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:
كَيْفَ تَكُوْنَانِ خَيْرًا مِّنِّيْ وَ زَوْجِيْ مُحَمَّدٌ وَ اَبِيْ هَارُوْنَ وَ عَمِّيْ مُوْسٰى. تم دونوں مجھ سے کیسے بہتر ہو سکتی ہو' میرے شوہر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے باپ حضرت ہارون اور چچا حضرت موسیٰ علیہما السلام ہیں۔ اسی طرح کی ایک اور بھی روایت پائی جاتی ہے مگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیگر امہات المؤمنین کی طرح ہمیشہ راحت و آرام سے رکھا۔

وصال مبارک

حضرت اُم المؤمنین صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ماہِ رمضان المبارک پچاس ہجری کو وصال فرمایا۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ اس وقت آپ کی عمر ساٹھ سال تھی۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفاقت میں (حیات ظاہریہ) تقریباً ساڑھے تین سال گزارنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ان تمام مقدس ماؤں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری عاقبت بخیر ہو۔ آمین ثم آمین۔

چھٹی تقریر

شہزادیٔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اما بعد! فاعوذ باللہ من الشطن الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ

(پ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۵۹)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

مکرمات ومعظمات خواتین اسلامیہ!

آج میری تقریر کا عنوان ہے شہزادی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکیزہ زندگی کے اہم واقعات اور ان کی شان وعظمت کو بیان کرنا ہے خیال رہے کہ حضرت زینب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادیوں میں

سب سے بڑی لختِ جگر نورِ نظر اور پیاری بیٹی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم المومنین حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پچیس برس کی عمر میں نکاح فرمایا جب کہ اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک چالیس سال تھی۔ آپ مکہ مکرمہ میں طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں تجارت میں بڑی مقبول اور ماہر تھیں۔ تجربہ کار خادم و ملازم اور ماہرین تجارت کے ذریعہ دور دراز ملکوں خصوصاً یمن اور شام تک آپ کے ایجنٹ مال تجارت لاتے لے جاتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کا ایک ایک لمحہ آپ کے سامنے تھا، اپنے چچا ابوطالب اور اپنے رفیق و صدیق حضرت سیّدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تجارتی سفر کا تجربہ رکھتے تھے۔

حضرت اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی تجارت کو مزید وسعت دینے کیلئے آپ سے بھی رابطہ کیا اور اپنے غلام فہیرہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تجارت کے لئے روانہ کر دیا۔ حضرت اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ کے اس تجارتی مشن میں پہلے سے بہت زیادہ منافع حاصل ہوا اور آپ کے سفری واقعات جوان کے غلام فہیرہ نے سنائے تھے بڑی دلجمعی اور دلچسپی سے سماعت فرمائے اور آپ کی امانت و دیانت جس کا پہلے ہی بڑا شہرہ تھا۔ از خود تجربہ کر کے بے حد متاثر ہوئیں اور آپ کو پیغام نکاح دیا جسے سرکار دو عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبولیت کے شرف سے نوازا اور آخر کار اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رحمۃ للعالمین سیّد المرسلین، جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ محترمہ اور اولین اُم المومنین بننے کی سعادت ابدی حاصل ہوئی۔ آپ کے تفصیلی حالات اسی کتاب کی تقریر نمبر میں ملاحظہ فرمائیے۔

میری قابل صد احترام بہنو!

میں نے جس آیت کریمہ کو آپ کے سامنے پڑھنے کی سعادت حاصل کی ہے ایک بار پھر سماعت فرمائیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ

اس کا ترجمہ سنیئے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے نبی مکرم! آپ حکم فرمایئے اپنی ازواج مطہرات کو' اپنی بیٹیوں اور تمام ایمانداروں کی عورتوں کو (جب بھی وہ باہر نکلیں تو) اپنی چادروں سے باپردہ باہر نکلیں

میری پیار بہنو! اس آیت میں ازواج مطہرات' امھات المومنین حضور کی بیٹیوں مومنات اور مومنین کی عورتوں کو پردے کا حکم دیا مگر میں پردے کے عنوان سے الگ تقریر پیش کرونگی یہاں پر صرف کلمہ "بَنَاتِكَ" پر کچھ عرض کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل و مناقب پیش کرنے کی سعادت حاصل کرونگی انشاء اللہ العزیز۔

عربی میں بنت ایک بیٹی' بنتان دو بیٹیاں اور بنات دو سے زیادہ بیٹیاں یعنی بنت واحد بنتان ثنیہ اور بنات جمع ہے۔ اس قرآنی اعلان اور خدائی فرمان سے بالکل صاف صاف پتہ چل رہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں چار ہیں جو صرف ایک بتاتے ہیں وہ خدا و رسول اور کلام خدا پر ایمان نہیں رکھتے۔ حالانکہ قرآن کریم کا ایک ایک کلمہ' ایک ایک جملہ' ایک ایک آیت' ایک ایک حرف' ایک ایک نقطہ' بلکہ کسی زبر' زیر' پیش' شد' مد' سکون جزم یا حرکت کا انکار کرنا اپنے ایمان کا جنازہ نکالنا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں مردوں' عورتوں سبھی مومنات' مومنین کو پورا پورا ایمان رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

لہٰذا اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ سیّد عالم نور مجسم' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت اُم المومنین خدیجہ الکبریٰ سے چار صاحبزادیاں عطا فرمائیں جن کے بابرکت نام یہ ہیں۔

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ وہ حقیقت ہے جس کا کوئی عقلمند اور صاحب علم انکار نہیں کر سکتا تفاسیر اور سیرت کی کتابوں، اور احادیث و تواریخ میں واضح طور پر مرقوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے ہیں۔

کتب شعبہ میں سے بھی یہی ثابت ہے مجھے مناظرے سے کوئی سروکار نہیں اور نہ ہی ہمیں خواتین کو مناظرانہ طرز تکلم اختیار کرنا چاہئے۔ تاہم ائمہ شیعہ نے بھی نہایت واضح طور پر لکھا ہے'' جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا تو آپ کی عمر مبارک پچیس سال تھی اور حضرت خدیجہ کے بطن اطہر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ اولاد پیدا ہوئی۔ بعثت سے پہلے (یعنی اعلان نبوت سے قبل) قاسم، رقیہ، زینب اور ام کلثوم اور اعلان نبوت یعنی بعثت کے بعد طیب و طاہر اور فاطمہ علیہم السلام پیدا ہوئیں۔

(اصول کافی جلد اوّل صفحہ ۴۳۹ مطبوعہ تہران)

اہل شیعہ کی دوسری کتاب حیات القلوب میں ان کے امام علامہ مجلسی لکھتے ہیں۔

قریب الاسناد میں معتبر سند میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ اولاد پیدا ہوئیں۔ طاہر، قاسم، فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ، زینب۔

(حیات القلوب صفحہ ۸۶۳)

نیز حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا بنات! نبی کریم رسول عظیم صلی اللہ علیہ وسلم متعدد بیٹیوں کے باپ ہیں۔ (فروع کافی باب فضل البنات جلد دوم صفحہ ۸۶ تہران)

بہر حال ان دو حوالوں پر اکتفاء کیا جاتا ہے جسے تفصیل مطلوب ہو وہ حضرت مولانا سیّد خضر حسین شاہ کا چشتی سیالوی خطیب اعظم منڈی بہاؤ الدین کی مشہور و معروف مستند کتاب آل رسول حصہ اول و دوم ملاحظہ فرمائے۔

سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چاروں بیٹیوں سے بے حد پیار فرماتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی نسبت سے چاروں شہزادیاں اعلیٰ و ممتاز مقام رکھتی ہیں۔ ان چاروں میں سب سے بڑی شہزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہونے کے باعث بے حد ستایا گیا۔ ان کی تکالیف کا تذکرہ کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں نمناک ہو جاتی تھیں۔ چنانچہ بیہقی دلائل نبوت میں رقمطراز ہیں:

قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھی خیر بناتی اصیبت فیّ وھی افضل بناتی اصیبت فیّ

زینب میری وہ بیٹی ہے جسے میری وجہ سے ستایا گیا' یہ میری افضل بیٹی ہے جسے میری وجہ سے دکھ پہنچائے گئے۔

پہلا نمبر

گرامی قدر خواتین: یہ بات تو بہت مشہور ہے کہ جواں مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ عورتوں میں سب سے پہلے اسلام کا شرف پانے والی حضرت اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بچوں میں یہ سعادت اول حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ آئی اور غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔

مگر بچیوں میں پہلا نمبر کسے نصیب ہوا اسے شہرت نہیں دی گئی حالانکہ اہل سنت کی کتابوں میں اس کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ لہٰذا آج کی اس بابرکت محفل میں یہ بات اچھی طرح اپنے دل و دماغ میں نقش کر لیں اور آگے پھیلائیں کہ بچیوں میں سب سے پہلے اسلام و ایمان کی دولت لازوال سے جو بچی بہرہ مند ہوئی وہ حضرت سیّدہ زینب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس شرف سے حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم حضور کی حقیقی بیٹیاں سرفراز ہوئیں۔ البتہ حضرت سیّدۃ النساء خاتون

جنت شہزادی کونین فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اعلان نبوت و رسالت کے بعد آنکھ کھولی گویا کہ سیّدہ فاطمہ کی ولادت باسعادت نبوت و رسالت کی گود میں ہوئی۔

بہرحال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اعلان رسالت و نبوت فرمایا تو آپ کی شہزادیوں نے بھی ایمان و اسلام کی دولت کو اپنے دامن میں سمیٹا چنانچہ یہ روایت سماعت فرمایئے۔فلما اکرم اللہ نَبِیّٖہ صلی اللہ علیہ وسلم بنبوتہ امنت خدیجۃ و بناتہ. جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعزاز نبوت سے مشرف ہوئے تو حضرت خدیجہ اور آپ کی بیٹیوں نے ایمان کی دولت حاصل کی۔اس طرح بچیوں میں سب سے پہلے ایمان لانے کی سعادت حاصل ہوگئی۔ پس ان کلمات کو پھر سماعت فرمایئے اور زبان سے دوہرایئے کہ ایمان لانے میں پہلے صدیق اکبرؓ عورتوں میں اول حضرت اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا' بچوں میں حضرت علی المرتضیٰؓ بچیوں میں حضرت زینبؓ حضرت ام کلثومؓ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور غلاموں میں پہلا نمبر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔

عملی زندگی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اعلان نبوت فرمایا اس سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت ابوالعاص بن ربیع بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی سے ہو چکا تھا۔حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حقیقی بہن ہالہ بنت خویلد کے فرزند تھے۔جو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خالہ زاد تھے۔

حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر حضرت ابوالعاص نہایت شریف امین اور صاحب مال و جاہ تھے۔ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو اپنی خالہ حضرت اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں ضرور حاضر ہوتے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خواہش تھی کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح اپنے بھانجے

ابوالعاص سے کر دیا جائے۔ چنانچہ اپنے اس نیک مقصد کو ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش کیا تو آپ نے ہاں میں ہاں ملائی اور پھر ایک دن حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا گیا۔ حضرت ابوالعاص اپنی کنیت سے ہی مشہور ہوئے حالانکہ آپ کا نام قاسم اور یاسر بتاتے ہیں بعض نے لفیظ اور مقسم بھی کہا ہے۔ تاہم آپ کی کنیت بطور علم ہی مشہور و معروف ہے۔

مشرکین کی غلط سوچ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مشرکین مکہ کو بتوں کی پرستش سے منع کیا اور اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کا حکم سنایا نیز اپنی رسالت ونبوت کا اعلان کیا تو یک لخت ہوا بدل گئی جو لوگ آپ کو صادق الوعد والامین کے القاب سے پکارا کرتے تھے وہ اعلان حق وصداقت کو ہضم نہ کر پائے اور آپ کے جانی دشمن بن گئے۔ آپ کو ہر قسم کی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ حتیٰ کہ انہوں نے دشمنی کی انتہا کرتے ہوئے۔ حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ورغلانے کی بے حد کوشش کی کہ کسی طرح حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی شہزادی کو ذہنی آزمائش سے دوچار کریں۔

آپ کے انکار پر وہ حضرت ابوالعاص پر دباؤ بڑھانے لگے مگر آپ نے ان کی ایک نہ سنی اور نہایت سختی سے ان کی باتوں کو مسترد کرتے ہوئے اعلان فرمایا کہ میں کسی بھی قسم کا دباؤ قبول نہیں کرونگا اور کسی بھی صورت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادی اور اپنی زوجہ محترمہ حضرت زینب کو طلاق نہیں دونگا اس طرح واضح اور دوٹوک فیصلے سے تاریخ میں آپ کا نام زندہ وجاوید ہو گیا۔

شرارت ناکام

حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طلاق کے معاملہ میں قریش مکہ کی شرارت کو ناکام بنا دیا تو سیّد عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ

وسلم نے آپ کی دامادی کو شرف تحسین سے نوازا اور موصوف کی یہی ادا ان کے ایمان کا باعث ثابت ہوئی۔ حالانکہ کفار مکہ نے حضرت ابوالعاص کو بڑی تحریص دلائی کہ تم شہزادیٔ مصطفےٰ کو طلاق دے دو اور قریش سے جو لڑکی پسند آئے اسے تمہارے نکاح میں دے دیتے ہیں۔ مگر آپ نے اعلان فرمایا واللہ! میں حضرت زینب کے عوض کسی بھی عورت کو اپنے نکاح میں نہیں لا سکتا لوگو! سن لو میں دختر مصطفےٰ کو کسی بھی صورت اپنے سے جدا نہیں کرونگا۔

خیال رہے کہ یہ نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان رسالت سے قبل ہوا تھا اس وقت کافر و مومن میاں بیوی کے بارے میں تفریق کا کوئی حکم نافذ نہیں ہوا تھا۔ اس لئے حضرت ابوالعاص اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مابین بھی تفریق نہ کرائی۔ بہر حال شارع علیہ السلام کا ہر عمل عین شرع ہے اس سلسلہ میں امتیوں کو کسی بھی قسم کی بات کرنے کا کوئی حق نہیں سوا اس کے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کریں اسے تسلیم کیا جائے۔ اپنی عقل، سوچ، فکر و دانش کو درمیاں میں نہیں لانا چاہئے بلکہ قبول کرنے میں ہی ایمان سلامت ہے۔ اور بقول حضرت مولانا رومی علیہ الرحمۃ:

عقل قرباں کن بہ پیش مصطفےٰ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے عقل کو بھی قربان کر دیں یہی ایمان اور اسلام ہے۔

غزوۂ بدر اور حضرت ابوالعاص

غزوۂ بدر میں قریشی اپنے ساتھ حضرت ابوالعاص بن ربیع کو بھی لائے تھے۔ حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس سلسلہ میں بے حد پریشانی لاحق ہوئی ایک طرف اپنے شوہر اور بچوں کا خیال اور دوسری طرف اپنے والد ماجد رحمۃ للعالمین جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور۔

غم والم کے اس دوراہے میں تھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صاحبہ حضرت عاتکہ بنت حضرت عبدالمطلب جو حضرت زبیر بن امیہ مخزومی کی والدہ تھیں، آپ

کے پاس آئیں اور کہنے لگیں۔

بیٹی زینب! کیا تو نے یہ عجیب خبر سنی ہے؟ کہ تیرے والد ماجد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود مختصر سے لشکر قریش پر عظیم الشان فتح حاصل کی ہے۔ حضرت زینب نے جیسے ہی یہ خبر سنی والہانہ انداز اور فرحت وسرور سے مسرور پکار اٹھیں وافرحتا!

اور یہ کہتے ہی اپنے بچوں علی اور امامہ سے لپٹ کر بے اختیار رونے لگیں اور روتے روتے دریافت کیا میرے خاوند اوران بچوں کے باپ کی کیا کیفیت ہے؟

حضرت عاتکہ نے خبر دی وہ تو قیدی بنا لئے گئے ہیں اور وہ اپنے سسر کریم کے قیدی ہیں۔

میری پیاری بہنو! ذرا تصور تو کریں جس خاتون کا خاوند قیدی ہو جائے اس کا اور اس کے بچوں کیا حال ہوگا۔ تاہم خوب غور سے سنو! جب غزوۂ بدر کے قیدی مدینہ منورہ لائے گئے تو یہ فیصلہ ہوا کہ اسیران بدر سے فدیہ لے کرانہیں رہا کر دیا جائے۔

حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی قیدیوں میں شامل تھے ان کے پاس فدیہ کیلئے کوئی بھی چیز نہ تھی انہوں نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رقم بھیجنے کیلئے پیغام پہنچایا۔ چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر نامدار ابوالعاص کے فدیہ میں وہ ہار بھیج دیا جسے حضرت اُم المومنین سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہانے بوقت نکاح اپنی پیاری بیٹی کو بطور جہیز دیا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو مبارک

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے اپنے شوہر نامدار حضرت ابوالعاص کی رہائی کیلئے بطور فدیہ وہ ہار پیش کیا گیا تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پرانی یادیں تازہ ہوگئیں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمات یاد آنے لگیں آپ کی مبارک آنکھوں سے آنسو بہنے لگے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر غیرت وحیا سے جھک گئے۔ حضور پُرنور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا:

اگر آپ لوگ رضا مند ہوں تو میں اپنی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ماں کی یادگار واپس لوٹاتے ہوئے حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رہا کر دیتا ہوں۔ تمام صحابہ کرنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے ابوالعاص کو بلا فدیہ رہا کر دینے پر رضا مندی کا اظہار کر دیا مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوالعاص! تجھے رہا کر رہا ہوں۔ البتہ تجھے مکہ مکرمہ پہنچتے ہی میری لخت جگر نور نظر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو میرے پاس مدینہ طیبہ بھیج دو!

میری اسلامی بہنو! اس مقام پر شاعر پاکستان حفیظ جالندھری مرحوم نے شاہنامہ اسلام میں جو منظر کشی کی ہے سماعت فرمایئے۔

حضرت ابوالعاص کا فدیہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رقت

ابو العاص ایک بہادر مرد میدانِ بسالت تھے
خدیجہ کے بھتیجے اور داماد رسالت تھے

مگر بعثت سے پہلے اذن لے کر اپنے شوہر کا
خدیجہ نے کیا تھا عقد ان سے ایک دختر کا

ابوالعاص آج تک کافر تھے ایمان نہ لائے تھے
شریک کفر ہو کر بدر میں لڑنے کو آئے تھے

یہ دختر حضرت زینب تھیں مکے ہی میں رہتی تھیں
نہایت صبر سے غم باپ کی فرقت کا سہتی تھیں

نتیجہ مل گیا باطل کو جب شمشیر گیری کا
ہوا غم باوفا بی بی کو شوہر کی اسیری کا

ملا تھا قیمتی اک ہار ان کو تحفۂ شادی
اسی کو بھیج کر چاہی گئی شوہر کی آزادی

نظر آیا جونہی یہ ہار دل حضرت کا بھر آیا
سمٹ کر ابر گوہر بار پلکوں پر اتر آیا

خدیجہ طاہرہ کا ہار مرحومہ رفیقہ کا
رسالت کی انیسہ اور امت کی شفیقہ کا
خدیجہ طاہرہ اس قلب میں آباد تھیں اب تک
محبت اور نیکی اور خدمت یاد تھی اب تک
کہا بیٹی نے ماں کی یادگار ارسال کر دی ہے
یہ دولت بہر شوہر آج استعمال کر دی ہے
مناسب ہو تو لوٹا دو یہ پیاری یادگار اس کو
کہ بہر یا دمادر بس غنیمت ہے یہ ہار اس کو
کیا اظہار شان درد مندی درد مندوں نے
رہا فرما دیا ابوالعاص کو اللہ کے بندوں نے
مدینے میں بلا لینا جو تھا درکار زینب کا
انہیں رخصت کیا عزت سے دے کر ہار زینب کا
یہ رشتہ توڑ دینا مرضی ہادی دوراں تھی
ابھی ابوالعاص تھے کافر مگر زینب مسلماں تھی
یہ شادی ہو چکی تھی پیشتر تنزیل قرآں سے
نہ ہوتا عقد ورنہ مسلمہ کا نا مسلماں سے
لیا زینب کے حق میں پیکر اخلاص نے وعدہ
تو ان کو بھیج دینے کا کیا ابوالعاص نے وعدہ
دلائی مسلمہ کو مخلصی یوں شان داور نے
یہ وعدہ جا کے پورا کر دیا مرد دلاور نے
مسلماں ہو گئے ابوالعاص بھی بعد ایک مدت کے
خدا کی راہ پر لائے انہیں احسان نبوت کے

میری پیاری بہنو!

یہ کتنا نازک وقت تھا نبی کریم کی شہزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر کی رہائی کیلئے والدہ ماجدہ کے دیئے ہوئے ہار کی بھی کوئی پرواہ نہیں القصہ' حضرت ابوالعاص رہائی کے بعد مکہ مکرمہ پہنچتے ہی اپنے اقراری وعدے پر عمل کرتے ہوئے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدینہ طیبہ جانے کی اجازت دی' حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ لینے آئے۔ حضرت ابوالعاص کے بھائی کنانہ بن ربیع نے حضرت زینب کو اونٹنی پر بٹھایا اپنی کمان کندے پر لٹکائی اور مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف چل دیئے قریش کو خبر ہوئی انہوں نے تعاقب کیا اور مقام ذی طویٰ پر گھیر لیا کنانہ نے تیر کمان سے جوڑا اور چلائے جس کسی نے پاس آنے کی جرأت کی اس کی خیر نہیں۔ مگر دشمنوں کے خوف سے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سہم گئیں۔ حاملہ تھیں' اسقاط حمل ہو گیا۔ ابوسفیاں بن حرب نے کنانہ سے کہا ہمیں اس خاتون کو روکنے سے کچھ حاصل نہ ہو گا مگر یہ تمہاری غلطی ہے کہ دن دیہاڑے علانیہ لے چلے اگر ہم یوں نکل جانے دیں تو لوگ کہیں گے، اہل مکہ شکست کھا کر اس قدر ذلیل وضعیف ہو چکے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ان کے سامنے روز روشن میں مدینے چلی گئی اور کسی کو روکنے کی جرأت تک نہ ہوئی۔ کنانہ یہ سنتے ہی واپس پلٹے اور رات کے وقت حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شہزادی رسول کو مدینہ پاک کی طرف روانہ کر دیا۔

خواتین اسلامہ! حضرت ابوالعاص بہت بڑے تاجر تھے غزوۂ بدر کے بعد رہائی پا کر بڑے ساز و سامان کے ساتھ شام کی تجارت کو نکلے واپسی پر مسلمان فدائی دستوں نے انہیں مع مال واسباب گرفتار کر لیا اور تمام مال ومتاع آپس میں تقسیم کر لیا کسی طرح ابوالعاص ان کی گرفت سے نکلے اور چھپتے چھپاتے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس مدینہ طیبہ جا پہنچے انہوں نے پناہ دی۔

سیّد عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر پڑھا رہے تھے کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پردے کے پیچھے سے پکارا لوگو! ابوالعاص آئے ہیں میں نے پناہ دے دی ہے۔

یہ سنتے ہی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ! مجھے اس کی خبر نہیں ہے اگرچہ ہر شخص اپنے قریبی کو پناہ دینے کا مجاز ہے مگر اے زینب یاد رکھو! اب تم ابوالعاص پر حلال نہیں ہو۔ پھر آپ ان صحابہ کرام سے مخاطب ہوئے جن سے نظریں بچا کر حضرت ابوالعاص مدینہ پہنچے تھے مناسب ہے کہ تم لوگ ابوالعاص کا مال و متاع انہیں واپس لوٹا دو تاہم میں تمہیں مجبور نہیں کرتا کیونکہ وہ تو مالِ غنیمت ہے جو تمہارا حق ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی کیلئے حضرت ابوالعاص کا تمام مال واسباب بخوشی واپس کر دیا اور وہ بغیر کسی نقصان کے مکہ مکرمہ چلے آئے۔

مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لطف و کرم نے ان کے دل کی تاریکیاں دور کر دیں تھیں۔ مکہ مکرمہ میں جو جو چیز کسی کی حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس موجود تھی ایک ایک کو واپس کر دی تو اعلانیہ کہا اشھدان لا الہ الا اللہ و اشھدان محمداً عبدہ و رسولہ. اور فرمایا خدا کی قسم مدینہ منورہ میں میں نے اسلام اس بنا پر قبول نہ کیا کہ تم لوگ کہو گے وہ ہمارا مال کھانے کی نیت سے مسلمان ہو گیا تھا اب میں تمہاری سبھی امانتیں تمہارے سپرد کر چکا ہوں اور برملا اسلام قبول کرتا ہوں یہ فرمایا اور مدینہ پاک کی راہ لی۔

حضرت زینب نگاہ رسول میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکہ مکرمہ چھوڑنے اور مدینہ طیبہ آنے کی بابت جن تکالیف سے دوچار ہوئیں اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ھی خیر بناتی اصیبت فی وھی افضل بناتی اصیبت فیّ.

(دلائل النبوت امام بیہقی ج ۳)

زینب میری بہترین بیٹی ہے جسے میری وجہ سے ستایا گیا اور میری پرواہ افضل بیٹی ہے جسے میری وجہ سے دکھ سہنے پڑے۔ بیٹی تو بیٹی ہوتی ہے مگر جب نسبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق نظر آئے تو کائنات کی تمام بیٹیوں سے ان کی عظمت وشان، مراتب و

منازل برتر ہوتے ہیں۔

اولاد امجاد شہزادی رسول کریم

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دو بیٹے اور ایک بیٹی عطا فرمائی ایک فرزند تو جلد ہی وصال فرما گئے جب دوسرے فرزند نام ''علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور بیٹی کا نام امامہ ہے۔ جب حضرت زینب کا پہلا فرزند فوت ہونے لگا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی آپ نے فرمایا: **للہ ما اعطی و اللہ ما اخذ.** اللہ ہی عطا فرماتا ہے اور وہی واپس لے جاتا ہے۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جاں بلب پیارے نواسے کو اپنی گود میں لیا **ونفسہ تتقعقع**' اس کی آخری سانس تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کی اس حالت پر آنسو بہہ نکلے، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی آنسو بہا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا! ہاں یہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھ دی ہے۔

فانما یرحم اللہ من عبادہ الرحماء (مشکوۃ شریف)

میری قابل صدر احترام بہنو! غور کرو' خواتین کو رحم دلی قدرے مردوں سے زیادہ ہی نصیب ہوئی ہے' یہ بات بات پر رونا شروع ہو جاتی ہیں ہم نے بارہا مرتبہ دیکھا ہے۔ خوشی خوشی باتیں کر رہی ہیں کہ کسی بات پر اچانک منہ بسورانا شروع کر دیا۔ ہائے وائے کرتے ہوئے آنسو بہانے لگیں مگر خیال رہے۔

بے اختیار آنسو اور ہوتے ہیں
با اختیار آنسو اور ہوتے ہیں
دل کے آنسو اور ہوتے ہیں
مل کے آنسو اور ہوتے ہیں

یہ تو رونے والی کی حالت سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ دل سے رو رہی ہیں یا فیس ہضم کرنے کا رونا ہے۔ یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی روتے آئے تھے۔

مگر حضرت یعقوب علیہ السلام کے آنسو اور تھے اور برادران یوسف کے آنسو اور تھے۔

معلوم ہوا کچھ آنسو محبوب ہوتے ہیں اور کچھ آنسو مردود ہوتے ہیں۔

پڑھیے درود شریف:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

ہاں تو میں عرض کر رہی تھی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے اور ایک بیٹی عطا فرمائے۔ ایک بیٹا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود مبارک میں اللہ کو پیارا ہو گیا دوسرے بیٹے جن کا نام علی ہے جو علی سبط رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے مشہور ہوئے انہیں ان کے والد ماجد داماد رسول کریم حضرت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رضاعت کیلئے ایک قبیلہ میں دے رکھا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد از ایام رضاعت اپنے ہاں مدینہ طیبہ بلا لیا اور از خود ان کی تربیت و پرورش فرماتے رہے یہاں تک کہ فتح مکہ کے دن یہی شہزادہ علی سبط رسول اپنے نانا جان رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی پر آپ کے پیچھے سوار تھے چودہ پندرہ سال کی عمر میں وصال فرما گئے۔

امامہ بنت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سید عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو امامہ بنت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بہت محبت تھی جس طرح حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے مبارک کندھوں پر سوار فرمایا کرتے تھے ایسے ہی اپنی پیاری نواسی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے مبارک کندوں پر بٹھایا کرتے اور انتہائی شفقت کا اظہار فرماتے چنانچہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے کہ اسی اثناء میں آپ کی نواسی حضرت امامہ بنت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوڑتی ہوئی آئی اور سجدے کے دوران آپ کی پشت مبارک پر بیٹھ گئی بعض اوقات آپ نماز پڑھانے کیلئے

تشریف لاتے تو حضرت امامہ کو گود میں لئے برآمد ہوتے۔ فاذا سجد وضعا و اذا قام حملھا جب آپ سجدہ کرتے تو بٹھا دیتے اور جب کھڑے ہونے لگتے تو اٹھا لیا کرتے تھے۔ (بخاری شریف)

حضرت علامہ سیّد مومن شبلنجی علیہ الرحمتہ سے یوں منقول ہے۔ فاذا رکع وضعھا و اذا رفع راسہ من السجود اعادھا (نور الابصار)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع فرماتے تو حضرت امامہ کو اتار دیتے اور جب سجدے سے سر اقدس اٹھاتے تو انہیں پھر اٹھا لیا کرتے۔

انعام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت اُم المومنین، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک بیش قیمت ہار پیش کیا گیا اس وقت امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے پاس موجود تھیں اور حضرت امامہ بنت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا صحن میں کھیل رہی تھی۔ آپ نے امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا بتایئے یہ ہار کیسا ہے۔ سبھی نے عرض کیا نہایت عمدہ اور پیارا ہار ہے ایسا تو ہم نے آج تک نہ دیکھا آپ نے ہار ہاتھ میں لیا اور فرمایا: لا دفعنھا الی احب اھلی الیّ. یہ ہار میں اسے دونگا جو میرے اہل بیت میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور یہ کہتے ہوئے آپ نے وہ قیمتی ہار اپنی ننھی منی پیاری نواسی حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عطا فرما دیا۔ (اسد الغابہ ج صفحہ ۰ الاصحابہ جلد ۲)

وصال حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

شہزادی رسول حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جو دوران ہجرت زخم لگا تھا وہ تازہ ہو گیا بیماری شدت اختیار کر گئی چنانچہ آپ نے مدینہ طیبہ میں آٹھ ہجری کو وصال فرمایا۔ آپ کے وصال پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پیاری حقیقی بہنوں کو بے حد صدمہ پہنچا۔ حضرت ام کلثوم اور حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو آپ کی حقیقی بہنیں ہیں بے حد غمگین ہوئیں۔ خیال رہے آپ کی حقیقی بہن حضرت رقیہ زوجہ حضرت

عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوم بدر دو ہجری کو مدینہ طیبہ میں وصال فرما گئی تھیں۔
ان کے بعد تین بہنیں حضرت زینب، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا موجود تھیں جن میں سے حضرت زینب بھی داعی اجل کو لبیک کہہ گئی اُن کے وصال پر مدینہ طیبہ کی تمام عورتیں جمع ہوئیں اور شدت جذبات سے آنسو بہانے لگیں۔

حضرت سیدنا عمر ابن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہزادی رسول حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کی خبر سن کر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے، دیکھا عورتیں رو رہی ہیں انہوں نے منع کرنے کی کوشش کی تو سیّد عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر سختی نہ کریں ٹھہریں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابیات خواتین سے فرمایا غلط قسم کی آواز نکالنے سے پرہیز کرو اور جو آنسو آنکھوں سے بہتے ہیں اور دل غمگین ہوتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت اور جو کچھ ہاتھ اور زبان سے ہوتا ہے وہ شیطان کی طرف سے ہے یعنی ماتم نہ کرو، کپڑے نہ پھاڑو، اونچی اونچی وین نہ کرو، بلکہ صبر و استقامت کا دامن تھامو!

چادر مبارک

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصال فرمایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے آپ نے فرمایا میری بیٹی زینب کے غسل کا انتظام کرو غسل کیلئے پانی میں بیری کے پتے ڈالیں اور ابال لیں اس پانی سے غسل دیں بعد از غسل کفن پہنائیں اور خوشبو لگائیں اور جب فارغ ہو تو مجھے بلائیں۔

چنانچہ وہ فرماتی ہیں جب ہم غسل سے فارغ ہوئیں تو آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنے جسم اطہر سے اپنی مبارک چادر اتاری اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کفن میں رکھ دی۔

(مسلم و بخاری شریف جلد ا کتاب الجناز)

گویا کہ اپنی شہزادی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر مبارک عطاء فرما کر واضح

کر دیا کہ یہ تبرک ان کے لئے باعث برکات و رحمات ثابت ہوگا۔

سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ

شہزادیٔ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ سیّد عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پڑھائی جبکہ مدینہ منورہ میں قیام پذیر سبھی صحابہ کرام شریک جنازہ تھے حتیٰ کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی پردے میں شریک جنازہ ہوئیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شہزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر انور میں خود اترے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادی سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصال فرمایا ہم حضور پُرنور کی مصاحبت میں حضرت زینب کو دفنانے کیلئے گئے جب قبر انور کے پاس پہنچے تو دیکھا سرکار دو عالم مغموم ہیں ایسی صورت میں کسی کو بھی آپ کے ساتھ بات کرنے کی جرأت نہ ہوئی لحد کی تیاری میں قدرے دیر تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبر انور کے پاس مکمل تیاری کیلئے منتظر بیٹھے رہے جب قبر مبارک تیار ہوئی' آپ قبر مبارک کے اندر تشریف لے گئے تھوڑی سی دیر کے بعد جب قبر سے باہر نکلے تو آپ پر غم کی کیفیت محسوس تک نہ ہوئی بلکہ چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے تو آپ مغموم تھے۔ یہاں تک کہ ہم کو بات کرنے کی جرأت تک نہ ہوئی اب آپ کی کیفیت خاصی نارمل محسوس ہو رہی ہے اس کا سبب کیا ہے؟ فرمایا:

کنت اذکر ضیق القبر و غمه و ضعف زینب ما کان ذلك لسبق علی فدعوت اللہ عزوجل ان یحفف عنها (مجمع الزوائد)

مجھے قبر کی تنگی ناگوار گزر رہی تھی اس لئے میں نے دعا کی الٰہی زینب کیلئے فراخی اور کشادگی عطا فرما' اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو بازیابی کا شرف عطا فرمایا اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے قبر کو خوب وسیع و کشادہ کر دیا۔ سبحان اللہ!

عزت مآب خواتین' اس میں اہل سنت جماعت کے عقائد کتنے واضح ہو رہے

ہیں۔قبر پر جا کر دعا کرنا جبکہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم تو قبر انوار میں بیٹھ کر دعا فرمائی۔بعض لوگ کہتے ہیں قبر پر دعا مانگنا شرک ہے انہیں اس سے ہی سبق حاصل کرنا چاہئے کہ شارع علیہ السلام نے تو نہ صرف قبر سے باہر بلکہ قبر کے اندر دعائیں مانگیں نیز غیب کی خبر دی کہ فوری طور پر اللہ تعالیٰ نے قبر کی تنگی' فراخی میں بدل دی۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس غیبی خبر کو دل و جان سے قبول کیا کوئی معترض نہ ہوا۔

خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصیت

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نہایت پیاری اور لاڈلی حقیقی ہمشیرہ سیّدالنساء خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک روز خصوصی طور پر بلایا اور یوں وصیت کی اے علی! میرے وصال کے بعد میری ہمشیرہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شہزادی امامہ بنت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے نکاح میں لے لیں چنانچہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد ان کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے حضرت امامہ بنت زینب بنت سیّدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حبالہ عقد میں لائے جن سے ان کو اللہ تعالیٰ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محمد اوسط جیسا فرزند عطا فرمایا: رضی اللہ تعالیٰ عنہ

گرامی مرتبت خواتین آپ نے شہزادی رسول اکرم حضرت زینب پر بڑی تفصیلی تقریر سماعت فرمائی دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہمیں حضور پُرنور کی پیاری بیٹیوں کے وسیلہ سے اسلام وسنت پر عمل پیرا رہنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین ثم آمین)

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ
وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ
يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ
جَلَابِيْبِهِنَّ ٥

تقریر:6

شہزادیٔ رسول حضرت سیّدہ رُقیہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ

یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ o

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

عزت مآب خواتین اسلامیہ!

آج میری تقریر کا موضوع ہے شہزادی رسول اکرم حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ ام المومنین سیّدہ طاہرہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ خیال رہے کہ جیسے ہی سید عالم نبی کریم مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعوت توحید دی اور اپنی نبوت ورسالت کا اعلان فرمایا ویسے ہی اپنی والدہ ماجدہ سیدہ طاہرہ ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زمرہ اسلام میں داخل ہونے کے ساتھ ہی حضرت زینب اور حضرت رقیہ وام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن ایمان وایقان کی دولت عظمیٰ سے شاد کام ہوگئی تھیں۔ آپ کی ہمشیرہ حضرت سیدہ فاطمہ زہرا خاتون جنت رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کی ولادت باسعادت بعد از اعلان نبوت ورسالت ہوئی اس لئے انہوں نے تو ایمان واسلام کی گود میں ہی آنکھ کھولی۔ اس لئے خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلے یا بعد میں اسلام لانے کی بابت بات کرنی ہی مناسب نہیں کیونکہ جب آج کا بچہ مسلمان کے گھر میں پیدا ہونے والا بلاشبہ بلا اسلام لائے مسلمان ہے تو نبوت ورسالت کی گود میں آنکھ کھولنے والی شہزادی خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ اسلام کب لائیں؟ وہ تو اسلام وایمان سے قبل از ولادت ہی سرفراز تھیں۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عمومی طور پر ارشاد فرمایا:

"**کل مولود یولد علی الفطرہ**" ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ فطرت سے مراد دین اسلام ہے۔ جب ہر ایک بچہ فطرت یعنی اسلام پر پیدا ہوتا ہے تو بلاشک وشبہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت باسعادت عین فطرت پر ہوئی۔

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح سے تھوڑی دیر بعد بنی عبدالمطلب اور حضرت ابو طالب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ ہم آپ کی بیٹیوں کے رشتہ کے سلسلہ میں حاضر ہیں۔ امید ہے حسب ونسب' شرافت اور ہماری ظاہر داری کا خیال رکھتے ہوئے اپنے چچا کے بیٹے عتبہ وعتیبہ سے رضا مندی کا اظہار فرمائیں۔

چنانچہ آپ نے اعلان نبوت سے قبل اپنی دو بیٹیوں حضرت رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نکاح ابولہب کے بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے کر دیا۔ اس وقت مشرکین کے ساتھ عقد ونکاح اور تزوج حرام نہیں تھا لہٰذا آپ نے معمول و رواج کے مطابق عمل فرمایا۔ ابھی آپ کی بیٹیاں گھر میں ہی تھیں کہ آپ نے اعلان بعثت فرما دیا۔ یہ سنتے ہی ابولہب آگ بگولہ ہوگیا اور غیض وغضب کی حالت میں اپنے بیٹوں سے کہنے لگا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹیوں کو طلاقیں دے دو۔

بیان کرتے ہیں کہ عتبہ نے بڑی بے باکی اور گستاخی سے طلاق دی جبکہ عتیبہ بارگاہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر معذرت خواہانہ انداز میں عرض گزار ہوا۔

سرکار میرے باپ نے مجھے آپ کی صاحبزادی کو طلاق دینے پر مجبور کر دیا ہے لہٰذا میں طلاق دیتا ہوں۔

عتبہ کے تکلیف دہ کلمات سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی۔ ''اللھم سَلِّطْ عَلَیْہِ کَلْبًا مِنْ کِلَابٍ '' الٰہی تو اپنے درندوں میں سے کوئی درندہ اس پر مسلط فرمادے۔ (گو کلب کا معنی کتا ہے) مگر میں نے قصداً کلب کو درندے کے مفہوم میں لیا ہے کیونکہ واقعتہً کتے نے نہیں اسے شیر نے چیڑ اپھاڑا تھا۔ اس لئے مناسب سمجھا کہ کلب کا معنی درندہ لیا جائے کیونکہ جیسے شیر' چیتا' بھیڑیا وغیرہ درندے ہیں اسی طرح کتا بھی تو ایک درندہ ہی ہے لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ورفعت کے پیش نظر یہ معنی زیادہ صحیح و درست ہوگا۔

الغرض! عتبہ تاجروں کے ساتھ بغرض تجارت شام کی طرف جارہا تھا۔ مقام زرقا پر رات گزارنے کیلئے انہوں نے پڑاؤ ڈالا۔ ابولہب کی ہدایت کے مطابق لوگوں نے اسے اپنا سامان ایک جگہ جمع کر کے اس کے اوپر عتبہ کو سلایا اور خود گردا گرد اسو گئے۔ رات کو ایک شیر آیا اور تمام کے منہ سونگھتا ہوا آگے بڑھا اور عتبہ کا منہ سونگھتے ہی اسے چیر پھاڑ دیا۔

میری پیاری معزز بہنو! ذرا خیال تو کرو باقی لوگ بھی تو کافر تھے مگر انہیں چھوڑ کر عتبہ پر حملہ کیا۔ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ میں ایسی بدبو پیدا ہو جاتی ہے کہ اسے درندے تک محسوس کر لیتے ہیں محض کافر سے گستاخ رسول زیادہ بُرا کافر ہے یعنی کافر بھی ہوا اور گستاخ بھی۔ اگر کوئی مسلمان ہونے کے دعویٰ کے باوجود کسی بھی قسم کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے وہ بلاشبہ مرتد ہے اس کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ

اپنے محبوب کی کوئی توہین بھی
خالق دو جہاں کو گوارا نہیں

قبل از اسلام نکاح کی بشارت

امام جلالی الدین سیوطی علیہ الرحمۃ خصائص الکبریٰ جلد اول میں حضرت ابن

عساکر سے مروی ہیں کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں قبل از اسلام شریف ترین عورت سے نکاح کا خواہشمند تھا اور یہ آرزو یوں پوری ہوئی کہ اتفاقاً ایک رات میں قریش مکہ کے ساتھ صحن کعبہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ کسی شخص نے آ کر یہ خبر دی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہزادی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد ابولہب کے بیٹے عتبہ سے کر دیا ہے چونکہ حضرت رقیہ نہایت عفت مآب اور طیبہ طاہرہ ہونے کے ساتھ ساتھ حسین وجمیل بھی تھیں۔ اس بنا پر میرے دل میں یہ بات آئی کہ میں نے اس سلسلہ میں سبقت کیوں نہ کی۔ کچھ دیر بعد جب میں گھر پہنچا تو اپنی خالہ کو وہاں موجود پایا۔ وہ ایک کاہنہ خاتون تھیں جیسے ہی اس کی نظر مجھ پر پڑی تو اس نے یوں بشارت دی۔

اَبْشِرْ وَاحُيِّيْتَ ثَلاثًا تَتْرًا ثُمَّ ثَلاثًا وَ ثَلاثًا اُخْرٰی

اے عثمان! تمہیں بشارت ہو کہ تم پے در پے تین بار عزت وتوقیر سے نوازے جاؤ گے۔ پھر تین بار اور دوسری مرتبہ تین بار۔

ثُمَّ بِاُخْرٰی کَیْ تَتِمَّ عَشْرًا اَتَاكَ خَيْرٌ وَّوُقِيْتَ شَرًّا

اس کے بعد مزید ایک بار اور عزت سے نوازے جاؤ گے تاکہ دس باریاں پوری ہو جائیں تمہارے پاس خیر اور بھلائی آئی اور تم شر سے مامون ومحفوظ رہے۔

اُنْكِحْتَ وَاللهِ حَصَانًا زَهْرًا وَاَنْتَ بِكْرٌ وَلَقِيْتَ بِكْرًا

اللہ جانتا ہے! تمہارا نکاح ایک حسین وجمیل دوشیزہ سے ہوگا کیونکہ تم خود ناکتخدا ہو تو تمہیں دوشیزہ ہی ملے گی۔

وَافَيْتَهَا بِنْتَ عَظِيْمٍ قَدْرًا

وہ عورت جو عظیم المرتبت کی بیٹی ہیں انہیں تم نے پالیا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے ان کی پیش گوئی اور اظہار خیال پر تعجب کیا اور کہا اے خالہ کیا کہہ رہی ہو؟ تو انہوں نے کہا اے عثمان! تم بلاشبہ صاحب جمال ہو اور اہل زبان بھی۔ وہ نبی جو صاحب برہان اور اللہ کا رسول ہے اور

تنزیل وفرقان کا حامل ہے۔تم خود کو اس کے حوالے کردو۔اپنے آپ کو اس کی سپردگی میں دے دو ایسا نہ ہو کہ بت تمہیں دھوکے میں ڈال دیں۔ میں نے کہا کہ اے خالہ! تم ایسی بات کہہ رہی ہو جس کا چرچا ہمارے اس شہر میں نہیں ہے' مجھے صاف صاف بتاؤ کیا بات ہے؟ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم' اللہ کی طرف سے رسول ہیں' اللہ نے ان پر کتاب نازل فرمائی ہے۔ وہ اس کتاب کے ساتھ ساتھ اللہ کی طرف بلاتے ہیں' ان کی شمع ہدایت حقیقت میں شمع ہے۔ ان کا دین فلاح ہے۔ ان کا حکم ماننے میں نجات ہے ان کا زمانہ جنگ وجدال کا زمانہ ہے۔ یہ تمام سرزمین ان کے زیرفرمان ہے۔ اگرچہ جہاد میں کفار قتل ہوں' تلواریں کھینچی جائیں اور نیزے بلند کئے جائیں لیکن چیخنا چلانا کچھ نفع نہ دے گا۔ پس یہی بہتر ہوگا کہ تم خود کو ان کی سپردگی میں دے دو۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں پلٹ آیا اور خالہ کی باتیں میری لوح دل پر کندہ ہوگئیں۔ میں اپنے بہت اچھے دوست ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا اور خالہ کی باتوں کا تذکرہ کیا تو انہوں نے نہایت مخلصانہ انداز میں فرمایا:

''اے عثمان! تم ایک سمجھ دار اور سلیم الطبع شخص ہو۔ بے شک وہ تمہیں حق کی طرف متوجہ کرنے والی ایک حق شناس خاتون ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ان کی اطلاع درست ہے اگر ان کی خدمت میں پہنچ کر ان کی دعوت وہدایت کے بارے میں کچھ سننا چاہتے ہو تو چلو''

میں نے کہا: ''ضرور!'' پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا: ''اے عثمان! اللہ تمہیں جنت کی طرف بلاتا ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں۔''

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! جب میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا تو میں بے اختیار ہوگیا اور اسی وقت اسلام قبول کیا اور کچھ عرصہ

بعد نورچشم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے میرا نکاح ہوگیا۔اس وقت لوگ کہا کرتے تھے کہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جوڑا کتنا اچھا ہے اور اس طرح میری خالہ کی پیش گوئی اور بشارت پوری ہوگئی۔

دامادِ رسول حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امیر المؤمنین سیدنا عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے داماد ہونے کا شرف عطا فرمایا۔وہ یوں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے بذریعہ وحی ارشاد فرمایا ہے کہ میں اپنی لخت جگر نور نظر شہزادی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کروں۔ چنانچہ آپ نے مکہ مکرمہ میں حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کردیا اور ساتھ ہی رخصتی بھی فرمائی۔ (کنز العمال)

ایک موقع پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: حضرت عثمان کتنے خوش بخت ہیں کہ جن کے حبالۂ عقد میں سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے آئیں اور انہیں ذوالنورین بننے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلماتِ شہادت یہ ہیں: زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واحدۃ بعد واحدۃٍ (کنز العمال)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی دو بیٹیوں کا نکاح یکے بعد دیگر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔

نور کی سرکار سے پایا دوشالا نور کا
ہو مبارک تجھ کو ذوالنورین جوڑا نور کا

(اعلیٰ حضرت بریلوی)

حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کے موقع پر قریشی عورتیں اظہارِ مسرت کر رہی تھیں، جس کا نقشہ صفحات تواریخ میں یوں منقش ہے

وَتَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ وَكَانَتْ
نِسَاءُ قُرَيْشٍ يَقُلْنَ حِيْنَ تَزَوَّجَهَا عُثْمَانَ

اَحْسَنَ شَخْصَيْنِ رَاٰى اِنْسَانَ
رُقَيَّةَ وَبَعْلُهَا عُثْمَانُ

☆ جب حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت عثمان بن عفان نے عقد فرمایا تو قریشی عورتیں نکاح کے وقت یوں پکار رہی تھیں۔

☆ حضرت رقیہ اور ان کے خاوند حضرت عثمان سے زیادہ خوبصورت ہم نے کسی انسان کونہیں دیکھا۔

سعادت ہجرتین

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم پر جب مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کرنے کی پاداش میں مشرکین نے ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے شروع کردیئے تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پر انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت اختیار فرمائی۔

ان مہاجرین میں حضرت رقیہ اور ان کے خاوند حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی شامل تھے۔ اس عرصہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی لخت جگر سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق جو لوگ حبشہ سے مکہ مکرمہ آتے ان سے حالات دریافت فرمایا کرتے۔ چنانچہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ایک قریشی عورت کا حبشہ سے آنا ہوا تو آپ نے اس سے اپنی لخت جگر نورِ نظر سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے پوچھا تو اس عورت نے عرض کیا۔

فَقَالَتْ يَا مُحَمَّدُ قَدْ رَأَيْتُ خُتْنَكَ
وَمَعَهُ اِمْرَأَتُهُ ' قَالَ عَلٰى اَيِّ حَالٍ رَأَيْتَهَا
قَالَتْ رَأَيْتُ
قَدْ حَمَلَ اِمْرَأَتَهُ عَلٰى حِمَارٍ هٰذِهِ الرُّبَابَةِ وَهُوَ يَسُوْقُهَا فَقَالَ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صبحَها اللّٰهُ ان عثمان اوّل من هاجر باهله بعد لوط علیه السلام

☆ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔ میں آپ کے داماد کو دیکھا اوران کے ہمراہ ان کی زوجہ تھیں۔

آپ نے فرمایا: کس حال میں دیکھا؟

وہ بولی میں نے انہیں سواری پر دیکھا حضرت عثمان لگام تھامے سواری چلا رہے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان دونوں کو خیروعافیت سے نوازے۔ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد جنہیں اپنی زوجہ کے ساتھ ہجرت کا موقع ملا وہ یہی جوڑا ہے۔

کچھ عرصہ بعد جب قدرے امن و امان کی خبریں حبشہ پہنچیں تو حضرت عثمان حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لئے مکہ مکرمہ تشریف لے آئے۔

ہجرتِ مدینہ منورہ

جب مکہ مکرمہ پہنچے تو حالات کو ویسے ہی دگرگوں پایا۔ سید عالم نبی مکرم سے اجازت لے کر حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرما ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دو بیٹوں سے نوازا مگر ایک تو قبل از ولادت اور دوسرا بیٹا جس کا نام عبداللہ رکھا' چھ سال کی عمر میں وہ بھی انتقال فرما گئے۔

سیدِ عالم نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے نواسے کے وصال پر غمگین ہوئے۔ انہیں اپنی گود میں لیا' پیار سے آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ بعدہٗ آپ نے نمازِ جنازہ پڑھائی جبکہ قبر میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لختِ جگر کو اُتارا۔ انساب الاشراف بلاذری جلد اوّل میں یوں درج ہے۔

وَصَلّٰی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و نزل عثمان فی حفرته

اظہارِ شفقت

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گاہے گاہے اپنی شفقت و محبت کا حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یوں بھی اظہار فرمایا کرتے تھے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک بار سید عالم نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گوشت سے بھرا ہوا برتن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاشانہء اقدس میں بھیجا' جب میں یہ تحفہ لے کر حاضر ہوا تو حضرت رقیہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں گھر میں موجود تھے۔ میں نے اُن سے خوبصورت جوڑا کوئی اور نہیں دیکھا۔

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصُحْفَةٍ فِيْهَا لَحْمٍ اِلٰى عُثْمَانَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَاِذَا هُوَ جَالِسٌ مَعَ رُقَيَّةَ مَا رَأَيْتُ زَوْجًا اَحْسَنُ مِنْهَا

نذرانہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ صحابہ کرام کا معمول تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ہدایا و نذرانہ حاضر کرتے رہتے۔ خصوصاً حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو عمدہ چیز پاتے' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیۃً پیش کردیا کرتے۔ چنانچہ ایک روز شہد اور گھی سے نہایت عمدہ تیار کردہ کھانا انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ اس وقت آپ حضرت اُم المومنین اُم سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں جلوہ افروز تھے۔ حضرت اُمِ سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ تحفہ قبول کرتے ہوئے دونوں ہاتھ اُٹھا کر یوں دُعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اَنَّ عُثْمَانَ سیر ضاك فَارْضِ عَنْهُ

الٰہی! بیشک عثمان تیری رضا کا طالب ہے لہٰذا تو اسے اپنی رضا سے بہرہ مند فرما۔

یوں بھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

تھادوہ وتحابوہ. ایک دوسرے کو تحفے اور ہدیے بھیجا کرو آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ پس ثابت ہوا۔

تحفہ دینا، سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے لہٰذا احباب و اقارب کو اس سنت پر عمل پیرا ہونا چاہیے تا کہ محبت و مؤدت اور اتفاق و اتحاد کی نعمت میسر ہو۔

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیمار ہونا

سید عالم نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحکم خدا ہجرت فرما کر جب مدینہ طیبہ تبلیغ اسلام میں پیہم مصروف ہوئے تو قریش مکہ نے یہاں بھی امن و سکون سے نہ رہنے دیا اور آئے دن سازشوں پر سازشیں کرتے رہتے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اپنے دفاع میں جو کچھ بن پڑتا کرتے رہتے یہاں تک کہ دو ہجری کو معرکۂ بدر کا ظہور ہوا۔

غزوۂ بدر میں آپ بہ نفس نفیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مختصر سے لشکر کی قیادت فرما رہے تھے۔ مقامِ بدر پر مشرکین مکہ کے ایک ہزار جنگجو اور تجربہ کار لشکر کے ساتھ آمنا سامنا ہوا۔ کفار ہر قسم کے اسلحات سے مسلح تھے۔ جبکہ لشکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس کتنا سامان حرب و ضرب تھا۔ سنیے۔

تھے ان کے پاس دو گھوڑے چھ زرہیں اور آٹھ شمشیریں
بدلنے آئے تھے یہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں

سبب یہ تھا:

نہ تیغ و تیر پر تکیہ نہ خنجر پر نہ بھالے پر
بھروسہ تھا تو اِک سادہ سی کالی کملی والے پر

اور......

یہ پہلا جیش تھا دنیا میں افواج الٰہی کا
جسے اعلان کرنا تھا خدا کی بادشاہی کا

اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عظیم الشان فتح و نصرت سے نوازا۔ باوجودیکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکے مگر مالِ غنیمت میں انہیں برابر کا حصہ عطا ہوا۔

دراصل سید عالم نبی مکرم مختارِ کل سید الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی نورِ نظر

سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شدید علالت کے باعث ان کے شوہر نامدار حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ کہ آپ اپنی زوجہ محترمہ کی تیمارداری و غمخواری میں مدینہ طیبہ ہی میں رہو۔ غزوۂ بدر میں شریک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جو ثواب جہاد عطا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو مدینہ طیبہ میں رہنے کے باوجود عطا کیا جائے گا۔ بخاری شریف میں اس سلسلہ میں یہ کلمات موجود ہیں: ان لك اجر رجل ممن شهد بدر۔ سبحان اللہ کیا شان ہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ اور کیا عظمت و رفعت ہے شہزادیٔ رسول کریم حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جن کی خدمت میں رہنے کے باعث حضرت عثمان کو ابدی طور پر بدری صحابی کا درجہ نصیب ہوا۔

وصال سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال غزوۂ بدر کی فتح کے دن سترہ رمضان المبارک ۲ ہجری کو ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد از فتح مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے تو مدینہ طیبہ کی عورتیں جمع ہوئیں اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال پر رونا شروع کر دیا۔ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رونے سے منع کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مه یا عمر۔ چھوڑیئے عمر۔ آنسوؤں کا بہنا فطری تقاضا ہے۔

پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی نورِ نظر سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر انور پر تشریف لے گئے۔ حضرت سیدہ فاطمہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ساتھ تھیں۔ وہ اپنی حقیقی ہمشیرہ کی قبر مبارک کے کنارے پر کھڑی ہو کر رونے لگیں۔ سید عالم نے دیکھا فاطمہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں تو شفقت پدری کا خوب ظہور ہوا اور اپنے مقدس ہاتھوں سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آنسو صاف فرمانے لگے۔

پھر سید عالم نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے قبر انور پر کھڑے کھڑے یوں دعا فرمائی:

اللهم الحقها بسلفنا عثمان ابن مظعون (ابن سعد)

الٰہی میری بیٹی کو ہم سے پہلے جانے والے (انسان) حضرت عثمان ابن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جماعت میں شامل فرما جو اہل جنت میں پہلے شامل ہونے والوں سے ہیں۔

خیال رہے کہ مدینہ طیبہ' مہاجرین میں جو سب سے پہلے وصال فرما ہوئے حضرت عثمان بن مظعون تھے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے انتقال پر نہایت مغموم ہوئے۔ اور آپ نے ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے اپنا سلف قرار دیا۔

گرامی قدر خواتین!

شہزادیٔ رسول حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان وعظمت پر میری مختصر سی تقریر سے آپ نے خوب اندازہ لگایا ہوگا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ شہزادی بھی اپنی دوسری بہنوں کی طرح بڑی رفعت و منزلت کی مالک تھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام بیٹیوں کا ادب واحترام کرنے کی توفیق بخشے اور ان کی محبت سے مالا مال فرمائے۔ نیز ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

شہزادیٔ رسول حضرت سیدہ اُمِ کلثوم
رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اما بعد! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ
یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ؕ
صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

قابل صداحترام' میری اسلامی بہنو!
آج میری تقریر کا موضوع ہے' شہزادی رسول حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ہے یہ ایمان' سب اہل ایمان کا' ہر مسلمان کو یہ بات معلوم ہے
خواہر فاطمہ' دختر مصطفےٰ' خالہ حسنین کی ام کلثوم ہے
عترتِ مصطفےٰ کا جو حب دار ہے' شادماں ہے خضر دو جہاں میں وہی
بغض رکھتا ہو اولادِ احمد سے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہے
(آل رسول از حضرت مولانا سیّد حسین چشتی مدظلہ)

سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا رحمت عالم' نور مجسم' شفیع معظم' نبی کریم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری بیٹی تھیں۔ یہ شہزادی اعلان نبوت ورسالت سے چھ سال قبل مکہ مکرمہ میں متولد ہوئیں۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے پیارے والد ماجد اور اپنی پیاری والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن کٹھن اور تکلیف دہ حالات سے گزر رہے تھے انہیں اچھی طرح دیکھ رہی تھیں۔ شعیب ابی طالب کی پابندی اور اپنی پیاری ہمشیرہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جدائی کا صدمہ برداشت کرنا کیونکہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت فرما گئی تھیں۔ بہن کی فرقت وجدائی اور چھوٹی سی عمر میں ان صدمات سے دو چار ہونا اور انہیں صبر واستقامت سے برداشت کرنا یہ انہیں پاک دامن مخدرات ہی کا کام تھا۔

ایسے استھانی دور میں اپنی بڑی بہن حضرت زینب کے ساتھ شریک ہو کر اپنی بوڑھی والدہ ماجدہ حضرت ام المومنین سیّدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہاتھ بٹانا اپنی ننھی اور پیاری معصوم سی کلی چھوٹی حقیقی ہمشیرہ حضرت فاطمہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دلاسا دینا' ان کی دلجوئی کرنا' سیّد عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دکھ درد میں شامل رہنا معمولی بات نہیں۔ مگر آپ نے ان نازک ترین ایام میں صبر واستقامت سے والدین اور اپنی بہنوں کی خدمت میں مصروف رہ کر اخروی سعادتوں سے بہرہ مند ہونا فضل ربی نہیں تو اور کیا ہے۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی اپنی والدہ ماجدہ حضرت ام المومنین سیّدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ہی اسلام قبول فرمایا اور السابقون الاولون میں آپ شامل ہیں۔ چھوٹی سی عمر میں ہی قبل از اعلان نبوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عتیبہ بن ابولہب سے آپ کا عقد کرا دیا تھا۔ رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ آپ نے اپنی بعثت کا اظہار فرما دیا۔ اس پر ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل سٹ پٹا اٹھے' غیض وغضب نے انہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی اختیار کر لی اور اپنے بیٹے عتیبہ کو طلاق دینے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ بچپن میں اس صدمہ کو بھی برداشت کرنا پڑا۔

نکاح ثانی

جب دو ہجری کو مدینہ طیبہ میں آپ کی ہمشیرہ سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصال فرمایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الاول ۳ھ ہجری کو اپنی اس عظیم شہزادی کا نکاح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا جن کی بنا پر حضرت عثمان کو ذوالنورین کے ممتاز' منفرد اور کمالات سے بھرپور لقب سے شہرت نصیب ہوئی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے خراج عقیدت ومحبت پیش کرتے ہوئے قصیدہ نور میں یوں اس تاریخی لقب کو دوام بخشا ہے۔آپ فرماتے ہیں:

نور کی سرکار سے پایا دو شالا نور کا
ہو مبارک تجھ کو ذوالنورین جوڑا نور کا

عجیب اتفاق

گرامی قدر' معظمات ومحرقات' خواتین! یہاں پر ایک عجیب واقعہ کا ظہور ہوا۔ سنیے اس پر غور کیجئے اور سوچئے! آج کل ہمارے معاشرہ میں ایسی حالت میں عمل کرنا کتنا دشوار لگتا ہے۔ حضرت سعید بن میسب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصال فرمایا۔ انہی ایام میں حضرت امیر المومنین سیدنا عمر ابن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی صاحبزادی حضرت ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خاوند بھی انتقال کر گیا۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی صاحبزادی کے بیوہ ہونے کا شدید غم لاحق ہوا۔ سوچ بچار کے بعد انہوں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کی بابت مشورہ کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہو چکا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دلداری وغم خواری کے پیش نظر حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح کی رغبت رکھتے ہیں۔ اس بنا پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاموشی

اختیار کی مگر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے اور اپنے خیالات مبارکہ کا اظہار کر دیا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"هَلْ لَكَ فِيْ خَيْرٍ مِّنْ ذَالِكَ اَتَزَوَّجُ اَنَا حَفْصَةُ وَاُزَوِّجُ عُثْمَانَ خَيْرٌ مِنْهَا اُمِّ كَلْثُوْم"

کیا میں آپ کو اس سے بہتر مشورہ نہ دوں وہ یہ کہ میں (نور الابصار والد رسول) حفصہ سے نکاح کرلوں اور عثمان کا حفصہ سے بہتر ام کلثوم سے عقد فرما دوں۔

واضح ہو کہ حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے امر سے فرمایا۔ چنانچہ روایت میں یہ کلمات طیبات موجود ہیں۔

"مَا اَنَا اُزَوِّجُ بَنَاتِيْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُزَوِّجُهُنَّ"

میں نے اپنی بیٹیوں کا نکاح اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا۔ (مستدرک للحاکم ج ۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد (نبوی) کے دروازے کے پاس حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور فرمایا:

"يَا عُثْمَانُ هٰذَا جِبْرِيْلُ اَخْبَرَنِيْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ زَوَّجَكَ اُمَّ كَلْثُوْمَ بِمِثْلِ صُدَاقِ رُقَيَّةَ"

عثمان! یہ جبریل گئیں انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ام کلثوم کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیا ہے اور مہر اتنا ہی ہوگا جتنا حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا۔

وصال ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

عجیب بات ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تین شہزادیاں آپ کی حسین حیات ہی میں وصال فرما گئیں۔ انہوں نے عمر بھی زیادہ نہ پائی۔ دو ہجری کا حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا۔ آٹھ ہجری میں حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا انتقال فرما ہوئیں اور نو ہجری کو حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی دار فانی سے

عالم جاودانی کی طرف سفر فرما گئیں۔ اب حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اکیلی رہ گئیں۔ ذرا تصور کیجئے اپنی پیاری اور بڑی بہنوں کی کتنی یاد ستاتی ہوگی مگر صبر واستقامت سے جدائی وفرقت کے تمام صدمات برداشت کرتی رہیں۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حالت قابل رحم تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے آپ کے حبالہ عقد میں آئیں مگر دونوں کی زندگی نے وفا نہ کی اور داغ مفارقت دے گئیں۔ نبی کریم محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پریشان دیکھا تو نہایت اعلیٰ طریقے سے غمخواری و دلداری کی اور حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرما دیا جیسے بیان ہوا۔ حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بعد از نکاح چھ سال تک زندہ رہیں اور شعبان المعظم ۹ ہجری کو وصال فرما ہوئیں۔ حضرت صفیہ' حضرت اُم عطیہ اور حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق غسل دیا۔

حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفن کے لئے اپنی چادر عطا کی اور نمازِ جنازہ ازخود پڑھائی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم' حضرت ابوطلحہ' حضرت اسامہ بن زید اور حضرت فضل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جنت البقیع میں قبر تیار فرمائی اور شہزادیٔ رسول حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جب قبر میں یہ اصحاب اُتار رہے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسی کیفیت سے آگے بڑھے کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ

تقریر:8

شہزادیٔ رسول اکرم خاتون جنت

سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اما بعد! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ۝

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاطِمَۃُ بِضْعَۃٌ مِّنِّیْ فَمَنْ اَغْضَبَھَا اَغْضَبَنِیْ (بخاری شریف)

فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

گرامی قدر عزت مآب خواتین اسلامیہ!

آج میری تقریر کا عنوان' سیدۃ نساء العالمین خاتون جنت' سیّدہ' طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات ستودہ صفات کے فضائل و مناقب بیان کرنا مقصود ہے جو ملکۂ ملک سخاوت تھیں۔ مطلع بُرخ کرامت تھیں' سرچشمہ صبر و استقامت تھیں' مادر شہیدان وفا

تھیں، پیکر شرم وحیات تھیں، مرکز آل عبا تھیں، منظور بارگاہ الٰہی تھیں، حبیبہ حبیب خدا تھیں، نازش اہل ولا تھیں، جن کے اوصاف جمیلہ اور کمالات جلیلہ کا احاطہ حد امکان سے باہر ہے۔

تاجدار بریلی جن کی بارگاہ عظمت نشان میں سر جھکائے یوں سلام پیش کرتے ہیں:

سیّدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

مولانا حسن رضا علیہ الرحمۃ یوں رطب السان ہیں۔

جن کے گھر میں بے اجازت جبرائیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شان اہل بیت

ولادتِ باسعادت

حضرت سیّدہ خاتون جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی شہزادی اور رفعت ومنزلت، شان وعظمت میں اپنی حقیقی بڑی تینوں بہنوں سے بڑھ کر ہے۔ان کی ولادت باسعادت مکہ مکرمہ کاشانہ نبوت ورسالت میں ہوئی۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس سال کی عمر میں اعلان نبوت فرمایا اور اکتالیسویں سال حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کاشانہ نبوت کو اپنی ولادت سے مزید منور فرمادیا۔

حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قبل از ولادت سیّدہ بشارتوں سے نوازا جارہا تھا۔عموماً عورتیں بیٹی کی پیدائش پر ناگواری کا اظہار کرتی ہیں۔ خوب روتی، رلاتی ہیں، رشتہ دار عورتیں بجائے ہمدردی وغم خواری کے کلمات سے نومولود کی والدہ کی حوصلہ افزائی کریں اور ہی مکروہ الفاظ نکالنا شروع کر دیتی ہیں۔اس جدید دور جسے ترقی یافتہ اور تہذیب وتمدن کا دور کہا جاتا ہے اس میں بھی عورتوں نے اپنی غلط روش کو نہیں بدلا۔

حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکی کی ولادت کو باعث رحمت وبرکت

فرمایا۔آپ نے اپنی ہر بیٹی کی پیدائش پر نہایت خوشی ومسرت کا اظہار فرمایا اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں کلمات تشکر ادا کئے۔ اسی طرح حضرت ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہ صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت پر خوشی ومسرت کا اظہار کیا بلکہ آپ کو اپنی اس شہزادی کی پیدائش کی منتظر تھیں کیونکہ باعظمت بیٹی کی بشارتوں نے انتظار پر مجبور کر رکھا تھا۔

بخاری شریف میں آپ کی ولادت باسعادت کی تاریخ سے یوں آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ وُلِدَتْ فَاطِمَةُ سَنَةَ اَحَدٍ وَّاَرْبَعِيْنَ مِنْ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارک کے اکتالیس سال بعد پیدا ہوئیں۔

بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت کا وقت قریب آیا تو حضرت خدیجہ نے اپنی رشتہ دار قریشی عورتوں کو بلا بھیجا۔ مگر انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ اب ہم نہیں آسکتیں۔ پہلے تو آجایا کرتی تھیں مگر اب تم نے دین اسلام قبول کرلیا ہے اور ہمارے آبائی دین کو چھوڑ چکی ہیں لہٰذا ہم اس نازک ترین وقت میں تمہاری کوئی خدمت نہیں کرسکتیں۔

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان قریشی عورتوں کے دوٹوک اور صاف صاف انکار سے قدرے پریشان اور غمگین سی ہونے لگیں تو اللہ تعالیٰ جل وعلیٰ کی قدرت کاملہ اور معجزہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم ظہور ہوا۔ وہ یوں کہ اچانک آپ کے سامنے نہایت حسین وجمیل دراز قد چار عورتیں نمودار ہوئیں اور نہایت محبت بھری گفتگو کرنے لگیں۔

حضرت سیّدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب پہلی نظر انہیں اچانک اپنے پاس پایا تو قدرے خوف زدہ ہوئیں تو ان میں سے ایک خاتون نے کہا۔ اے خدیجہ! آپ بالکل پریشان نہ ہوں، گھبرانے کی چنداں ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کی خدمت کیلئے بھیجا ہے ہم آپ کی بہنیں ہیں۔ میں سارہ زوجہ خلیل اللہ ہوں، یہ

مریم بنت عمران' یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ کلثوم ہیں جبکہ چوتھی حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن) ہیں۔ چاروں عالی مرتبت خواتین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دائیں بائیں بیٹھ گئیں۔ ایک سامنے اور ایک پشت کی جانب گویا کہ سیّدہ فاطمہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت باسعادت کے وقت آپ کے استقبال وخیر مقدم اور اھلاً وسھلاً مرحبا کہنے کیلئے اللہ تعالیٰ جل وعلیٰ نے اپنی عظیم قدرت کاملہ سے ان جلیل القدر خواتین کو حیات نو سے بہرہ مند فرما کر حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عزت افزائی کا سامان بہم پہنچایا۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٍ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چاہت پر قادر ہے۔

ذرا آپ بھی قرآن پاک کی اس آیت کریمہ سے اپنی زبان کو تر کیجئے اور پکاریئے! ''اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٍ'' بے شک اللہ تعالیٰ ہر چاہت پر قادر ہے۔

معزز خواتین اسلامیہ!

ایک بار سیّدہ فاطمہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اباجان سرور دو جہاں' رحمت انس وجان' برہان الرحمٰن' جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی خدمت عالیہ میں درود وسلام کا نذرانہ پیش کیجئے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

گرامی قدر سامعات!

جب حضرت سیّدہ فاطمہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صحن عالم میں قدم رکھا تو آپ کے انوار وتجلیات سے مکہ مکرمہ کے در و دیوار چمک اٹھے اور پھر وہ نور پھیلا چلا گیا یہاں تک کہ مشرق ومغرب پرنور ہو گئے۔ سچ فرمایا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

سلام فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مقدس گود میں آپ پروان چڑھنے لگیں۔ رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ رحمت میں تعلیم و تربیت شروع ہوئی۔ پیدائش کے وقت سے آپ کے مبارک کان توحید باری تعالیٰ اور رسالت و نبوت کی شہادتوں سے سرشار ہونے لگے۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس برس کی عمر میں اعلان رسالت و نبوت فرمایا اور لوگوں کو دعوت توحید دی۔ اس وقت ہر ایک چھوٹے بڑے بچے بوڑھے' نوجوان' مرد و زن پر واجب تھا کہ آپ کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ وحدہٗ لاشریک کی کبریائی اور آپ کی بے مثل مصطفائی پر ایمان لاتے۔ چنانچہ سب سے پہلے افراد خانہ میں حضرت ام المومنین سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ اور آپ کی تینوں حقیقی بہنوں حضرت زینب' حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تصدیق توحید و رسالت کی گواہی دی اور ایمان کی دولت عظمیٰ سے سرفراز ہوئیں۔

مگر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو آنکھ ہی ایمان و اسلام اور نبوت و رسالت کی گود میں کھولی تھی چنانچہ آپ عین فطرت کے مطابق مسلمہ و مومنہ تھیں کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَكَانَ اَبَوَاهُ
يُهَوِّدَانِهٖ وَيُنَصِّرَانِهٖ وَيُمَجِّسَانِهٖ

ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی' عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

بلاشک وشبہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عین فطرت کی حسین کلی تھیں۔ آپ مادر زاد مسلمہ و مومنہ تھیں بلاتمثیل اپنے آپ کو لیجئے اور سوچئے ہمیں کس نے کلمہ پڑھایا اور دائرہ اسلام میں داخل کیا؟ تو یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ ہمارے ماں باپ مسلمان و مومن ہیں اور ہم ان کے ہاں پیدا ہوئے تو مومن و مسلم کہلائے۔ جب ہماری یہ کیفیت

ہے تو ماننا پڑے۔ حضرت سیّدہ فاطمہ طیبہ طاہرہ کو ایمان و اسلام کا فطرۃ اعزاز کاشانۂ نبوت و رسالت میں جلوہ گر ہوتے ہی حاصل ہو گیا تھا۔ وہ تو اسلام و ایمان کی جان کے ہاں پیدا ہوئیں لہٰذا آپ کے متعلق سوال کرنا ہی عبث ہے کہ کب اسلام لائیں۔

یہ ایک عجیب سا نکتہ ہے اسے اپنے قلب و دماغ میں مضبوطی سے نقش کر لیں پھر دیکھیں ایمان کی لذت اور یقین کی بہاریں کیسے کیسے پھول کھلاتیں ہیں۔

وجہ تسمیہ فاطمہ

حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فاطمہ کا نام اس لئے عطا ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **سُمِّيَتْ بِذٰلِكَ لِاَنَّ اللهَ تَعَالٰى فَطَمَهَا عَنِ النَّارِ**۔ (نور الابصار وغیرہ)

آپ کا نام اس لئے فاطمہ رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دوزخ سے دور رکھا ہے۔

نیز فرمایا ''**اِنَّمَا سُمِّيَتْ لِاَنَّ اللهَ فَطَمَهَا وَمُحِبِّيهَا عَنِ النَّارِ**'' آپ کا نام فاطمہ اس لئے رکھا کہ آپ سے محبت کرنے والوں کو دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھا جائے گا۔ (الصواعق المحرقہ)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن ازخود سیّد عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ اپنی شہزادی کا نام ''فاطمہ'' کیوں رکھا! حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **ان اللہ عزوجل قد فطمها وذريتها عن النار يوم القيامة**'' (ذخائر العقبہ بحوالہ آل رسول)

بیشک اللہ تعالیٰ نے فاطمہ اور ان کی اولاد کو قیامت کے دن آگ سے دور رکھے گا۔

آپ کے القاب میں بتول اور زہرا بھی آتے ہیں۔ بتول تو آپ کی دنیا سے بے نیازی پر دلالت کرتا ہے جبکہ زہرا آپ کی دائمی طہارت کا اظہار ہے۔ کیونکہ پورے جہانِ خواتین میں یہ آپ ہی کی انفرادی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حیض سے

پاک اور محفوظ رکھا اس بنا پر آپ کا لقب زہرا معروف ہوا نیز آپ نفاس کی علت سے بھی بری تھیں۔

عالی مرتبت خواتین! اس سے آپ ازخود اندازہ لگائیں سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ہمیشہ نماز فرض رہی جبکہ ہماری کیفیت اس کے بالکل برعکس ہے۔ یہ تو آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ ہر ماہ کم ازکم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن تک عورتوں پر کوئی بھی نماز ادا کرنا منع ہے۔ نہ فرض' نہ سنتیں' نہ نفل اور ایسی حالت میں قرآن پاک اور احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ لگانا منع ہے۔ زبانی پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ وہ معلمات جو تعلیم قرآن مجید میں مصروف ہیں وہ طالبات جو قرآن کریم پڑھتی ہیں انہیں بھی ان ایام میں پرہیز ازحد ضروری ہے۔ ہاں البتہ حروف تہجی کی صورت میں الگ الگ حرف پڑھائے اور پڑھے جا سکتے ہیں تاہم بلا واسطہ قرآن کریم چھونا منع ہے۔ اس کے برعکس حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر نہ نماز منع ہوئی اور نہ ہی تلاوت قرآن کریم۔ سبحان اللہ کیا شان فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ میرے اس بیان سے واضح ہوا کہ کم ازکم سالانہ چھتیس نمازیں اور زیادہ سے زیادہ ایک صد بیس نمازیں عورتوں پر معاف ہیں البتہ نفاس کی حالت میں کم ازکم ایک دن اور زیادہ سے زیادہ چالیس دن کی نماز عورت پر فرض نہیں ہیں۔ ارحم الراحمین کی خواتین اسلامیہ پر کتنی عظیم رحمت اور مہربانی ہے کہ علالت کی حالت میں نمازیں معاف کر دیں۔ مگر پھر بھی اتنی رعایت کے باوجود جو عورتیں نماز سے کنی کتراتی ہیں۔ پڑھنے سے گریز کرتی ہیں۔ سستی اور کاہلی کے باعث نماز ادا نہیں کرتیں انہیں توبہ کرنی چاہئے اور اپنی نمازیں باقاعدگی سے ادا کریں اور جو قضا ہو چکی ہیں ان کی قضائی لازم ہے۔

احتیاط کریں

عورتوں میں ایک اور رواج پڑ چکا ہے کہ وہ جب نماز ادا کرنے لگتی ہیں تو تکبیر تحریمہ کے ساتھ نماز شروع کرتی ہیں اور پہلی رکعت میں تو قیام میں رہتی ہیں باقی تمام رکعات میں بلاعذر بیٹھ جاتی ہیں حالانکہ نماز کی ہر ہر رکعت میں قیام مردوں کی طرح

عورتوں پر بھی فرض ہے۔ مگر وہ دیکھا دیکھی پہلی رکعت کے بعد کسی بھی رکعت میں قیام نہیں کرتیں۔ اس طرح فرض کے چھوٹ جانے سے نماز ہوتی ہی نہیں لہٰذا میری گزارش ہے کہ آپ یہ فرض پوری ذمہ داری سے ادا کریں تاکہ نماز پڑھنے کے باوجود سر پر نہ رہیں بلکہ جہاں جہاں عورتوں سے ملاقات کا موقع میسر آئے انہیں اس بات کی تبلیغ کریں۔ امید ہے میری گزارشات پر آپ عمل پیرا ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل ہمیں باقاعدہ فرائض، واجبات، سنن، مستحبات اور جملہ قواعد وضوابط کے ساتھ نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عزب مآب خواتین!

بات ذرا طول پکڑ گئی مگر اس کا بیان کرنا لازم اور ضروری تھا جب ہم سیّدہ فاطمہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر پاک کریں گی تو لازم ان کے معمولات کو بھی اپنانا پڑے گا۔ جب ان کے معمولات وفرمودات پر ہمارا عمل ہوگا تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت شامل حال ہوگی۔

دنیا میں حور

حضرت ام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ ابْنَتِیْ فَاطِمَۃَ حُوْرَآءُ آدِمِیَّۃٌ لَمْ تَحِضْ وَلَمْ تَطْمِثْ. (الشرف المؤبد لآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

میری بیٹی فاطمہ انسانی حور ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حیض ونفاس سے محفوظ رکھا۔

نکاح سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت سیّدہ فاطمہ زہرا طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح غزوہ بدر سے واپسی پر ماہ رمضان المبارک میں حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ ہوا۔ آپ اس وقت پندرہ سال کی تھیں جبکہ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکیس بائیس سال کے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھا کہ آپ کی خدمت میں حضرت جبرائیل علیہ السلام پیغام خداوندی

لائے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یَاْمُرُکَ اِنْ تُزَوِّجَ فَاطِمَۃَ مِنْ عَلِیٍّ ۔ بیشک اللہ تعالیٰ مجھے ارشاد فرماتا ہے کہ آپ فاطمہ کا نکاح علی سے کر دیجئے۔ چنانچہ حضرت سیّدہ فاطمہ کا نکاح چار سو مثقال حق مہر کے عوض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نورانی برات کی موجودگی میں فرمایا۔ جن میں خصوصیت سے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق' حضرت سیدنا عمر ابن خطاب' فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما' حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل تھے۔

بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی کے وقت تمام تیاری حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سرانجام دی۔ آخر ماں جو تھیں اس جوڑے کا آپس میں بندھن دیکھ کر حضرت ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: فَمَا رَأَیْنَا عُرْسًا مِّنْ عُرْسٍ فَاطِمَۃَ ۔ فاطمہ کی شادی سے عمدہ شادی میں نے کوئی نہیں دیکھی۔ (ابن ماجہ کتاب النکاح)

سبحان اللہ! جس کی شادی میں جلیل القدر صحابہ کرام شامل ہوں اس سے بڑھ کر اور کس کی شادی باعظمت ہوسکتی ہے۔ ایک طرف محسن اعظم اور ایک طرف محسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور پھر دلہن جسے خاتون جنت کا اعزاز حاصل ہوا۔ دولہا باب مدینۃ العلم شجاعت کے پیکر' صاحب ھل اتی' شیر خدا' حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مبارک شادی کی شان وشوکت کا ہر سطح پر نرالا انداز تھا۔

جہیز سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آج میری تقریر خاصی طور پکڑ رہی ہے مگر صبر سے کام لیجئے۔ یہ اس شہزادی کا ذکر خیر ہے جس کے ذکر کرنے سے خالق کائنات رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ جن کے وسیلہ سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ جن کے شہزادوں نے دین اسلام کی آن بچانے کے لئے تن من دھن' وطن' اولاد سب کچھ نثار کر دیا۔ جن کے نانا جان' جان جہاں' محسن انس و جاں' مختار کل' فخر رسل' ہادی سبل' جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات ہیں جن کے ابا جان' شہنشاہ' شجاعت' استقامت' شاہ مرداں' شیر یزداں' قوت

پروردگار موئی کائنات' حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔

اس مخدومہ کائنات' حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مالک کونین' سردار دارین' رحمۃ للعٰلمین' شفیع المذنبین' حبیب رب العٰلمین جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو جہیز عطا ہوا اس کی تفصیل شاہنامہ اسلام میں جو مرقوم ہے سماعت فرمایئے اور پھر آج کل اپنے معاشرہ کی حرص و ہوس کو سامنے رکھئے۔ امراء نے غرباء کو احساس کمتری میں مبتلا کر رکھا ہے جہیز حسب توفیق دنیا سنت ہے مگر اس سنت شریف پر عمل کے فقدان کے باعث لوگ نام ونمود' نمائش اور دکھاوے کی لعنت میں ایسے جکڑے ہوئے ہیں کہ سنت کو اختیار کرنا محال ہو چکا ہے۔

جہیز کی کمی کے احساس میں غریب ماں باپ کی بچیاں نکاح ایسی عظیم سنت سے بھی محروم پڑی رہتی ہیں نہ صرف ماں باپ غربت کے باعث پریشان رہتے ہیں بلکہ بیٹے والے بھی اپنی کمینگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ جہیز کے طالب ہوتے ہیں۔ بعض اوقات تو محض جہیز کی کمی کی وجہ سے دولہا میاں بیوی کو نہ صرف طلاق دینے پر آمادہ نظر آتا ہے بلکہ قتل جیسے قبیح فعل کا مرتکب بھی ہو جاتا ہے۔ ورنہ لعن طعن کو سسرال میں بچی کا مقدر بنا دیا جاتا ہے۔ ایسی ناگفتہ بہ حالت دلہن کے لئے عذاب الیم سے کم نہیں ہوتی۔ اس نہایت قبیح افعال سے کیسے نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔ بس ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم معاشرہ کے غلط رسم ورواج کو حرف غلط کی طرح مٹا کر حضرت خاتون جنت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نقش قدم پر چلنا شروع کر دیں۔ پریشانیاں ازخود معدوم ہو جائیں گی اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت وکرم کی بارش نصیب ہوگی۔ تو آیئے ذرا دیکھئے حضرت سیّدہ فاطمہ کو مالک کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سامان جہیز عطا ہوا وہ کتنا تھا اور کیا کیا اشیاء تھیں:

جہیز اللہ اکبر جو ملا تھا شہنشاہ دو عالم سے
ملا ہے درس ہم کو سادگی کا فخر آدم سے
متاع دنیوی جو حصہِ زہرا میں آئی تھی
کھجوری کھردرے سے بان کی اک چارپائی تھی

مشقت عمر بھر کرنا لکھا تھا جو مقدر میں
ملی تھیں چکیاں دو تا کہ آٹا پیس لیں گھر میں
گھڑے مٹی کے دو تھے اور اک چمڑے کا گدا تھا
نہ ایسا خوشنما تھا یہ نہ بدزیب اور بھدّا تھا
بھرے تھے اس میں روئی کی جگہ پتے کھجوروں کے
یہ وہ سامان تھا جس پر جان و دل قربان حوروں کے
وہ زہرا جن کے گھر تسنیم و کوثر کی تھی ارزانی
ملی تھی مشک ان کو تا کہ خود لایا کریں پانی
ملا تھا فقروفاقہ ہی مگر اصلی جہیز ان کو
کہ بخشی تھی خدا نے اک جبین سجدہ ریز ان کو
چلی تھی باپ کے گھر سے نبی کی لاڈلی پہنے
حیا کی چادریں' عفت کا جامہ' صبر کے گہنے
ردائے صبر بھی حاصل تھی توفیق سخاوت بھی
کہ ہونا تھا اسے سرتاج خاتونان جنت بھی
اسی کی تربیت میں اسوۂ یمن وسعادت تھا
اسی کی گود سے دریا ابلنا تھا شہادت کا
وہی غیرت جو مہر خاتم حق کا نگینہ تھی
اس کی لاڈلی ہی اس امانت کی امینہ تھی
علی المرتضیٰ نے آج تاج ھل اَتی پایا
دلہن کی شکل میں اک پیکر صدق وصفا پایا
پدر کے گھر سے رخصت ہو کے زہرا اپنے گھر آئی
توکل کے خزانے دولت مہر و وفا لائی

(شاہنامہ اسلام)

مہر خاتون جنت کی ایک اور صورت

جامع المعجزات میں مرقوم ہے کہ جب حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے سرتاج صاحب ھل اتیٰ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور چند باتیں بطور وصیت ارشاد فرمائیں۔ ان میں سے ایک یہ بات تھی کہ اے میرے سرتاج! پیارے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' میرے وصال کے بعد جب مجھے کفن پہنایا جائے تو فلاں مقام پر میں نے ایک ٹکڑے پر کچھ تحریر رکھی ہوئی ہے وہاں سے اٹھا کر اسے میرے کفن میں رکھ دینا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سنتے ہی پکار اٹھے۔ فاطمہ! تجھے اپنے ابا جان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ مجھے جلدی بتایئے اس پارچہ میں کیا تحریر ہے۔

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جب ہمارا نکاح ہوا تو مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری پیاری بیٹی میں علی سے چار سو مثقال چاندی حق مہر میں تمہارا نکاح کرنے لگا ہوں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی مجھے قبول ہیں مگر اتنا معمولی سا حق مہر منظور نہیں۔ اسی اثناء میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا سلام و پیغام پہنچایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ سے کہیے اللہ رب العزت تیرے لئے جنت اور اس کی تمام نعمتیں تیرا حق مہر مقرر فرماتا ہے۔ کیا یہ منظور ہے؟

حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سوالیہ رنگ میں اللہ تعالیٰ اپنی انتہائی کرم نوازی سے مجھے فرما رہا ہے تو میں عرض کرتی ہوں مولیٰ تعالیٰ میں اتنی نعمتوں پر بھی راضی نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ارشاد باری تعالیٰ ہے فاطمہ سے کہئے جو کچھ تجھے منظور ہے اس کا کھل کر اظہار کرے چنانچہ میں نے عرض کیا میں تجھے ہر وقت امت کے غم میں پایا ہے۔ میں چاہتی ہوں آپ کی گنہگار امت کی بخشش میرا حق مہر ہو۔ چنانچہ جبرائیل امین واپس گئے اور ایک تحریری پارچہ لائے جس پر مرقوم تھا۔

جعلت شفاعة امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم صداق فاطمہ۔ میں نے فاطمہ کا مہر امت محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء کی بخشش مقرر کیا۔ (نزہۃ المجالس)

معزز خواتین! حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل شمائل محامد ومناقب' مقام ومراتب بے شمار ہیں۔ جن کا کما حقہ بیان انسان کے بس کی بات نہیں اس لئے آج کی محفل میں آپ کے ابتدائی حالات پر روشنی ڈالی۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ کسی موقع پر آپ کی ایمان افروز کرامات سے آگاہ کیا جائے گا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی محبت ہمارے دلوں میں راسخ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

"وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ"

ضروری وضاحت!

معجزہ علی؟

میری اسلامی بہنو! ملک بھر میں چار ورقی چند رسالے اہل بیت کرام کی محبت کے پردے میں گمراہی پھیلا رہے ہیں جس میں زیادہ تر مسلمان عورتوں کا کردار نمایاں ہے۔ وہ اپنے بچوں' بھائیوں' خاوندوں بلکہ ماں باپ کو مجبور کرتی ہیں کہ ہمیں معجزہ فاطمہ' معجزہ علی' لکڑ ہارے کی کہانی' دس بیبیوں کی کہانی کتب خانوں سے لا کر دیں۔ ان کے پڑھنے پڑھانے سے مشکلیں آسان ہوتی ہیں' مصیبتیں ٹل جاتی ہیں' مرادیں پوری ہوتی ہیں اور پھران کے دل و دماغ میں خوف کا لاوا بھر دیا جاتا ہے کہ جو بھی کوئی ان کہانیوں کو غلط کہے گا اوران پر یقین نہیں کرے گا' وہ دنیا و آخرت میں سخت عذاب کا شکار ہوگا۔ صنف نازک جو پہلے ہی نرم دل رکھتی ہیں وہ سہم جاتی ہیں ڈر اور خوف ان پر مسلط ہو جاتا ہے۔ وہ دوسری عورتوں کو بھی اسی طرح ڈراتی ہیں اور یہ لاعلاج مرض ناسور کی طرح پھیلتا جا رہا ہے۔

میری بہنو! یہ سب باتیں بے سروپا ہیں' یہ فرضی کہانیاں ہیں' یہ بناوٹی قصے ہیں' لوگوں کو گمراہ کرنے اور اپنی دکان چمکانے کے حیلے بہانے ہیں۔ سنی صحیح العقیدہ مسلمان عورتوں کو بدعقیدہ بنانے کا شیطانی وار ہے۔

خیال رہے کہ معجزہ نبی سے ظاہر ہوتا ہے غیر نبی سے معجزے کا ظہور ممکن نہیں۔ غیر نبی کو نبی ماننا کفر ہے جب غیر نبی کی طرف معجزے کی نسبت کی تو اسے نبی تسلیم کر لیا گیا جو سراسر غلط ہے۔ بیشک امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی شان کے مالک ہیں۔ ان کی بڑی عظمت ہے۔ ہمارے پیارے حبیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں۔

حضرت سیدہ خاتون جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سرتاج ہیں' حضرت امامین کریمین حسنین شہیدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے والد ماجد ہیں' ان کی ذات والا برکات ہمارے ایمان کی جان ہے۔ وہ السابقوں الاوّلون میں شامل ہیں۔ وہ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں' وہ اہل بیت میں شامل ہیں' وہ خلفاء راشدین میں شامل ہیں' وہ صحابہ کرام اور اہل بیت کے امام ہیں' وہ شجاعت کا پیکر ہیں' وہ ہر میدان میں فاتح کی حیثیت سے نمایاں ہیں' ان کی زیارت عبادت الٰہی کے مترادف ہے۔ ان کی کرامات کا شمار ممکن نہیں' باوجود لاتعداد عظمتوں کے وہ نبی نہیں ولی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے پیارے حبیب کو انبیاء ومرسلین کا خاتم بنایا' آپ آخری نبی ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہونا ہوتا تو وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے' جب میرے بعد کوئی نبی ہونا ہی نہیں تھا تو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے نبی ہوتے؟ میرے بعد معجزات کا سلسلہ ایسے ہی ختم ہے جیسے قرآن کریم کے بعد کوئی کتاب الٰہی نہیں ہے۔ آسمانی کتب وصحائف کا سلسلہ قرآن مجید کے نزول سے اختتام کو پہنچا ایسے ہی معجزات کا سلسلہ الانبیاء والمرسلین حضور پرنور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا برکات اختتام پذیر ہوگیا۔ اب کوئی کتنی بھی محترم ومعظم ومکرم ومعزز ہستی ہی کیوں نہ ہو اس سے معجزہ ظاہر نہیں ہوسکتا ہاں البتہ کرامت کا ظہور ممکن ہے۔ مگر اس کی کرامت کو کرامت ہی مانیں اسے معجزہ کا نام دے کر اسے منصب نبوت تک نہ پہنچائیں۔ کیونکہ جو نبی نہیں اس سے معجزہ ممکن نہیں اور اس کی کرامت کو معجزہ ماننا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار کرنا ہے۔

میری پیاری بہنو! حضرت مولیٰ مشکل کشا' حیدر کرار ہمارے امام ہیں' وہ نبی نہیں اگر انہیں معجزے کے پردے میں نبی مانیں تو یہ کفر ہوگا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہیں نبی ماننے کے مترادف ہوگا۔ پس اپنے ایمان کی حفاظت کیلئے ان کی کرامات کو پڑھئے اور یہ غلط قسم کے چار ورقی علی کے معجزے پڑھنے اور پڑھانے سے اپنے ایمان کا

جنازہ مت نکالئے۔

کرامت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

میری پیاری اور قابل صد احترام اسلامی بہنو! جیسے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے معجزہ کی حقیقت آپ کے سامنے بیان کی ہے ایسے ہی معجزہ فاطمہ کے نام سے چار ورقی رسالہ ملک بھر میں گشت کر رہا ہے اور عورتیں سیّدہ فاطمہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی محبت ومودت کے باعث وہم میں مبتلا اسے اپنے گھروں میں بڑے اہتمام سے پڑھتی اور پڑھاتی ہیں حالانکہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برکات سے بہرہ مند ہونا ہے تو ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قرآن پاک کی تلاوت کرنی کرانی چاہئے۔
حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قرآن مجید سے اتنی محبت اور عشق تھا کہ چکی چلاتی تو قرآن کریم کی ساتھ ساتھ تلاوت فرماتی جاتیں۔ امام حسن وحسین کو لوریاں دیتیں تو قرآن کریم پڑھتی رہتیں' دودھ پلاتیں تو قرآن مجید کی آیات سے ان کے کانوں میں رس گھولتیں۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قرآن کریم فرمان حمید سے اتنی لگن تھی کہ اکثر اوقات اسی کی تلاوت میں مگن رہتی۔ نماز تہجد اور نوافل میں قرآن کریم اتنا زیادہ تلاوت فرماتیں کہ صبح صادق تک اسی کی محبت میں سرشار رہتیں اور پھر جس پیار سے اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوتیں تو پکار اٹھیں۔ مولیٰ تعالیٰ کیا ہی اچھا ہوتا کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے رات کو لمبا فرماتا تاکہ جی بھر کر سجدہ کر لیتی۔

میری پیاری بہنو! سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا معمول تو تلاوت قرآن مجید رہا مگر آپ ہیں کہ قرآن مجید کے بجائے فرضی کہانیوں اور بناوٹی قصوں کو اہمیت دیتی ہیں جن کا نہ کوئی سر ہے نہ پاؤں۔ یوں بھی ذرا اپنی عقل وفکر سے کام لو فاطمہ کا معجزہ ہو ہی کیسے سکتا ہے جب کہ وہ نبی نہیں اور پھر حضرت اماں حوا سے لے کر حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک بے شمار مقدسات وطیبات خواتین دنیا میں تشریف لائیں۔ انبیاء کرام کی ازواج بننے کا شرف نصیب ہوا مگر کسی بھی نبی کی بیوی یا بیٹی نے نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا کیونکہ کوئی عورت نبی بن کر نہ آئی اور نہ آئے گی اور نہ بن سکتی ہے۔ تو حضرت

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب اپنے ابا جان' جان کائنات فخر موجودات رحمۃ للعالمین خاتم النبیین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کرچکی ہیں اور آپ کے معجزات بینات کو دیکھ کر اور ان پر ایمان لاچکی ہیں تو وہ کیسے اپنے معجزہ کا اظہار فرماتیں؟

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے معجزہ کو ماننا گویا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار کرنا ہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نبی ماننے کے مترادف ہے جو سراسر غلط ہے۔ لہٰذا یہ چار ورقی معجزہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پڑھنے کی بجائے قرآن کریم جو آپ اور آپ کی اولاد امجاد کا محبوب و مرغوب وظیفہ رہا۔ اس کی تلاوت کو اپنا معمول بنایئے' اپنے ایمان کی دولت میں اضافہ کیجئے اور دونوں جہاں کی نعمتوں کی مستحق بن جایئے۔

لکڑ ہارے اور دس بیبیوں کی کہانی

ان کہانیوں کا بھی سوائے ان اوراق کے کہیں ذکر تک نہیں۔ لوگوں کے ایمان کو خراب کرنے کیلئے غیروں نے بے سروپا باتیں اور کہانیاں بنارکھی ہیں۔ یہ غیر مسلموں کی سازش ہے کہ مسلمان عورتوں کے ذریعے انہیں غلط راہ پر ڈالا جائے تاکہ قرآن کریم' احادیث مبارکہ سیرت طیبہ اور اخلاق کریمہ پر مبنی کتابوں سے ان کا تعلق وربط ختم کیا جا سکے۔ فضول اور بے فائدہ کہانیوں کی طرف حرص و آز اور لالچ سے بھرپور کلمات درج کرکے اصل مشن سے کنارہ کشی کی راہ پر لگایا جائے لہٰذا میں اپنی بہنوں سے پرزور اپیل کرتی ہوں۔ خدارا مصنوعی معجزے' بناوٹی قصے کہانیوں کو چھوڑ کر امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن اور عارفات و صالحات کی زندگی کا مطالعہ کرکے اپنی دنیا و عاقبت کو بنانے سنوارنے کی کوشش کریں۔ اسی میں خواتین اسلامیہ کی بھلائی اور بہتری ہے۔ اب آیئے حضرت سیّدہ فاطمہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کرامات سے اپنے ایمان وایقان کی دولت میں اضافہ کیجئے۔ پہلے ایک بار نہایت عقیدت ومحبت سے آپ کی بارگاہ میں یوں سلام پیش کیجئے ۔

سیّدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

کرامات خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا

دنیا دی کل عورتاں وچوں کسے ایہہ شان نہ پایا
سبھناں اوپر فاطمہ تائیں رب سردار بنایا
موہوں جو دعا فرماندی حضرت خاتون پیاری
جھب منظور کریندا فضلوں واحد اللہ باری

روایات میں آتا ہے کہ عید کا دن تھا' صبح کے وقت دونوں شہزادے جب باہر نکلے تو اپنے ہم عمر بچوں کو نہایت خوبصورت لباس پہنے دیکھا' جلدی سے گھر واپس آئے اور حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کرنے لگے:

اے اماں تدھ معلم نائیں ہے اک عید دہاڑا
ہر کوئی آج وچ خوشی دے کیا چنگا کیا ماڑا
لوکاں دے اَج لڑکے سارے خوشبو عجیب لگاون
چنگے چنگے کپڑے پاسن سو سو خوشی مناون
کیا اسیں اینویں رہساں آج دن ناں کوئی خوشی منایئے
دیہہ سانوں بھی عمدہ کپڑے وچ اونہاندے جایئے

شہزادوں کی باتیں سن کر حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سوچ بچار کرنے لگی۔ گھریلو کیفیت سامنے تھی' صبر وشکر سے دن گزر رہے تھے' آپ کے پاس اتنی بھی رقم نہیں تھی کہ اپنے پیارے شہزادوں کیلئے عید پر نئے کپڑے بنائے جاتے۔ دل ہی دل میں کہنے لگی:

کتھوں عمدہ کپڑے لیا کے بچیاں نوں پہناواں
تے کس حیلے دل اینہاندا میں صدقے پر چاواں
سر منہ چم تسلی دِتی صدقے صدقے جاواں
بیٹھ جاوَ کجھ آٹا پیہہ کے نویں پوشاک پہناواں

عموماً جس طرح بچے اپنی خواہش کی تکمیل جلدی چاہتے ہیں آج حضرت حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی مطالبہ کر رہے تھے کہ امی جان دیر نہ کریں جیسے تیسے ہو سکے ہمیں فوری طور پر نئے تیار شدہ لباس پہنائیں۔ سیّدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اچھا بیٹا جایئے اور اچھی طرح نہا دھو کر آئیں۔ تمہارے آنے تک نئے جوڑے تیار ہوں گے:

بند کیتی مجبوراً چکی بچیاں توں فرماوے
جاؤ خوب غسل کر آؤ درزی ہنے جو آوے
جوڑے بہت نفیس لیاوے خوب تساڈے کارن
سنکر راضی ہوئے شہزادے گئے نہاون کارن

ڈال مصلیٰ پیش خداوند حضرت خاتون پیاری
میں قربان شروع فرمائی عجزوں گریہ زاری

بار خدایا بار خدایا شرم میری ہتھ تیرے
کجھ پرواہ نہ تینوں سایاں تیرے فضل گھنیرے

پاک نبی دیاں دوہتیاں تائیں تیرے باجھ خدایا
دیوے کون تسلی میں بھی قول قرار پکایا

کون جو پورا عہد میرے نوں کرے خداوند سایاں
تیرے باجھوں یارب میرے لائق کس وڈیاں

کپڑے نویں منگن اج میتھوں حسن حسین پیارے
بھیج اونہاندی خاطر جوڑے اے رب سرجن ہارے

دوہتے پاک حبیب تیرے دے کر دل تنہاں راضی
کر کرم کر سائیاں تو غنی رب قاضی

ایہہ نبی دے دوہتے تے ایہہ پت علی دے پیارے
بھیج اونہاندی خاطر جوڑے اے رب سرجن ہارے

اپنے کارن نہیں اگے میں کدی سوال سنایا
ہن بھی میرا اپنا مطلب ناہیں بار خدایا
کارن حسن حسین فقط میں تیرا در کھڑکایا
پورا کریں سوال میرا ایہہ پاروں عجز سنایا

بیان کرتے ہیں کہ شہزادی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابھی دعا ختم نہ کر پائی تھی کہ دروازے پر دستک سنائی دی اور ساتھ ہی نہایت ادب واحترام سے آواز آئی۔ خاتون جنت بچوں کو باہر بھیج دیں تاکہ وہ اپنے نئے جوڑے وصول کرلیں۔

سن آواز شتابی دوڑے حسن حسین پیارے
درزی شکل اعرابی جو اک ویکھن گھلا سوہارے

دونوں شہزادے جب خوشی ومسرت سے دوڑے ہوئے باہر آئے تو اس مرد خدا نے نہایت خوبصورت دو جوڑے پیش کئے اور خود خاموشی سے واپس چلا گیا۔ حسنین کریمین نے دیکھا امی جان سیّدہ خاتون سجدہ شکر ادا فرما رہی ہیں۔ دونوں عرض گزار ہوئے۔

ادبوں عرض گزاری پیارے دوہتے نبی غفاری
لیاندے درزی کپڑے ساڈے اٹھو ماں پیاری
جلدی ناں پہناؤ سانوں دیر نہیں ہن کائی
سجدیوں سر اوٹھایا' بی بی شکر بجا لیائی
عجب پہنائے کپڑے سوہنے خوب برابر آئے
عید گاہے ہن جاؤ صدقے رخصت حکم سنائے

سبحان اللہ! سچ فرمایا سیّد عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے من کان للہ کان اللہ له جو اللہ کا بن جائے اللہ اس کا بن جاتا ہے اور پھر بقول اقبال مرحوم:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

میری پیاری قابل صد احترام بہنو! شان سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان کس

کے بس کی بات نہیں۔ دیکھا آپ نے جیسے ہی بارگاہ رب العزت میں سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دعا کی تو کتنی جلدی آپ کی دعا نے قبولیت کا ثمرہ پایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی دعا فرماتے تو اللہ رب العزت فوراً قبول فرمالیتا۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جیسے ہی کبھی نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے دعا فرمائی:

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی شان سے جب دعائے محمد رسول ﷺ
خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی شہزادی تھیں۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ہمیشہ خوش رکھتے۔ فرمایا کرتے یہ میرے جسم کا حصہ ہے جس نے ان سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جو مجھ سے محبت رکھتا ہے خدا اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔ جب سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کی آل سے محبت' محبوب خدا کا وسیلہ تو ان کی دعاؤں کو یقیناً قبولیت کا جلد سہاگ مل جاتا۔ تعجب کی بات نہیں ہے۔ مزید کرامات سننے سے پہلے ایک بار اپنے پیارے رسول رب العزت کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیجئے:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

ردائے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ردا چادر کو کہتے ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت صابرہ شاکرہ تھیں۔ صبر وشکر سے گھریلو ضروریات کو پورا کرتی رہتیں' کئی کئی روز کچھ کھائے پیئے بغیر گزر جاتے۔ ایک دن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر سے گھر تشریف لائے تو کچھ کھانے کیلئے کہا۔ حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے

آپ کی خدمت میں نہایت حوصلے ہمت اور ادب و احترام سے عرض کیا۔ میرے سرتاج عجیب اتفاق ہے کہ آج ہم گھر میں سبھی بغیر کھائے پیئے آپ کے انتظار میں تھے کہ آپ کوئی چیز کھانے کیلئے لائیں گے۔ اس وقت تو گھر میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں جسے کھا کر بھوک کر دبایا جا سکے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سنتے ہی حضرت حسنین کریمین کو دیکھا۔ پھر اپنی اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کیفیت پر غور کیا تو آپ کو خاصی پریشانی لاحق ہوئی۔ حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جب مولائے کائنات' حیدر کرار' شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم کی طرف دیکھا تو:

نظر محبت پاروں ویکھیا خاتون جنت پیاری
حضرت اسد اللہ دی طرفے ادبوں عرض گزاری
یاسردار مسکینی دا دل وچہ خیال نہ لاؤ
ناداری محتاجی دا غم حضرت ذرہ نہ کھاؤ
چادر اک موجود جو میری اس تائیں لے جاؤ
جس قدر جو ملن تسانوں گروی رکھ لے آؤ

یہ کہتے ہی حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چادر تطہیر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ دی۔ حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ چادر لے کر ایک یہودی کے ہاں پہنچے اور اڑھائی سیر جو میں چادر زہرا گروی رکھ کر گھر تشریف لائے۔ حضرت سیّدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے ہاتھ سے چکی چلائی اور جو کا آٹا تیار کر کے ازخود روٹیاں پکائیں' سبھی نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور اللہ رب العزت کا شکر بجائے لائے۔ مگر حضرت سیّدہ خاتون جنت کی ردائے مبارکہ' چادر تطہیر یہودی نے اپنے گھر ایک کمرے میں سنبھال کر رکھ دی۔ عجیب اتفاق کہ جب رات سر پر آئی تو دیکھا اس کا وہ مکان انوار و تجلیات کا مرکز بن چکا تھا۔ بیان کرتے ہیں کہ:

رات ہوئی جد قدرت پاروں پئی ضرورت کوئی
مرد یہودی دی جو عورت کمرے داخل ہوئی

کیا کجھ دیکھے شان خدا دی چمکے نور پیارا
چادر وچوں نکلن شعلے روشن کمرہ سارا
ایسی چمک پوے اس نوروں نظر نہ ڈالی جاوے
ویکھ حقیقت خاوند تائیں جا کر حال سناوے
ویکھیا اس یہودی نے جد' حیرت اندر آیا
نوکر' اتے' لواحق سارے سبھناں سدھ لیایا
اِکاسی مرد زنانیاں اس دے تابعدار تمامی
ویکھی سبھناں شان خدا دی قدرت رب گرامی
واحد رب پچھاتا سبھناں صدق ایمان لیائے
شوق کنوں سردار نبی دی خدمت اندر آئے
کیتی اوس یہودی چادر نذر خاتون پیاری
اساں غریباں اوپر کیتا فضل خداوند باری
ایہہ کرامت خیر نساء دی فضل ہو یار سرکاروں
گنتی وچہ اِکاسی جاناں بچ گیاں دوزخ ناروں
احمد فاطمہ علی سوہارا حسن حسین پیارے
پنج تن دے جا صدقے بخشیں مینوں سرجن ہارے
تر جاواں منظور پوے جے تھوڑی خدمت میری

(سیرت فاطمہ ص ۹۰ از حضرت میاں درویش محمد یعقوب نقشبندی مجددی ہیبت پوری علیہ الرحمۃ)

سیّد عالم کی ڈاچی' بارگاہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں

بیان کرتے ہیں کہ جب سیّد عالم نبی مکرم رسول معظم جناب احمد مجتبیٰ احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف قصد سفر فرمایا تو حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سب سے پہلے اپنی ملاقات کی بشارت سنائی۔ یعنی نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے علم غیب جو بہ عطائے الٰہی آپ کو حاصل تھا۔ یہ خبر دی کہ تمام صحابہ کرام' اہل بیت عظام جملہ صحابیات' چھوٹے' بڑے جتنے بھی اس وقت موجود ہیں ان میں جس کو سب سے پہلے میری ملاقات کا شرف نصیب ہوگا۔ میری پیاری لخت جگر' نور نظر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ہوں گی گویا کہ آپ فرمارہے تھے کہ مجھے ہر ایک کے وصال کی خبر ہے۔ کون پہلے فوت ہوگا اور کون بعد میں۔ میرے وصال کے بعد جو مدینہ طیبہ میں سب سے پہلے اس جہان فانی سے راہی بقا ہوگی۔ فاطمہ تم ہو! اور بعد از وصال تم مجھ سے ملاقات کروگی۔ الگ الگ رہنے کا تصور بھی ختم کر دیا۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ خوشخبری سن کر مسکرائیں حالانکہ رحمۃ للعالمین سیّد المرسلین جیسے عظیم باپ کا سایہ سر سے اٹھ رہا تھا مگر اس جہان فانی۔ سے فاطمہ کو کیا غرض۔ دنیا تو عارضی ٹھکانہ ہے دائمی زندگی تو عاقبت و آخرت کی ہے۔

القصہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک ڈاچی تھی جس کا نام ''غضباء'' تھا۔ وہ ایک دن بارگاہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض گزاری ہوئی۔

غضباء ڈاچی اک دن شوقوں خدمت عرض گزاری
بہت مدت میں پاس یہودی رہی حبیب غفاری
جنگلے کا رن یا سردار جد میں باہر جاندی
ہر اک قسموں سبزی مینوں اپنی طرف بلاندی
آ میرے دل میں اک تینوں' بات عجیب سناواں
جھبدے تدھ پر کرے سواری سوہنا نبی سچاواں
ہووے گا سوار تیرے تے ختم رسل پیارا
کرے جو نال میرے ایہہ باتا ہر سبزی سردارا
راتیں جد میں جنگل جاندی جنگلے نوں سردارا
کل درندے آپس اندر کردے ایہہ پکارا
پاس نہ اس دے ہرگز جانا اک دوجے سد مارن

ایہہ تیار جو کہتی جاوے نبی محمد کارن

چنانچہ جب خیبر فتح ہوا تو مال غنیمت میں یہ ڈاچی سیّد عالم محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آئی۔ آپ کی ظاہری زندگی میں خدمت سرانجام دیتی رہی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا سے سفر آخرت فرمایا تو وہ ڈاچی:

اک راتیں جو فاطمہ بی بی بیٹی نبی غفاری
باہر خوش تشریف لیاندی زہرا خاتون پیاری

اور حسن اتفاق کہ ڈاچی دوڑتی ہوئی آپ کے پاس حاضر ہو کر یوں عرض گزار ہوئی۔

ادبوں بول السلام علیک کہندی فاطمہ تائیں
اے خاتوں پیاری بیٹی خیر امت دے سائیں
باپ اپنے نوں جیکر کہنا کوئی پیغام ضروری
کر ارشاد گرامی جو میں چلی وچ حضوری
چلی میں دربار محمدی اے خاتون پیاری
دیہو سنہیا جے کوئی دینا غضبا عرض گزاری
سن باتاں غضباء کولوں بیٹی نبی غفاری
رنی درد محبت یاروں جنت جس سرداری
پکڑ مہار جو لے گودی وچہ بیٹھ گئی تے رووے
دل وچ سوز زیادہ ہویا ہنجوہار پروۓ

بیان کرتے ہیں کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اونٹنی کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیر رہی تھیں کہ اچانک اونٹنی نے آخری سانس لیا اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں سر رکھ کر اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ صاحب درد شاعر فرماتے ہیں:

ڈگ اچانک دھرتی آئی غضباء غماں ستائی
کیتی جان تصدیق ڈگدیاں سہن محال جدائی

سہن محال جدائی تنہاں جہناں محبتاں لائیاں
جا کے پچھ تنہاں کولوں بیش جہنا ندے آئیاں
حال جدائی اوہ کوئی جانے جس دا یارا پیارا
وچھڑیا ہویا بند نظارا جگ اندھیرا سارا
یار سجن نے لائی جس توں برہوں تیز چواتی
دھو بیٹھا ہن غماں ستایا ہتھوں اوہ حیاتی
فوراً جان دتی غضباء راوی ذکر لیایا
چادر وچ لپیٹ اس تائیں فاطمہ نے دفنایا

بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صحابہ سے فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس جانثار ڈاچی کو نہایت ادب سے دفنایا جائے۔ چنانچہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس یادگار نشانی غضباء اونٹنی کو مدینہ طیبہ کی خاک کے سپرد کر دیا گیا۔ روایات میں آیا ہے کہ:

پٹ زمین جو تن دن پچھوں ویکھیا اس دے تائیں
کِتے سراغ نہ ملیا اس دا جانے اللہ سائیں
ایہہ کرامت خاتون جنت پاک خدا فرمائی
بعد نبی جو فاطمہ تائیں اونٹنی بات سنائی
پاک نبی دی بیٹی پیاری میں کی صفت سناواں
شان بیان تحریر نہ ہووے میں قربانی جاواں
پیو دھی دونویں نور یگانے خاص حبیب غفاری
پیو تے ختم نبوت، دھی نوں جنت دی سرداری
پاک نبی سردار دو عالم کہیا حبیب سوہارے
بیٹی میری فاطمہ پیاری حسن حسین پیارے
کرے پیار جو نال انہاں دے فضل کنوں رب سائیں
قہر عذاب جہنم ناروں ملے نجات اس تائیں

حب نبی دی خیراناں دل زیادہ شوق ہے تینوں
کتب حدیث مبارک ویکھیں ہن نہیں فرصت مینوں

وصال سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاتون جنت اپنے والد ماجد' سیّد المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر ملال کے بعد نہایت غم والم میں رہنے لگیں۔ خوشی ومسرت کی جگہ جدائی وفرقت نے لے لی۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں آپ آنسو بہاتی رہتی اور اس دن کی منتظر تھیں جس کی بشارت مخبر صادق' نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم از خود دے چکے تھے کہ فاطمہ سب سے پہلے مجھ سے ملاقات تمہاری ہوگی۔ چنانچہ آپ کا دل دنیا سے بالکل اچاٹ ہو گیا تھا۔

ایک دن یومیہ معمول کے بالکل برعکس حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کپڑے دھوئے' پانی نہلانے کیلئے رکھا اور از خود آٹا گوندھ کر روٹیاں پکا رہی ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر سے گھر تشریف لائے اور یہ کام ملاحظہ فرمائے تو فرمایا:

اے مخدومہ جہاں' اے معصومہ آخر الزماں' اے بلقیس حجرۂ تقدیس وجمال' اے آسیہ عالم تکمیل کل' اے فاطمۃ الزہرا' اے ملکہ جنت رب العلیٰ' میں بیک وقت ایسے دو تین کاموں میں کبھی مصروف ومشغول نہ دیکھا۔ جب کہ آج آپ بڑی بیتابی اور محبت سے سرانجام دے رہی ہیں۔ آخر ان میں کیا حکمت ہے' کیا راز اور بھید ہیں' مجھے ان اسرار مخفیہ سے آگاہ فرمائے۔

حضرت سیّدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے سرتاج' باب مدینۃ العلم کے استفسار پر نمناک ہوگئیں' آنسو چہرے پر چمکنے لگے' نہایت دھیمی اور پرسوز آواز سے فرمایا: هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِىْ وَبَيْنِكَ۔ یہ میرے اور آپ کے مابین جدائی وفرقت کی گھڑی ہے۔

بگزار تا بگریم چوں ابر نو بہاراں
از سنگ گریہ خیزد وقت وداع یاراں

چھوڑ دلا رولیواں درداں وانگوں ابر بہاراں
پتھر بھی گھل پانی ہوندے جدا کریندیاں یاراں

علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ!

آج میں نے خواب میں اپنے ابا جان کو بلندی پر جلوہ افروز ایسے رنگ میں دیکھا ہے کہ آپ چاروں طرف ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے کسی کے آنے کا انتظار ہو۔ میں نے یہ منظر دیکھتے ہی پکارا۔ ابا جان! کس کا انتظار ہے؟ آپ یہاں کہاں؟ ابا جان! آپ کی فرقت وجدائی سے میری جان پر بن آئی ہے' میرا جسم پگھل رہا ہے' مجھے اپنے ہاں آنے کی اجازت دیں۔

میری فریاد پر ابا جان نے فرمایا! میری لخت جگر نور نظر میں تو یہاں تیرے ہی انتظار میں ہوں۔ بیٹی لو سنو! آج قید دینوی سے آپ کی رہائی ہوا چاہتی ہے۔ کل تیرا یہاں آنا ہوگا میں اور جنت تیری ملاقات کے مشتاق ہیں۔

علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یہ میری آخری گھڑیاں ہیں' آئندہ رات پہلے حصہ میں میرا وصال ہوگا' یہ روٹیاں میں نے اس لئے پکائی ہیں کہ کل آپ میری جدائی وفرقت سے نڈھال ہوں گے تو میرے بچے بھوکے نہ رہیں' شہزادوں کے کپڑے اس لئے دھوئے ہیں کہ آج میں انہیں اپنے سامنے بنا سجا کر دیکھ لوں' نہ جانے میرے جانے کے بعد ان کے کپڑے کون دھوئے' اور میرے یتیموں کی خواہشات کون پوری کرے۔ میں چاہتی ہوں اپنے بچوں کے سر پر زیتون کا تیل لگا کر زلفیں سنواروں' نہ معلوم میرے جانے کے بعد ان کی زلفوں اور چہروں کا غبار کون صاف کرے گا؟

پیکر صبر واستقامت مولائے کائنات علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل سیّدہ کی گفتگو اور درد سوز سے بھری باتوں کے باعث پسیج گیا۔ آب دیدہ ہو کر فرمانے لگے۔ اے دختر رسول! ابھی تو آپ کے والد ماجد کی جدائی کا صدمہ سے جو زخم لگے ہیں وہ ہی تازہ ہیں۔ اب آپ کی فرقت کا وقت سر پر آ پہنچا۔ زخم پر زخم آ رہے ہیں' سیّدہ پکاریں۔ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَّاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ۔

یا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ میرے والد ماجد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر جیسے صبر و استقامت کا دامن تھامے رکھا۔ میری جدائی پر بھی ویسے ہی عزیمت کا مظاہرہ کریں۔ اب آپ میرے پاس ہی رہیں۔ اسی اثناء میں آپ کی نگاہ حسنین کریمین پر پڑی تو بیقراری کے عالم میں آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے اور شہزادوں کو اسی کیفیت میں بنانے سنوارنے لگیں۔ فرما رہی تھیں کاش کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ میرے بعد آپ کی کیا حالت ہوگی اور پھر دونوں بچوں کی بلائیں لیں' رخسار چومے اور فرمایا جایئے اپنے نانا جان کے روضہ اطہر پر سلام پیش کر آئیں۔ پڑھیئے درود شریف:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

آخری لمحات

میری محترمات و مکرمات اسلامی بہنو!

حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمان سنتے ہی شہزادے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں سلام پیش کرنے کیلئے حاضر ہوئے۔ ادھر حضرت سیّدہ نے ازخود غسل فرمایا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضرت سیّدہ نے نہایت حسن و خوبی سے غسل فرمایا' صاف ستھرے پکڑے زیب تن کئے اور پھر بستر پر قبلہ رو لیٹ گئیں۔ اپنا دایاں ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے رکھا پھر حضرت اسماء بنت عمیس کو بلایا اور خصوصی ہدایات سے نوازا۔ پھر فرمایا اب آپ باہر تشریف لے جائیں میں اپنے بالنہار پروردگار کی بارگاہ میں کچھ گزارشات پیش کرنا چاہتی ہوں۔

سیّدہ کی آخری دعا

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجۂ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہا باہر تشریف لائیں ہی تھیں کہ سیّدہ کے رونے کی آواز سنائی دی' فرماتی ہیں: آپ اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت درد بھرے کلمات سے مناجات کر رہی تھیں۔ جب میں نے کان لگا کر آپ کی دعا سنی تو یہ آواز آ رہی تھی۔

الٰہی میرے والد گرامی سیّد المرسلین رحمۃ للعلمین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے گنہگار مردوں' عورتوں پر رحم فرما اور ان کے گناہوں کو معاف کر کے مغفرت و بخشش سے بہرہ مند فرما۔ سیّدہ کی اس گفتگو اور درد بھری مناجات سے یک لخت چیخ نکل گئی اور پھر آپ نے خاموشی اختیار فرمالی۔ سیّدہ کے وصال کی تمام تر کیفیات کا بیان میرے بس کی بات نہیں۔ جو خواتین تفصیل معلوم کرنا چاہیں وہ ان کتابوں کا مطالعہ فرمائیں' بے شمار باتوں کا پتہ چل جائے گا۔ زینب المحافل ترجمہ نزہتہ المجالس' ہر دو حصے آل رسول ہر دو حصے' سیرت فاطمہ منظوم' اوراق غم' شواہد النبوت' مدارج النبوت' برکات آل رسول' سوانح کربلا' قصہ' شہادت' ان کے علاوہ بکثرت کتب میں حضرت سیّدہ کے حالات بالتفصیل موجود ہیں۔ آخر میں آپ کے وصال پر ملال پر حضرت پیر طریقت درویش کامل میاں محمد یعقوب صاحب نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ ہیبت پور شریف نے جو پُر درد' پرسوز اشعار میں وفات نامہ سیّدہ منظوم کیا ہے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتی ہوں۔ پڑھیے صلوٰۃ وسلام۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

منظوم وصال نامہ حضرت سیّدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حال وفات خاتون پیاری سن تدھ ذکر سناواں
جیونکر بی بی رخصت ہوئی میں قربان جاواں
دنیا اک مسافر خانہ آیا رات گزاری
دن چڑھیا نہیں رہنا ملیا ہوئی سفر تیاری
جو آیا سو اک دن چلیا کوئی قرار نہ پاوے
دونویں راہ یعقوب کشادہ اک آوے اک جاوے
چلدی ایہہ سرا مسافر آیا رات گزاری
چارے پہر آرام کیتا پھر فجرے سفر تیاری

ایہہ گلشن وچ گل دیاں کلیاں ہس ہس کھڑیاں لہروں
خوف نہیں کجھ دل دے اندر بادخزاں دے قہروں
ابدی نہیں مقام ایہہ گلشن اے بلبل سن تیرا
ہوویں نہیں فریفتہ اس وچ تھوڑے روز بسیرا
ایہہ دنیا اک ماتم خانہ عیش ناں اس وچ گویا
رہنا کسے نصیب ناں ہویا آیا رخصت ہویا
حال مبارک خاتون جنت آکھ یعقوب فقیرا
حیّ قیوم اوہ آپ الٰہی جس دا شان اوچیرا
کرن روایت نبی غفاری جد رحلت فرمائی
حضرت زہرا فاطمہ کارن گم ہوئی روشنائی

……o……

پھل دی عاشق بلبل روندی پھل ہن نظر نہ آوے
کھڑیا باغ عجائب اس نوں ویرانہ دسیاوے
حاضر جے محبوب عشاقاں واہ مبارک بادی
باجھوں یار دسیوے تہاں عالم دی بربادی
چھپ گئے جد یار اکھیں تھیں پلٹیا ہور زمانہ
کونج وچھنی کارن دِسے وَسدا جگ ویرانہ

عمر اٹھائی برساں آہی حضرت خاتون پیاری
رحلت دنیا توں فرمائی پاک حبیب غفاری
حضرت زہرا خاتون دے سرپیا پہاڑ الم دا
روندی نت دسیوے بی بی کِتے نہیں دل جم دا
بھارا روگ غماں دا لگا حضرت فاطمہ تائیں
نظر ناں آوے باپ پیارا خیر اُمت داسائیں

نموں جان ہمیشہ رہندی چپ کلام نہ کر دی
نظر وبال آوے ہن زندگی آہ ٹھنڈے نت بھر دی

o

حضرت انس تائیں فرماندی نین اکھیں تھیں جاری
دل وچ درد الٰہیہٗ بھڑکے سوز غماں نے ماری
پاک نبی تے مٹی پاون کیتا کویں گوارا
تساں تما میاں عرض سناوے رو کر انس سوہارا
یا بی بی خاتون پیاری اندر کار دبے دی
کی مجال جو دخل دیوے کوئی طاقت نہیں کسے دی
میں قربان کیتی جد رحلت پاک حبیب غفاری
چھوڑ دتا تد ہسنا بولنا حضرت فاطمہ پیاری
غموں بیمار ہوئی تد بی بی لگا داغ جدائی
ایہہ دکھ زیادہ سب دکھاں تھیں جانے کل لوکائی
بچے جو معصوم بیچارے حسن حسین پیارے
دیکھ بیماری مائی والی سہے پھرن سوہارے
اگے بھی اک صدمہ دسنوں نانا نظر نہ آوے
رہون نت اوداس مصیبت ہوراگوں دسیاوے
حضرت حیدر شیر خدا دا بھی اندر پریشانی
دے گیا یار جدائی پیارا حضرت نبی حقانی
ایہہ ہمدرد آہا اک میرا ایہہ بھی چھوڑ نہ جاوے
پاک نبی دی ایہہ نشانی شالا خیر دیہاوے
راویاں دا اتفاق اس اوپر کرن بیان تمامی
موجب مرگ خاتون پیاری رحلت نبی گرامی

......o......

سیرت اندر آوے اک دن حضرت علی سوہارا
باہروں گھر تشریف لیایا شیر خدا دا پیارا
کیا ویکھے جو خاتونِ جنت صاجزادیاں تائیں
پئی نہلاوے صدقے جاوے خوشیوں چائیں چائیں
کپڑے کول رکھے سیوں خوشیوں پائے جھتوں آئے
چہرا مبارک نوروں بھریا خوشحالی دسیائے
دلوچ خوشی زیادہ ہوئی حضرت شیر خدا نوں
الفت اتے محبت پاروں پچھیا خیر نساء نوں
اے دہی حضرت خیر بشر دی پاک نبی ﷺ دی پیاری
غموں افاقہ اج کجھ دسدا شکر خداوند باری
خدمت اندر عرض گزاری ادبوں یا سردارا
میرے پچھوں راضی رکھے تدھ نوں سرجن ہارا
کوچ میرا آج دنیا اوتوں میں اج رحلت پاواں
دل وچ آیا بچیاں تائیں خوب ہتھیں نہلاواں
کپڑے بھی بدلاواں ہتھیں ویکھاں خوشی اینہاندی
بھلکے کون پچھے گا تہاں مر گئی ماں جنہاندی
سر منہ کون چمیا سی پیاروں گودی کون بٹھاسی
کون دلاسا دیسی بھلکے سینے کون لگا سی
اج تھیں پچھے کس دے تائیں کہسن ماں پیاری
میں کتھے تے ایہہ کتھ ہوسن میں صدقے میں واری
شفقت نال اینہانوں رکھنایا سردار سوہارے
فاقے کٹ کٹ پالیا اینہاں میری جان پیارے

ہو جو میتھوں حق تساڈے کجھ تقصیر جے ہوئی
کریں معاف مینوں سردار رنج نہ رکھنا کوئی

کیتیاں چند وصیتاں بی بی حضرت شاہ علی نوں
بھی کیتی تاکید زیادہ ادبوں اوس ولی نوں

رات جنازہ کھڑنا میرا خود ہتھیں دفنانا
قبر میری پر ملنے کارن جلدی جلدی آنا

سن ہویا بیتاب زیادہ شیر خدا پیارا
دلوں قرار گیا اٹھ سارا لگا زخم دوبارا

جددی رحلت کیتی حضرت پاک حبیب حقانی
لے گیا خوشیاں نال پیارا دے گیا غم نشانی

تینوں ویکھ تسلی ہوندی، اے دہی نبی غفاری
صد افسوس ہن نظر ناں آسی بھی ایہہ صورت پیاری

رنا حضرت شیر خدادا آیا وقت جدائی
اگے گھٹ نہ ہوئی غم نے سگویں اگ مچائی

سنو حقیقت سب وصیتاں کر کے خاتون پیاری
فرش مبارک اوپر آئی راوی خبر گزاری

منہ قبلے ول کر کے ستی سر تلے ہتھ دھریا
کیتی جان تصدق بی بی جاوے دکھ ناں جریا

جا ملی وچ جنت بی بی باپ پیارے تائیں
غموں نجات ملی اج ملیا خیر امت دا سائیں

بعد وفات رسول اللہ دی پورے چھ مہینے
رہی حیات نبی دی پیاری داغ غموں وچ سینے

بارھواں سال مبارک ہجری تے تیجی رمضانوں
منگل دی جو رات آہی اوہ کیتا کوچ جہانوں

رخصت ہوئی حضرت خاتون پاک نبی دا سینہ
پھر اج سنج دوبارہ ہویا سوہنا شہر مدینہ

انا للہ آکھ فقیرا رب دے اسیں تمامی
طرف اوسے دی چلن ہارے کیا خاصے کیا عامی

رہناں کسے نصیب ناں ہویا اج آیا کل چلسی
اس تھاں دی جس الفت کیتی اوہ اکدن ہتھ ملسی

جسدی خاطر سب کجھ بنیا پاک حبیب ربانا
ہو گئے جد اوہ بھی رخصت دوجے کویں ٹکانا

سننے والیا سمجھ اشارہ چمیں قدم نبی دا
دنیا ساتھ ناں تیرا کرنا محکم رکھ عقیدہ

حب کمینی کڈھ دلے تھیں دربار نبی دے
کر قربان سبھا کجھ اپنا اوپر اوس صفی دے

اج ویلا کر حاصل بھائی عشق حبیب غفاری
لبھا سب تھیں چیز پیاری ایہا دولت ساری

جو دل حب نبی دیوں کورا اوہ دل جان دیوانہ
شیطاناں دا قبضہ اسپر کیتا تہاں ویرانہ

جو وچ عشق نبی دے جلیا اسنوں قرب حضوری
تے جس مول نہ جھاتی پائی اسنوں نامنظوری

پاک نبی دی تابعداری جس وچ برخورداری
ایس وسیلے باجھہ ناں ہووے راضی ذات غفاری

بس میاں جے طلب تیرے دل بچنا دوزخ ناروں
آچم قدم نبی ﷺ سرور دے ادب محبت پاروں

……o……

محفل مصطفیٰ ﷺ کاشانۂ سیّدہ فاطمہ میں

میری اسلامی بہنو! حضرت سیّدہ فاطمہ کے منثور و منظوم حالات کا خلاصہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ اب ایک نورانی تقریبِ سعید کا ذکر کرنا چاہتی ہوں جو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاشانۂ اقدس میں منعقد ہوئی۔ پڑھیئے صلوٰۃ وسلام۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

بیان کرتے ہیں ایک دن سید عالم نورمجسم نبی مکرم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ اپنی معیت میں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ حضرت سیدنا فاروق اعظم اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو لے کر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دولت کدہ پر جلوہ افروز ہوئے تو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فوراً خاطر مدارات کا اہتمام کیا اور ایک چمکدار صاف ستھری طشت (پلیٹ) میں نہایت نفیس شہد خدمت عالی میں حاضر کیا۔ عجب اتفاق کہ اس شہد میں ایک بال پڑا نظر آیا۔ حضور ﷺ نے ملاحظہ فرماتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا: یہ طشت (پلیٹ) اور شہد جس میں بال بھی نظر آ رہا ہے بعض حقائق و معارف کی تصریح چاہتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہر شخص اس کے متعلق اظہار کرے۔

ارشادِ مصطفیٰ ﷺ سنتے ہی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض گزار ہوئے یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ایماندار انسان اس پلیٹ سے زیادہ چمکدار ہے اور ایمان اس کے دل میں شہد سے زیادہ شیریں ہے اور ایمان' آخرت تک اپنے ساتھ لے جانا اس بال سے زیادہ باریک ہے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! بادشاہی اس پلیٹ سے زیادہ روشن ہے اور حکمرانی شہد سے زیادہ شیریں ہے لیکن حکومت میں عدل و انصاف کرنا بال سے زیادہ باریک ہے۔

پھر حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض پیرا ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! علم اس طشت سے زیادہ روشن ہے اور علم دین پڑھنا شہد سے زیادہ شیریں ہے اور علم پر عمل کرنا بال سے زیادہ باریک ہے۔

خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم کے ان اسرار و معارف کے انکشاف کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں اظہار فرماتے گویا ہوئے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ! مہمان اس طشت سے زیادہ روشن ہیں اور خدمت مہمان شہد سے زیادہ شیریں ہے لیکن مہمان کی دلنوازی اور خوشنودی حاصل کرنا بال سے زیادہ باریک ہے۔

یارانِ مصطفیٰ ﷺ جب اپنے اپنے مقدس خیالات کا اظہار کر چکے تو سیّد عالم ﷺ پردہ کے دوسری جانب حضرت سیّدہ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ آپ بھی کچھ کہیں۔

حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا۔ ''ابا جان! عورتوں کے حق میں حیا اس طشت سے زیادہ چمکدار ہے اور چادر عورتوں کے منہ پر شہد سے زیادہ شیریں ہے اور خود کو نگاہِ غیر محرم سے بچانا بال سے زیادہ باریک ہے''۔

اس کے بعد معلم کتاب وحکمت سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ حاضرین میں بھی اس بارے میں کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ سنو!

معرفت الٰہی اس طشت سے زیادہ روشن ہے اور معرفت سے آگاہ ہونا شہد سے زیادہ شیریں ہے' لیکن اس کو اپنے دل میں محفوظ رکھنا بال سے زیادہ باریک ہے۔

ابھی یہ مبارک گفتگو ختم نہ ہونے پائی تھی کہ دروازے پر آنے والے نے باریابی کی اجازت چاہی۔ یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے۔

حضور ﷺ کی اجازت پا کر جب محفل مصطفیٰ میں عام انسانی شکل میں جبریل امین حاضر ہوئے تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے بھی اظہار کا موقع مرحمت فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: کہیے! بارگاہِ رسالت ﷺ کے دربان نے عرض کیا۔ ''راہِ خدا اس طشت سے زیادہ روشن ہے اور اس راہ پر چلنا ایماندار کو شہد سے زیادہ

محبوب ہے لیکن اس راہ پر قائم رہنا بال سے زیادہ باریک ہے''۔

اس کے بعد حضور پُرنور پر وحی کا نزول ہوا اور حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''میرے حبیب! بہشت اس طشت سے زیادہ چمکدار ہے اور بہشت کی نعمتیں شہد سے زیادہ شیریں ہیں لیکن پل صراط سے گزرنا ے جو بال سے بھی زیادہ باریک ہے''۔

حضرت علامہ قسطلانی شارح الصحیح البخاری علیہ الرحمۃ کنز المعارف میں اس واقعہ کو نقل فرماتے ہیں کہ بظاہر یہ ایک پُر اسرار خوش طبعی ہے لیکن درحقیقت یہ حکمت و معرفت کی ایک جامع تفسیر اور فیضان و عرفان کا بہترین انکشاف ہے۔

واللہ یا محمد مثلك لم یکن فی العالمین وانت الذین ناداك ربك مرحبا

خدا کی قسم یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ تمام مخلوق میں بے مثل ہیں۔ آپ ایسا نہ کوئی ہوا اور نہ ہی ہوگا۔ آپ کی شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرحبا کہہ کر مخاطب فرمایا۔

لم یخلق الرحمن مثل محمدا ابداً وعلمی انه لا یخلق

اللہ تعالیٰ رحیم وکریم نے آپ کی مثل نہ کوئی پیدا کیا اور ہمارا ایمان (علم) ہے کہ نہ ہی وہ پیدا کرے گا۔

شریعت در محفل مصطفیٰ ﷺ
طریقت عروج دل مصطفیٰ ﷺ

شریعت میں ہے قیل و قال حبیب
طریقت میں محو جمال حبیب

کنز المعارف بحوالہ جمال حق کانپور ص ۱۷ مطبوعہ اکتوبر ۱۹۶۴ء

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ
فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ
فَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

(پ۳ سورۃ آل عمران آیت ۳۱)

نوویں تقریر

خواتین اسلامیہ اور
حبِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ
فَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ، وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ، وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمِ

قابل صد احترام میری اسلامی بہنو!

نہایت ادب و تعظیم کے ساتھ رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، حضور پُرنور، حبیب کبریا، محبوب خدا، احمد مجتبےٰ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عشق پرور میں درودو سلام کا نذرانہ پیش کیجئے۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

معززات ومکرمات سامعات! آج میری تقریر کا عنوان ہے ''حب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور خواتین اسلامیہ یہ موضوع نہایت نازک ہے۔ عورتوں کو اپنے والدین، بہن بھائیوں اور بیٹوں کے علاوہ کسی غیر محرم سے محبت رکھنا تو کجا اس کی طرف دیکھنا تک حرام ہے۔ مگر اس قاعدے اور قانون میں انبیاء ومرسلین علیہم السلام کی ذوات مقدسات نہیں آتیں خصوصاً سیّد الانبیا والمرسلین جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا برکات بھی اس قانون سے مستثنٰی ہی نہیں بلکہ ان سے محبت پیدا کرنا اور قائم رہنا اہم ترین فرض ہے۔ جیسے مردوں کیلئے آپ سے محبت لازمی ہے ایسے ہی عورتوں کیلئے بھی آپ سے پیار لازمی ہے۔ بلکہ کوئی مرد، عورت اس وقت تک کامل ایمان دار ہو ہی نہیں سکتے جب تک آپ سے عملی طور پر محبت نہیں رکھیں گے۔ بزرگان دین نے تو فرمایا ہے: اَلاَ لاَ اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ، اَلاَ لاَ اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ اَلاَ لاَ اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ. وہ شخص ایمان دار ہی نہیں جو آپ سے محبت نہیں رکھتا، وہ شخص ایمان دار ہی نہیں جو آپ سے محبت نہیں رکھتا، وہ شخص ایمان دار ہی نہیں جو آپ سے محبت نہیں رکھتا، وہ شخص ایمان دار ہی نہیں جو آپ سے محبت نہیں رکھتا۔ اس کلمے کو تین بار ارشاد فرمانے کا سبب یہی ہے کہ یہ بات ہر مرد وزن کے دل ودماغ میں پختہ ہو جائے جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچی اور پکی محبت نہیں ہو گی ایمان نصیب نہیں ہو گا۔ زبانی دعویٰ ایمان کسی کام کا نہیں۔ حضور سے محبت بھی ہو تو کیسی ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

تم میں سے (اے مردو! عورتو!) کوئی ایمان دار نہیں ہو گا جب تک اپنے والدین، اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب نہ بنا لیں۔ (بخاری شریف)

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ اور فرمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم صحابیات وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت ہی والہانہ، فدایانہ اور عاشقانہ انداز میں عمل کر کے قیامت تک آنے

والے تمام مسلمان اور مومنین و مومنات' مردوں اور عورتوں کیلئے اپنے آپ کو بطور مثال پیش کیا جن کی ایثار و قربانی اور جانثاری و جانساری کو اللہ تعالیٰ نے اتنا قبولیت کا شرف عطا فرمایا کہ قرآن کریم میں اپنی رضا کا اعلانیہ اظہار فرمایا:

رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ

اللہ ان پر راضی اور وہ اللہ پر راضی

موضوع پر تفصیلی خطاب سے قبل میں آپ کی اور اپنی دلی کیفیت اور جذبات محبت کو الفاظ کی صورت دیتی ہوئی اپنی اور تمہاری طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نہایت ادب اور محبت سے عرض کرتی ہوں۔ ممکن ہو تو سبھی خواتین میرے ساتھ پڑھنے کی کوشش کریں۔ انشاء اللہ العزیز سرور آئے گا۔ آیئے مل کر عرض کریں۔

آ مل آ مل احمد پیارے ہر دم تیرا ہجر ستائے
کملی والے دیر نہ لاویں وچ وچھوڑے جان پئی جائے
وچ جدائی آہیں ماراں' احمد احمد نت پکاراں
بھل گیاں سب عیش بہاراں' رو رو اکھیں نیر وسائے
آ مل آ مل احمد پیارے' ہر دم تیرا ہجر ستائے

تاہنگ ہجر دی زخم پرانے — بن دیداروں درد نہ جانے
میں سودائی لوکاں بھانے — ہر کوئی طعنے مار جلائے
آ مل آ مل احمد پیارے — ہر دم تیرا ہجر ستائے
توں احمد مختار محمد — دیہہ اک وار دیدار محمد
چمک تیری سرکار محمد — پارے وانگ مینوں تڑپائے
آ مل آ مل احمد پیارے — ہر دم تیرا ہجر ستائے
توں ایں خاص خدا دے نوروں — ملیا تینوں شان حضوروں
موسیٰ نوں دیدار کوہ طوروں — تینوں اللہ کول بلائے
آ مل آ مل احمد پیارے — ہر دم تیرا ہجر ستائے
ہور بھلائیاں ساریاں باتاں — تڑفاں ہر دم پڑھ پڑھ نعتاں

نسیم دیاں ایویں گزرن راتاں   سکھے عیش آرام بھلائے
آمل آمل احمد پیارے   تیرا ہر دم ہجر ستائے

ماشاء اللہ! مل کر پڑھنے میں لطف ہی کچھ اور ہوتا ہے یوں بھی حدیث شریف میں آیا ہے یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ جماعت پر اللہ تعالیٰ کا دست رحمت ہے۔

محبت کی انتہا یہ ہے کہ محبوب کے نام پر سب کچھ نثار کر دیا جائے۔ چنانچہ اس معاملہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ساتھ صحابیات کی جانثاری وفدا کاری کی روشن مثالیں تواریخ اسلامیہ میں بڑی وضاحت سے مرقوم ہیں بلکہ اسلام میں سب سے پہلے شہادت سے سرفراز ہونے کی سعادت جسے نصیب ہوئی وہ ایک خاتون ہی تھیں جس نے اسلام میں داخل ہوتے ہی تن' من' دھن کی قربانی پیش کرنے کی سعادت ایک خاتون ہی کو حاصل ہوئی وہ مقدسہ ومطہرہ' مکرمہ' معظمہ زکیہ' خوش بخش خاتون کون تھیں؟ سنیئے' جسے سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیوی بننے کا شرف نصیب ہوا۔ جسے کائنات حضرت اُم المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام سے یاد کرتی ہے۔ جن کے تفصیلی احوال اسی کتاب میں کسی دوسری تقریر سے ملاحظہ فرمائیں گی اب میں نے اسلام کی جس عظیم خاتون کا پہلے اشارۃً ذکر کیا ہے اس کی مقدس زندگی پر بڑے اختصار کے ساتھ روشنی ڈالنے کی کوشش کرتی ہوں۔

اسلام کی پہلی شہیدہ حضرت سمیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نبی مکرم' محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے ہی اپنے مبعوث ہونے کا اعلان فرمایا' تو وہی قریشی جو آج تک صادق الوعد والامین کے عالی قدر القابات و اوصاف سے پکارتے نہیں تھکتے تھے' وہ نہ صرف آپ کے جانی دشمن بن گئے بلکہ جو بھی شخص آپ کی دعوت پر قبول حق کا اعلان کرتا اس پر بھی ظلم کے پہاڑ توڑنے شروع کر دیتے۔ اس میں مرد' عورت' بوڑھے بچے اور نوجوان کی کوئی تمیز نہیں تھی۔ جیسے آج دنیائے اسلام کا سب سے بڑا دشمن بش افغانستان کی تباہی و بربادی کے بعد سرزمین عراق پر جدید ترین اسلحات کے ساتھ ظلم وستم سے شب وروز بمبارمنٹ کر کے عراقی عوام وخواص پر آہن و

آگ کی بارش کر رہا ہے اور اس بے رحم انسان نما شیطان درندے کے ناپاک اور نجس وجود میں انسانیت کا ذرہ تک مفقود ہے۔ ایسے ہی مشرکین مکہ کی کیفیت تھی، وہ ہر اس مرد، عورت، بوڑھے، بچے، نوجوان، اپنا تھا یا پرایا، یگانہ تھا یا بیگانہ ان کے نزدیک سبھی برابر تھے، لہٰذا وہ غلامان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف قسم کی سزاؤں سے نشانہ ستم بنا رہے تھے۔ جن میں حضرت سمیہ بنت حناط رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایسی بلند ہمت، صبر و استقامت کی مضبوط ترین چٹان خاتون بھی تھیں جنہیں کفار مکہ نے اپنے ظلم کی چکی میں پیسنا شروع کر رکھا تھا۔

ایک دن محسن اعظم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا محلہ بنی مخزوم سے گزرا ہوا کیا دیکھتے ہیں کہ قریشی کفار نے ایک ضعیفہ خاتون کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں پتھریلی زمین پر لٹا رکھا ہے اور قریب کھڑے زور زور سے قہقے لگا رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ کہہ رہے ہیں۔ ''محمد کے دین قبول کرنے کا مزہ چکھ لیا''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مظلومہ ضعیفہ بوڑھی خاتون حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ انتہائی نہ گفتہ بہ حالت دیکھ کر رو پڑے، اور انہیں فرمایا۔ ''صبر کرو تمہارا مقام جنت ہے، راہ حق میں ظلم وستم کا نشانہ بننے والی اس خاتون کو مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے جسے جنت کی بشارت سے نوازا وہ یہی خوش نصیب مومنہ تھیں جسے تاریخ اسلام نے حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام سے محفوظ رکھا ہوا ہے۔

غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مصائب کا آغاز

پہلے یہ کہ حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات ستودہ صفات کی جانکاہی و جانثاری کی تفصیل عرض کروں۔ مناسب سمجھتی ہوں کہ آغاز اسلام میں جن صحابہ کرام اور صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اسلام قبول کرنے پر کفار مکہ نے ظلم کا آغاز کیا شاعر پاکستان حفیظ جالندھری مرحوم کی زبانی کچھ پیش کر دیا جائے، مرحوم فرماتے ہیں ۔

محمد ﷺ کی طرف سے دین کا اعلان ہوتا تھا
ادھر سے شہر میں تضحیک کا سامان ہوتا تھا

مسلسل پھولنے پھلنے لگا اسلام کا پودا
مخالف تھے قریش اب بڑھ چلا کچھ اور بھی سودا
نبی کو اور مسلمانوں کو تکلیفیں لگیں ملنے
وہ تکلیفیں کہ جن سے عرش اعظم بھی لگا ہلنے
غضب کے ظلم ہوتے تھے مسلمان ہونے والوں پر
خزاں آئی تھی دل میں تخم وحدت بولنے پر
لٹاتے تھے کسی کو تپتی تپتی ریت کے اوپر
کسی کے سینۂ بے کینہ پر رکھے گئے پتھر
مسلمان بیبیوں پر چابکوں کا مینہ برستا تھا
کنیزوں کو شکنجے میں کوئی بے درد کستا تھا
بلال و یاسر و عمار و خباب اور سمیہ
صہیب و بو فکیہ اور لبینہ اور نہدیہؓ
زنیرہ اور عامرؓ تھے غلام اور لونڈیاں ان کی
مسلمان ہو گئے تھے آ گئی آفت میں جاں ان کی

محبت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

محمد کی محبت میں ہزاروں ظلم سہتے تھے
خدا پر تھی نظر ان کی زبان سے کچھ نہ کہتے تھے
یہ ظلم ان کو خدا سے دور کر سکتے نہ تھے ہرگز
نشے صہبائے وحدت کے اتر سکتے نہ تھے ہرگز
ستم ہائے فراواں کی بڑھی جب حد سے بے دردی
تو ان کی حضرت ابوبکر نے قیمت ادا کر دی
اخوت مذہب اسلام کا پتھر ہے بنیادی
غلاموں کو دلائی ہے اسی جذبے نے آزادی

مسلمان ہونے والوں سے غلامی کی مٹی ذلت
کہ آڑے آ گئی عثمان اور بوبکر کی ہمت

حضرت سمیہ کون؟

حضرت سمیہ بنت خباط رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شمار نہایت بلند مرتبہ صحابیات میں ہوتا ہے۔ آپ نے راہ حق میں بڑھاپے اور کبرسنی کے باوجود نا قابل بیان ظلم و ستم کو گوارا کرتے ہوئے اپنی جان راہ حق میں قربان کر دی اور اسلام میں اسے سب سے پہلی شہیدہ ہونے کا عالی شان شرف نصیب ہوا۔

مسلمان کیلئے دونوں جہاں میں سرفرازی ہے
مرنے سے شہید اور زندہ رہ جائے تو غازی ہے

گویا کہ وہ برملا فرما رہی تھیں ۔

یہ سرکٹ کو سر پائے محمد لوٹا جائے
اسے گر موت کہتے ہیں تو ایسی موت آ جائے

حضرت سمیہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ مکرمہ کے ایک رئیس ابوحذیفہ بن مغیرہ مخزومی کی کنیز تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت و رسالت سے پہلے حضرت یاسر بن عامر قحطانی یمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک گم شدہ بھائی کی تلاش کرتے کرتے مکہ مکرمہ آئے اور یہی کے ہو کر رہ گئے۔ ابوحذیفہ بن مغیرہ سے راہ و رسم پیدا ہوئی تو اس نے اپنی کنیز حضرت سمیہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزاد کرے اس کا نکاح ان سے کر دیا۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے دو فرزند عطا فرمائے ایک کا نام عبداللہ جبکہ دوسرے کا عمار رکھا۔

حضرت عبداللہ اور حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوان ہو چکے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کا اعلان فرما دیا۔ چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن اور جوانی، حضرت یاسر اور سمیہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے گزر رہی تھی۔ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کا ایک ایک گوشہ عملاً دیکھا تھا وہ آپ کی عظیم ترین شخصیت اور آپ کے اعلیٰ سیرت و کردار، خصائل و شمائل، اخلاق و اخلاص سے

بے حد متاثر تھے۔ جیسے ہی آپ نے دعوت حق کا اظہار فرمایا تو پورے کا پورا خاندان لبیک کہتے ہوئے آپ کے دامن رحمت سے وابستہ ہو گیا۔

اسی دوران' ابوحذیفہ مخزومی کا انتقال ہو گیا تو ان کے ورثا نے حضرت سمیہؓ کو کنیز بنائے رکھا۔

صحابہ وصحابیات پر یہ زمانہ بڑا زہرہ گداز اور پر آشوب تھا۔ جو شخص اسلام قبول کرتا وہ مشرکین مکہ کے غیظ وغضب اور لرزہ خیز تشدد کا نشانہ بن جاتا نیز وہ ظالم اس سلسلہ میں اپنے قریبی رشتہ داروں اور عزیزوں کا لحاظ تک نہ رکھتے۔ جبکہ حضرت یاسر اور ان کے بیٹے تو غریب الوطن تھے۔ ان بے چاروں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے لگے۔ ظالموں نے اس پورے خاندان پر ایسے ایسے مظالم ڈھائے کہ انسانیت سر پیٹ کر رہ گئی۔

حضرت یاسر بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سمیہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت ضعیف اور عمر رسیدہ تھے مگر قوت ایمانی اور استقامت کا یہ عالم تھا کہ مشرکین مکہ کی جان لیوا تکالیف کے باوجود ان کے قدم جادۂ حق سے لحہ بھر کیلئے بھی ڈگمگانے نہ پائے یہی حال ان کے بیٹوں کا تھا۔ ظالم انہیں لوہے کی زرہیں پہنا کر جلتی ریت اور سڑتے پتھروں پر لٹاتے' ان کی پیٹھ انگاروں سے داغتے' کوئی اور کسر رہ جاتی تو پانی میں غوطے دینے لگتے۔

نام مبارک لیندے رہیے جو بیتے سو جریئے

بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اسلام قبول کیا اور کلمہ شریف پڑھتے ہوئے گھر پہنچے تو آپ کے دو ننھے منے بچوں نے کلمہ شریف کو سنا تو والد ماجد سے پوچھنے لگے' ابا جان' یہ کس پیاری ہستی کا نام ہے جسے آپ نے ورد زبان کر رکھا ہے تو حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً فرمایا ؎

ایہہ او نام مبارک بچیو جس دا کل پیارا
جے نہ ہوندا ایہہ ناں والا ہندا نہ عالم سارا

بچوں نے کہا! تو پھر یہ کلمہ ہمیں بھی پڑھائیے' چنانچہ ان بچوں نے بھی کلمہ طیبہ پڑھ

لیا اور پھر مل کر دونوں کلمہ طیبہ کا ذکر کرنے لگے۔ اسی اثناء میں ذکر کرتے کرتے باہر نکلنے لگے تو حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ بیٹو ابھی اس کلمہ طیبہ کو باہر نکل کر پڑھنے کا وقت نہیں آیا۔ کافر سنیں گے تو ایذا دیں گے۔ لہٰذا تم گھر کے اندر ہی رہ کر پڑھتے رہو۔ بچوں نے جواب دیا اور سبحان اللہ! کیا ہی ایمان افروز جواب ہے ۔

جے ایہہ نام مبارک اتنا لیون تھیں کیوں ڈریئے
نام مبارک لیندے رہیے جو بیتے سو جریئے

چنانچہ دونوں بھائی کلمہ شریف کا سرشاری کے عالم میں ذکر کرتے کرتے باہر نکلے۔ اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر اعلانیہ نام پاک کا اظہار کرنے لگے گویا کہ زبان حال سے دونوں مل کر یہ ترانہ پڑھ رہے تھے۔

دل و جاں دونوں فدائے محمد
خدا ہم کو گھر خاک پائے محمد
کرم ہے ترا ہم پہ احسان خالق
کہ پیدا ہوئے ہم برائے محمد
نہیں ہم کو غم جان جائے تو جائے
تمہاری محبت نہ جائے محمد

اچانک کفار و مشرکین کی ایک ٹولی کا وہاں سے گزر ہوا اور یہ پیاری پیاری آواز انہوں نے سنی، تو حسد کی آگ میں جلنے لگے ایک بے دین نے ان معصوم بچوں کو طمانچے مارنے شروع کر دیئے۔ کسی نے حضرت عمار سے جا کر کہا تمہارے بچے نرغۂ کفار میں ہیں جاؤ اور انہیں نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم لینے سے روک دو! آپ نے اسے یہ جواب دیا ۔

بے شک پتر ٹھنڈا کھاں دی گھر وچ کرن اجالا
پر انہاں توں ودھ کے پیارا مینوں کالی کملی والا

اور پھر وہی شخص بچوں کی والدہ کے پاس گیا اور اسے جب یہ ماجرا سنایا تو ماں بولی ۔

دل دے ٹکڑے ڈاہڈے ہندے پت پیارے ماواں
پر نام نبی توں جے لکھ پتر ہووے گھول گھماواں

جب کفار و مشرکین نے بچوں کو بے حد ستانا شروع کر دیا تو حضرت عمارؓ ان کے والد یاسر باہر نکل کر کفار کو ظلم سے روکنے لگے ان لوگوں نے حضرت عمار آپ کے والد اور آپ کی بیوی کو بھی پکڑ لیا۔ اور پھر اس مقدس گھرانے کے سبھی افراد کو نشانہ ستم بنانے لگے۔ اتفاقاً نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ادھر سے گزر ہوا۔ آپ نے یہ تکلیف دہ منظر دیکھ کر فرمایا ۔

اِصْبِرُوْا يَا آلَ يَاسِرْ فَاِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْجَنَّةَ

اے آل یاسر! صبر کرو، تمہارا مقام جنت ہے

میری پیاری بہنو! دیکھا آپ نے اسلام لانے والوں پر کفار کیسے کیسے ظلم کرتے رہے اور بچوں، بوڑھوں، عورتوں نے کیسے کیسے صبر و استقامت کے مظاہرے فرمائے۔

میری بہنو! یہ داستان غم والم بڑی طویل ہے کما حقہ بیان کرنے کی طاقت ہی نہیں۔ روایات میں آیا ہے کہ حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دن بھر ظلم کی چکی میں پسی ہوئی جب شام کو کسی طرح گھر پہنچی تو ابو جہل آ دھمکا اور آتے ہی اس نے ناقابل شنید گالیاں بکنی شروع کر دیں اور پھر غصے کے عالم میں اس ظالم نے حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تیز برچھے سے اس قدر زور سے وار کیا کہ آپ اسی وقت زمین پر گر پڑیں اور اپنی جان آفرین کے سپرد کر دی۔ ساتھ ہی ساتھ آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اسی برچھے کے وار کر کے شہید کر دیا۔

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نارِ کفار

اب سنیے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کیا گزری۔ حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب مشرکین مکہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام و بانی اسلام سے برگشتہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اور آپ نے ہر سزا کو برداشت کرتے ہوئے بڑی عزیمت کا مظاہرہ کیا تو آپ کے مالک کافر نے آگ میں

جلانے کا منصوبہ مرتب کیا۔ چتحہ تیار کی گئی۔ جب آگ پوری طرح لپیٹیں مارنے لگی تو انہوں نے آخری وارننگ دیتے ہوئے کہا عمار ابھی وقت ہے سوچ لے۔ دامن مصطفےٰ چھوڑ دو اور اپنی جان بچا لو! یہ سنتے ہی حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر استقامت کیلئے ہاتھ پھیلا دیئے اور دشمنان اسلام کو مخاطب کرتے ہوئے علی الاعلان فرمایا:

نہ چھوڑونگا کبھی میں احمد مختار کا دامن
کہ دو جگ کا سہارا ہے خیال یار کا دامن
یہ کہہ کر عرش کی جانب نظر کی اور دعا مانگی
خدا سے جذبۂ حبِّ نبی کی انتہا مانگی

مشرکین مکہ کا پارہ چڑھ گیا اور جلدی سے پکڑ کر آگ میں پھینکا ہی تھا کہ مختار کل، تاجدار رُسل، غمخوار بے کساں، چارۂ بے چارگاں، رسول دو جہاں، جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اچانک مدد کیلئے تشریف فرما ہو گئے۔ مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ۔

ناگہاں آن مغیث ہر دو کون
مصطفےٰ پیدا شدہ از بہر عون

اچانک دونوں جہاں کے فریاد رس، دافع ہر رنج والم، نبی اکرم، محسن اعظم، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی نصرت و امداد کیلئے جلوہ افروز ہو گئے اور آپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى عَمَّارٍ كَمَا كُنْتِ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ. (زرقانی، خصائص الکبریٰ)

اے آگ (میرے یار) حضرت عمار پر اسی طرح ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا، جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی۔ (اور)

اے عمار ابھی تیری شہادت کا وقت نہیں آیا بلکہ تجھے باغیوں کی ایک جماعت شہید کرے گی۔

رسول کائنات' حضور پُر نور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ پاتے ہی آتش کفار سرد ہوگئی اور حضرت عمار زندہ سلامت رہے۔ آگ نے گزند تک نہ پہنچایا بلکہ گلزار بن گئی۔ حضرت عمار بعدہ' عرصہ دراز تک خدمت اسلام و بانی اسلام میں مصروف رہے پھر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں آپ کے ساتھ تھے کے شامیوں کی ایک باغی جماعت نے شہید کر ڈالا۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تیں چالیس سال قبل غیبی خبر دی تھی پوری ہوگئی۔

میری پیاری بہنو! اس ایمان افروز واقعہ میں جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم معجزے کا ظہور ہوا وہاں نبی غیب دان کے علم غیب کے اعجاز کا بھی واضح ثبوت مہیا ہو رہا ہے اور ان لوگوں کیلئے باعث عبرت ہے۔ جنہوں نے یہ کہا اور لکھا کہ معاذ اللہ! نبی کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ حالانکہ کئی برس پہلے ہی بعد میں ہونے والے واقعہ کی خبر دے دی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں ۔

تو دانائے ماکان و مایکوں ہے
مگر بے خبر بے خبر دیکھتے ہیں

حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمتہ مزید فرماتے ہیں جب حضرت عمار پر آگ گلزار ہوگئی تو کوئی کافر و مشرک آگ سے مخاطب ہوا اور کہنے لگا۔ اے آگ تیرا کام تو جلانا ہے مگر اس کے برعکس تیرے شعلے ٹھنڈے پڑ گئے کیا بات ہے آگ بولی ۔

گفت آتش من ہماں آں آتشم
اندر آتا تو بہ بینی تابشم

میں تو وہی آگ ہوں مگر ان کیلئے نہیں البتہ اگر تو میرے غیض و غضب اور سڑکن کو دیکھنا چاہتا ہے تو تھوڑی دیر کیلئے میرے اندر تو آئیے تجھے پتہ چل جائے گا کہ جلاتی ہوں یا نہیں۔ سچ فرمایا کسی صاحب دل نے ۔

عاشقوں پہ حالت ذلت کبھی آتی نہیں
آتش دنیا کبھی ان کو جلاتی ہی نہیں

معزز خواتین! ایک بار درود شریف پڑھیئے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

حضرت ذویب پر نار گلزار ہوگئی

یوں ہی حضرت سیّدنا عمر ابن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد امارت وخلافت میں یہ اہم واقع پیش آیا جب اسود عنسی کذاب نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا اور یمن کے دارالحکومت پر غالب آ گیا۔ حضرت ابن وہب بن لھیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ذویب بن کلیب کو گرفتار کر کے آگ میں ڈال دیا۔ مگر رحمت عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل اس پر نار گلزار بن گئی۔ جب حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ایمان افروز واقعہ کو سنا تو اس طرح حمد الٰہی بجالائے۔

الحمد للہ الذی جعل فی امتنا مثل ابراھیم خلیل اللہ.

اس ذات خداوندی کی حمد ہے جس نے امت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال پیدا فرمائی ۔

آج بھی ہو گر ابراہیم سا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

دستر خوان نہ جلا

میری اسلامی بہنو! بات سے بات بنتی جارہی ہے بلکہ محبوب کریم کی جو بھی بات کرے گا اس کی بھی بات بن جائے گی۔ کیا خوب کہا کسی نے آقا: ؎

میری بات بن گئی ہے تیری بات کرتے کرتے
تیرے شہر میں میں آؤں تیری نعت پڑھتے پڑھتے

حضرت عباد بن عبدالصمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر گئے انہوں نے اپنی کنیز سے فرمایا دستر خوان

بچھاؤ تا کہ ہم کھانا کھائیں۔ وہ ایک میلا کچیلا سا رومال لے آئی اور لاتے ہی تندور میں ڈال دیا۔ جس میں آگ خوب بھڑک رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے پھر وہ دستر خوان آگ سے صحیح وسالم باہر نکال لیا جو بالکل دودھ کی طرح صاف شفاف تھا۔ حدیث کے کلمات یہ ہیں اَبْیَضُ کَاَنَّهُ اللَّبنُ فَقُلْنَا مَا هٰذَا مِنْدِیْلٌ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَمْسَحُ بِهٖ وَجْهَهٗ فَاِذَا اَنْسَخَ صَنَعْنَا بِهٖ هٰکَذَا لِاَنَّ النَّارَ لاَ تَاْکُلُ شَیْئاً مَرَّ عَلٰی وُجُوْهِ الْاَنْبِیَآءِ. (خصائص الکبریٰ)

وہ ایسے سفید تھا جیسے دودھ۔ ہم نے حیرانگی کے عالم میں پوچھا یہ کیا حکمت؟ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ وہ رومال ہے جس سے حضور پُرنور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا چہرا مبارک صاف فرمایا کرتے تھے۔ جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم اسی طرح ہی اسے صاف کرلیا کرتے ہیں کیونکہ جو چیز انبیاء کرام علیہم السلام کے چہروں کو مس کرلیتی ہے اسے آگ نہیں جلاسکتی۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے مثنوی شریف میں بڑے ایمان افروز انداز میں منظوم فرمایا ہے آپ بھی انہیں سماعت فرمایئے ؎

از انس فرزند مالک آمد ست
کہ بمہمائی او شخصے شدست

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے ہاں ایک مہمان آیا۔

او حکایت کرد کز بہر طعام
دیدانس دستار خواں رازرد فام

وہ مہمان بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھانے کیلئے دستر خوان طلب کیا جو میلا کچیلا تھا۔

چر کن و آلودہ گفت اے خادمہ
اندر افگن در تنورش یک دمہ

جب دیکھا تو وہ میلا کچیلا تھا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اسے ایک

لمحہ کیلئے تنور میں ڈال دو!

در تنور پر ز آتش در فگند
آں زماں دستار خواں را ہوشمند

عقلمند خادمہ نے دستر خوان' اسی وقت بھڑکتے ہوئے تنور میں ڈال دیا۔

جملہ مہماناں دراں حیراں شدند
انتظار رودے کندورے بدند

تمام مہمان اس منظر کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور دستر خوان کے جلنے اور تنور سے دھواں اٹھنے کا انتظار کرنے لگے۔

بعد یک ساعت بر آمد از تنور
پاک اسپید و ازاں او شاخ دور

ایک ساعت کے بعد خادمہ نے دستر خواں کو تنور سے نکالا تو وہ صاف ستھرا ہو گیا تھا جس میں اب کہیں میل کچیل کا نام ونشان تک نہ تھا۔

جب حاضرین نے پوچھا اے پیارے صحابی کیا وجہ ہے اتنی تیز آگ میں دستر خوان جلا نہیں تو...

گفت زانکہ مصطفٰے دست و دہاں
بس بمالید اندریں دستار خواں

...... فرمایا اس سے مصطفٰے کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک اور چہرۂ والضحٰی کو صاف فرمایا تھا یہی وجہ ہے کہ اسے آگ جلا نہ سکی اس معجزہ کو رقم کرنے کے بعد بطور نتیجہ حضرت مولانا رومی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں ۔

اے دل تر سندہ ازنار و عذاب
باچناں دست و لبے کن اقتراب

نار جہنم اور اس کے عذاب سے ڈرنے والو ایسے مبارک ہاتھوں اور بابرکت لبوں والے سے وابستگی پیدا کرلو' جس کی قربت کے سبب دستر خوان نہ جلا ۔

چوں جمادے راچناں تشریف داد
جان عاشق راچہا خواہد کشاد

جب نبی کریم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غیر جان دار کو ایسا شرف عطا فرمایا تو وہ اپنے سچے عاشق کے لیے علم و معرفت کے دروازے کھول دیں گے یعنی اپنے محب کو تو اور نوازیں گے۔

عورت اور ایمان کی پختگی

میری پیاری بہنو! نبی اکرم رسول اعظم، مختار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور اور دست اقدس کا اعجاز دیکھا' چلتے چلتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر ایمان و یقین سے سرفراز نیک اور صالحہ خاتون کا قصہ بھی سماعت فرمایئے جسے اس دور کے ایک ظالم ترین بادشاہ نے اسے دین سے برگشتہ کرنے کی خاطر اس کے معصوم ننھے منے بچے کو بھڑکتی ہوئی آگ میں پھینک دیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کے بچے کو شعلہ زن آگ میں محفوظ رکھا۔ اس واقعہ کی تفصیل قدرے اس طرح سے ہے۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں

یک شہ دیگر ز نسل آں جہود
در ہلاک دین عیسےٰ رو نمود

اسی یہودی نسل کے ایک دوسرے بادشاہ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے دین کو تباہ و برباد کرنا چاہا تو اس نے ایک خندق کھدوا کر اس میں آگ جلوائی اور حکم دیا جو عیسائی اپنے دین سے نہ پھرے اسے آگ میں جلا دیا جائے گا۔

گر خبر خواہی ازیں دیگر خروج
سورۂ برخواں والسماء ذات البروج

اگر تم اس بادشاہ کی دشمنی سے واقف ہونا چاہتے ہو تو تیسویں پارے کی سورہ والسماء ذات البروج کی آیت " قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ' کی تفسیر کا مطالعہ کرو۔

آن جہود سگ ببیں چہ رائے کرد
پہلوئے آتش بتے برپائے کرد

اسے کتے بادشاہ کی خباثت دیکھو کہ اس نے مشورہ کر کے آگ کے پاس ایک بت رکھا۔

کانکہ ایں بت را سجود آرد برست
ورنہ آرد در دل آتش نشست

اور کہا جو اس بت کو سجدہ کرے گا رہائی پائے گا اور جو نہیں کرے گا اسے آگ میں جلا دیا جائے گا۔

یک زنے باطفل آرد آں جہود
پیش آں بت و آتش اندر شعلہ بود

اس یہودی بادشاہ نے ایک بچے والی عورت کو بت کے پاس کھڑا کر دیا' جب کہ اس وقت آگ خوب بھڑک رہی تھی۔

گفت اے زن پیش ایں بت سجدہ کن
ورنہ درآتش بسوزی بے سخن

پھر بادشاہ نے کہا اے عورت تو اس بت کو سجدہ کر ورنہ بلا شبہ تجھے اس آگ میں جلا دیا جائے گا۔

بود آں زن پاک دین و مومنہ
سجدۂ آں بت نہ کرد آں موقنہ

وہ عورت چونکہ ایمان وایقان اور سچے دین والی تھی اس لئے اس نے بت کو سجدہ نہ کیا۔

طفل ازوبستاند در آتش فگند
زن بترسید و دل از ایماں بکند

بادشاہ نے بچے کو عورت کی گود میں سے چھین کر آگ میں ڈال دیا عورت بہت زیادہ ڈری اور اس کے دل سے ایمان اکھڑنا ہی چاہتا تھا کہ۔

خواست روتا سجدہ آرد پیش بت
بانگ زد آں طفل کانی لم امت

عورت نے چاہا کہ وہ بت کو سجدہ کرے تو بچے نے آواز دی امی جان! تم ایسا ہرگز نہ کرو میں مرتا نہیں ہوں۔

اندر آ مادر کہ من ایں جا خوشم
گرچہ در صورت میان آتشم

امی جان! اگرچہ میں بظاہر آگ میں ہوں لیکن یہاں خوش ہوں۔ لہٰذا تم بھی اندر چلی آؤ۔

قدرت آں سگ بدیدی اندر آ
تابہ بنی قدرت فضل خدا

تو نے اس دنیا کے کتے کی قدرت دیکھ لی اب اندر چلی اور قدرت خداوندی کا نظارہ بھی دیکھ لے۔

مادرش انداخت خود را اندر او
دست اوبگرفت طفل مہر خو

ماں نے جب اس قسم کی گفتگو بچے سے سنی تو وہ خود بخود ہی اس آگ میں کود پڑی۔ بچے نے محبت سے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا۔

مادرش ہم زاں نسق گفتن گرفت
در وصف لطف حق سفتن گرفت

جب وہ عورت آگ میں پہنچی تو قدرت خداوندی کا کرشمہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنے لگی اور بچے کی طرح لوگوں سے مخاطب ہوئی۔

نعرہ می زد خلق را کائے مردماں
اندر آتش بنگرید ایں بوستان

نعرہ مار کر کہتی تھی کہ اے لوگو! آگ کے اندر دیکھو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے آگ کو گلزار بنا دیا ہے۔ سبحان اللہ کیسی کیسی بلند ہمت اور پختہ ایمان و ایقان والی عورتیں تھیں صبر و استقامت سے ہر قسم کے ظلم کو برداشت کر لیا مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ جانے

دیا۔ میری ان باتوں پر غور وفکر کرو اور پھر دیکھو ہمیں ہر قسم کی آسائشیں میسر ہیں۔ کسی قسم کا خطرہ نہیں مگر کیا وجہ ہے کہ ہم سید الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین کی نسبت سے بہترین امت میں ہونے کے باوجود غفلت کی ماری ہوئی ہیں۔ دین کی طرف رغبت ہی نہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَ مَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوْا
الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ
وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا
اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ

(پ ۱۱ سورۃ التوبہ آیت ۱۲۳)

دسویں تقریر

حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

خاتونِ اُحد ایک جانباز صحابیہ کی فدا کاری کا ایک منظر

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْیَجِدُوْا فِیْكُمْ غِلْظَةً۔

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ

اے ایمان والو! ان کفار سے جہاد کرو جو تمہارے قریب ترین ہیں اور وہ تمہاری شدت وسختی کو محسوس کریں

عالی مرتبت خواتین اسلامیہ!

آج میں آپ کے سامنے سیّد عالم نور مجسم نبی مکرم رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر فدا کاری و جانثاری کا مظاہرکرنے والی اس عظیم صحابیہ مجاہدہ غازیہ کا ذکر خیر کرنا چاہتی ہوں جنہوں نے غزوۂ اُحد میں جب انتہائی نازک مرحلہ درپیش تھا۔ لشکر کفار بڑی بے جگری سے لڑتا ہوا آگے ہی بڑھتا جا رہا تھا' جلیل القدر صحابہ کرام پے

در پے جام شہادت نوش کرتے جا رہے تھے' حتیٰ کہ حضرت سیدنا امیر حمزہ' غسیل الملائکہ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی شہادت کی سعادت سے بہرہ مند ہو چکے تھے' اس جنگ میں ایسا وقت بھی آیا کہ مشرکین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل قریب پہنچ گئے اور آپ پر تیروں کی بارش کرنے لگے یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک شہید ہو گئے۔آپ نے اپنی چادر مبارک اپنے مقدس ہونٹوں پر رکھ لی تا کہ آپ کا نورانی خون زمین پر گرنے نہ پائے۔بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے ایسے دشمن پر رحمت وشفقت کی ان لمحات میں بھی انتہا کر دی اسے پکارا اور فرمایا جسے پنجابی کے مشہور شاعر غلام یار مرحوم نے یوں نقشہ پیش کیا ہے ۔

دال دند شہید سی جس کیتا اوہنوں نال پیار فرماوندے نے
آ پڑھ کلمہ سینے نال لگ جا آپ غصے دے وچ نہ آوندے نے
خون نکل دا سی جس دند وچوں چادر اپنی نال لگاوندے نے
غلام یار حضور دا خلق ویکھو درد وچ بھی درد کماوندے نے

میری دینی واسلامی بہنو!

میں عرض کر رہی تھی کہ کفار ومشرکین اس تیزی سے آپ پر حملہ آور تھے کہ جس کا بیان الفاظ میں نہیں کیا جا سکتا۔اسی دوران چند صحابیات' زخمیوں کی مرہم پٹی اور پانی پلانے میں مصروف تھیں' شاعر اسلام' پاکستانی ترانہ کے ناظم جناب حفیظ جالندھری مرحوم' شاہنامہ اسلام میں ان خواتین اسلامیہ کی جانثاری وجانبازی کا کچھ اس طرح منظر بیان کرتے ہیں: وہ خواتین:

بہرسو زخمیانِ جنگ کو پانی پلاتی تھیں
کہیں لیکن سراغ ساقی کوثر نہ پاتی تھیں
شہادت یاب فرزندوں کی عالی مرتبت مائیں
دلوں میں لائی تھیں قربان ہونے کی تمنائیں
وہ مائیں جن کی آغوشوں نے شیر نر پالے
رضا کاری سے پھر اسلام پر قربان کر ڈالے

پدر، شوہر، برادر اور پسر اسلام پر صدقے
خوشی سے کر دیئے تھے گھر کے گھر اسلام پر صدقے
نہ رشتے اب نہ کوئی ماممتا مطلوب تھی ان کو
وجود پاک ہادیٰ کی بقا مطلوب تھی ان کو
یہ مشکیزوں میں پانی دور سے بھر بھر لاتی تھیں
یہ کوثر طالبان آبِ کوثر کو پلاتی تھیں

چنانچہ انہیں جانباز صحابیات میں حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں جنہوں نے غزوۂ احد میں زخمی صحابہ کی مرہم پٹی کرنے اور پانی پلانے کے ساتھ ساتھ محسن کائنات مفخر موجودات، سالار کاروان شجاعت، امام المجاہدین، سیّد الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر جب لشکر کفار حملہ آور ہوئے تو بقول حفیظ جالندھری ؎

نبی کی ذات پر جب جھک پڑے ایمان کے دشمن
ہوئے اس زندگی بخش جہاں کی جان کے دشمن
اسی شمع ہدیٰ پر جب پلٹ کر آ گئی آندھی
تو اس بی بی نے رکھ دی مشک چادر سے کمر باندھی
تھے اس کے شوہر و فرزند بھی مصروف جانبازی
رسول اللہ پر قربان تھے اللہ کے غازی
ہوئی یہ شیر زن بھی اب قتال و جنگ میں شامل
سپر بن کر لگی پھرنے بگرد ہادیٔ کامل
یہ اپنی جان پر ہر زخم دامن گیر لیتی تھی
کوئی حربہ وجود پاک تک آنے نہ دیتی تھی

حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا برکات کے سامنے ڈھال بن کر دشمن کے ہر وار کو روک رہی تھیں کہ ایک کافر نے یک لخت ان پر حملہ کر دیا جلدی سے اس نے دشمن کی کلائی پکڑی اور ایسے مروڑا کہ اس کی تلوار ی چھین

اور ایک کاری وار کر کے اسے جہنم رسید کر دیا۔ حفیظ صاحب فرماتے ہیں ۔

اسی شمشیر سے اس نے سر شمشیر زن کاٹا
ہوا اس شیر زن کے خوف سے اعداء میں سناٹا
جدھر بڑھتے ہوئے پاتی تھی یہ محبوب باری کو
پہنچتی تھی وہیں اُمِ عمارہ جاں نثاری کو
سر و گردن پر اس بی بی نے تیرہ زخم کھائے تھے
مگر میدان سے اس کے قدم ہٹنے نا پائے تھے
یہ اٹھی تھی نماز صبح کو تاروں کے سائے میں
نماز ظہر تک قائم تھی تلواروں کے سائے میں
فرشتے دنگ تھے اس تیغ ایمانی کے جوہر سے
کہ حاضر تھی یہ جان و مال سے فرزند و شوہر سے
یہی مائیں ہیں جن کی گود میں اسلام پلتا ہے
اسی غیرت سے انساں نور کے سانچے میں ڈھلتا ہے

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے تمغۂ جرأت

بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیّدنا عمر ابن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں مالِ غنیمت میں بکثرت قیمتی پارچات مدینہ منورہ پہنچے ان میں ایک بہت ہی خوبصورت زرنگار منقش قیمتی چادر تھی' جب مالِ غنیمت تقسیم ہونے لگا تو سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضرین سے مشورہ لیا کہ یہ گرانقدر قیمتی چادر کسے دی جائے' جسے آپ لوگ زیادہ حق دار سمجھتے ہیں اس کا نام لیجیے۔

بعض صحابہ نے مشورہ دیا کہ اسے آپ اپنے نور نظر فرزند ارجمند حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ کو دیجئے۔ یہ سنتے ہی حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوچنے لگے اور پھر فرمایا نہیں نہیں میں یہ زرکار چادر حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں پیش کرتا ہوں وہی اس کی زیادہ حق دار ہیں کیونکہ غزوۂ احد

میں جس بہادری اور جانثاری کا حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مظاہرہ فرمایا تھا اس کی تحسین میں نے نبی مکرم رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے از خود سنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے۔ احد کے دن عرصہ پیکار میں اُم عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو میں نے اپنے دائیں بائیں مسلسل کفار سے لڑتے دیکھا یہ بیان کرتے ہیں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ منقش اور گراں قیمت چادر حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عطا فرمادی جسے آج کل کی اصطلاح میں اگر یوں کہا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہوگا کہ سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تمغہ جرأت وشجاعت سے نواز کر مستقبل میں بہادری کے جوہر دکھانے والوں کو انعامات دیئے جانے کی بنیاد رکھ دی اور یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام اور صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خاتون احد کے پر عظمت لقب سے پکارا کرتے تھے۔ انہیں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت تھی یہی وجہ ہے کہ وہ آپ کے اشارہ ابرو پر راہ حق میں اپنی جان' مال' اولاد سب کچھ قربان کر دینے کے جذبات سے معمور تھیں جن کے باعث امیر المومنین سے لیکر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حد درجہ احترام کرتے تھے۔

میری اسلامی اور قابل صد احترام اسلامی' پیاری بہنو! اپنے آقا مدینے کے تاجدار' امت کے غمخوار' خواتین عالم کے دلدار حضور پُر نور' حضرت عبداللہ کے نورنظر' آمنہ کے لخت جگر محسن کائنات جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس واطہر پر ایک بار صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کریں:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

ہاں! میں آپ کی خدمت میں حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مقدس زندگی اور سنہری کارناموں کے بارے میں عرض گزار تھی۔ آپ کی حیات مبارکہ کی قدرے تفصیل پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتی ہوں۔

نام ونسب

اس مجاہدہ صحابیہ کا نام ''نسیبہ'' تھا مگر تاریخ میں اپنی کنیت ''اُمِ عمارہ'' سے شہرت پائی' آپ انصار مدینہ کے قبیلہ خزرج کی شاخ بنونجار سے تھیں' اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سلسلہ نسب یہ ہے۔

نسیبہ بنت کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بنونجار (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پردادی سلمٰی بھی خاندان نجار سے تھیں یعنی حضرت عبدالمطلب کی والدہ ماجدہ اور حضرت ہاشم بن عبدمناف کی زوجہ محترمہ' یوں تو اس خاندان کی مدینہ منورہ میں پہلے ہی خاصی مقبولیت تھی مگر عبدالمطلب کے ننھال ہونے اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت داری کے باعث اب اسے ممتاز ترین سمجھا جانے لگا اور بنونجار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہی عزیز اور محبوب جاننے لگے۔ جب کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر ان کی عظمت وشان کو چار چاند لگا دیئے کہ اگر میں انصار کے کسی گھرانے میں شامل ہوتا تو بنونجار میں ہوتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی والدہ ماجدہ حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ بچپن میں مدینہ طیبہ تشریف لائے حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیز تھی وہ بھی ہمراہ آئیں تو آپ کا تقریباً مہینہ بھر قیام خاندان بنونجار میں رہا' واپسی پر مقام ابواء میں آپ کی والدہ ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہا معمولی سی علیل ہوئیں اور خالق حقیقی کے پاس پہنچ گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا بصد حسرت و یاس مکہ مکرمہ میں لے آئیں۔ تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ننھی سی عمر کے جو دن مدینہ طیبہ میں گزارے تھے ان ایام کی باتیں ساری زندگی یاد رہیں۔ ایک بار مدینہ طیبہ میں آپ کا گزر بنونجار کے محلے سے ہوا تو ایک مکان کی طرف اشارہ کر کے فرمانے لگے'' یہی وہ مکان ہے جہاں میں اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ ٹھہرا تھا۔ پھر آپ نے ایک تالاب اور میدان دکھایا اور فرمایا یہ وہ تالاب

ہے جس میں میں نے تیرنا سیکھا اور یہ وہ میدان ہے جہاں میں انیسہ نامی بچی کے ساتھ بچپن میں کھیلا کرتا تھا۔

بعد از ہجرت قباء شریف سے جب مدینہ منورہ جلوہ افروز ہوئے تو میزبانی کا شرف حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہوا جو بنونجار کے سردار تھے۔ رحمت عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے مدینہ طیبہ کا بچہ بچہ جوش مسرت سے بیخود نظر آتا تھا مگر بنونجار کے جوش وخروش اور خوشی وشادمانی کا منظر ہی کچھ اور تھا اس خاندان کی ننھی اور معصوم بچیاں دف بجا بجا کر ترانے پیش کر رہی تھیں۔ حفیظ جالندھری مرحوم نے مدینہ طیبہ میں ورودِ مسعود کا جو نقشہ کھینچا ہے ذرا اسے آپ بھی سماعت فرمائیے' عنوان ہے:

نبی اپنے مدینے میں

ہوا چاروں طرف اقصائے عالم میں پکار آئی
بہار آئی بہار آئی بہار آئی بہار آئی
جوان و پیر مردو زن سراپا چشم بیٹھے تھے
بہار آنے کو تھی گلشن سراپا چشم بیٹھے تھے
اب استقبال کو دوڑے بنی نجار سج سج کر
بڑھے انصار بن کر اونچی ہتھیار سج سج کر
جنوبی سمت اٹھا ایک نورانی غبار آخر
سوار شہر میں داخل ہوا ناقہ سوار آخر
فضا میں بس گئیں توحید کی آزاد تکبریں
یہ تکبیریں تھیں باطل کے گلو پر تیز شمشیریں
مہاجر پیچھے پیچھے چل رہے تھے سربکف ہو کر
کھڑے تھے راہ میں انصار ہر سو صف بصف ہو کر
درودیوار استادہ ہوئے تعظیم کی خاطر
زمیں کیا آسماں بھی جھک گئے تسلیم کی خاطر

مسلماں بیبیاں گھر گھر کی چھتوں پر جمع ہو ہو کر
نظر سے چومتی تھیں عصمت دامان پیغمبر
زباں پر اَشْرَقَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا کی صدائیں تھیں
دلوں میں مَا دَعٰى لِلّٰهِ دَاع کی دعائیں تھیں
کہیں معصوم ننھی بچیاں تھیں دف بجاتی تھیں
رسول پاک کی جانب اشارے کر کے گاتی تھیں
کہ ہم ہیں بچیاں نجار کے عالی گھرانے کی
خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی
مسلمانوں کے بچے بچیاں مسرور تھے سارے
گلی کوچے خدا کی حمد سے معمور تھے سارے
نبوت کی سواری جس طرف سے ہو کے جاتی تھی
درود و نعت کے نغمات کی آواز آتی تھی

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ طیبہ میں جلوہ گری اس شان سے ہو رہی تھی کہ بنو نجار کی بچیاں یوں عربی ترانہ پڑھ کر استقبال کر رہی تھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوِدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مَا دَعٰى لِلّٰهِ دَاعِ

وہ دیکھو! ہمارے چاند نے کوہ ودع کی گھاٹیوں سے طلوع فرمایا' ہم پر شکر واجب ہے جب تک دعائیں مانگنے والے دعائیں مانگتے رہیں گے' اور کہیں سے یہ آوازیں سنائی دے رہیں تھیں

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِی النَّجَّارِ
یَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَوَارِ

ہم ہیں بچیاں نجار کے عالی گھرانے کی
خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

سبحان اللہ! کیا خوش نصیب تھیں وہ ننھی منی بچیاں جنہوں نے سیّد عالم نور مجسم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ میں جلوہ گری پر ایسے محبت بھرے ایمان افروز' روح پرور جامع ترین اور مختصر سے نعتیہ اشعار پڑھے جنہیں قبولیت و محبوبیت کا دائمی تمغہ عطا ہو گیا اور اس وقت سے لیکر تا قیام قیامت مسلمان کا بچہ بچہ عقیدت و محبت سے ہمیشہ گنگنا تا رہے گا بلکہ میدان حشر میں بھی ہمارا تو یہی ترانہ ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز یہ استقبالیہ کارنامہ مدینہ طیبہ کی بچیوں نے اس رنگ میں سرانجام دیا کہ دیکھنے والے بھی ان کے سنگ پڑھ رہے ہونگے۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوِدَاعِ
وَجَبَتْ شُکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعٰی لِلّٰہِ دَاعِیْ

میری پیاری بہنو! آپ بھی مل کر محبت اور پیار سے پڑھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوِدَاعِ
وَجَبَتْ شُکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعٰی لِلّٰہِ دَاعِیْ

سبحان اللہ: کیا لذت اور سرور ہے ان کلمات طیبات میں وہ بچیاں نمبر لے گئیں' اولیت کا انہیں شرف نصیب ہو گیا' جہاں کہیں بھی کوئی نعت خوانوں کا تذکرہ کرے گا تو سب سے پہلے نعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے والی یہی بچیاں ہونگی۔ خوش ہو جایئے' خواتین اسلامیہ آپ کی عزت و عظمت کو ان بچیوں نے بام عروج تک پہنچا دیا اب ہم فخر سے کہہ سکتی ہیں کہ اولین نعت خوانی کا جس طبقہ کو شرف حاصل ہوا وہ بلا شک و شبہ مدینہ

طیبہ کی یہی بچیاں تھیں جنہیں مسلمان عورتیں اس سلسلہ میں اپنی رہنما تسلیم کرتی ہیں۔
ایک بار محبت اور پیار سے تاجدار مدینہ سرور سینہ شرم وحیا کے نگینہ احمد مجتبےٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کریں پھر میں آپ کو حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت عالیہ میں لے چلتی ہوں جن کے ایمان افروز کارناموں کی معمولی سی جھلک پیش کر رہی ہوں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اعلانِ قبولیت

بنونجار کی یہ بچیاں جب والہانہ انداز میں اپنی ننھی منی زبانوں سے عالم وجد میں یہ ترانہ پڑھ رہی تھیں۔

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِی النَّجَّار
یَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَوَار

تو رحمت عالم مشفق و مہربان کائنات ان بچیوں کے پاس آئے اور مسکراتے ہوئے فرمایا:
بچیو! کیا تم مجھ سے محبت رکھتی ہو؟ سبھی بیک زبان پکار اٹھیں نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سنتے ہی حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی تمہیں عزیز رکھتا ہوں۔
قرباں جایئے ان معصوم بچیوں کی قسمت پر جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قبولیت کی پہلی ڈگری عطا ہوئی۔

نقیب بنی نجار

بیان کرتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اپنے بارہ نقیب مسلمانان مدینہ منورہ کی حفاظت ونگہداشت کیلئے مقرر کئے تھے ان میں حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنونجار کے نقیب تھے۔ ہجرت سے تھوڑی مدت بعد جب وہ

وصال فرما ہوئے تو بنونجار کے سرکردہ اصحاب بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگے۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نقیب حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصال فرما چکے ہیں ان کی جگہ ہمارا کوئی نقیب مقرر فرما دیجیے یہ سنتے ہی حضور پُرنور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ میرے ماموں ہو اس لئے اب بنونجار کا نقیب میں خود ہوں۔ یہ فرمان والا شان سنتے ہی وہ لوگ عالم مسرت میں بے حد خوشیوں کا اظہار کرنے لگے۔ حقیقتاً یہ بہت بڑی سعادت تھی جو بنونجار کو نصیب ہوئی اس نسبت سے حقیقی معنوں میں انصار کا بہترین خاندان بن گیا چنانچہ حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسی خاندان عظمت نشان کی ایک بلند مرتبت خاتون تھیں مگر اسلام میں خاندانی عظمت سے زیادہ سرمایہ افتخار ایمان ہے جس سے حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سراسر معمور تھیں کیونکہ موصوفہ میں دین حق کی خاطر سر بکف رہنے کا جذبہ اور محسن کائنات کی والہانہ محبت وعقیدت اس کے رگ و ریشے میں سرایت کر چکی تھی یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی جان، مال، اولاد اور ہر ایک چیز سے بے نیاز ہو چکی تھیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی عقیدت و محبت اور سرشاری و فدا کاری کی بڑے فخر سے مثالیں دیا کرتے تھے۔

اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَار

معظمات ومکرمات خواتین اسلامیہ! حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شمار ان صحابہ کرام وصحابیات میں ہوتا ہے جو اسلام کے آغاز ہی میں دامن نبوت سے وابستہ ہو چکی تھیں جنہیں اللہ رب العزت السابقون الاوّلون من المهاجرين والانصار کے اوصاف حمیدہ سے قرآن کریم میں دوام بخشا حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسی زمانے میں اپنے خاندان کے ساتھ زمرۂ اسلام میں داخل ہوئیں۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں شامل تھیں۔

حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلا نکاح آپ کے چچا زاد بھائی حضرت

زید بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو فرزند حضرت عبداللہ اور حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عطا فرمائے تھے دونوں کو صحابیت کا شرف نصیب ہوا اور تاریخ میں انہوں نے بڑی شہرت حاصل پائی۔

گھوڑا اور سوار دونوں زمین پر

اشعار کی صورت میں حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شجاعت' بہادری' جانبازی' عزم وثبات کا خاکہ آپ سن چکی ہیں۔ یہاں نثر میں آپ کی غزوۂ احد میں ایک جنگجو تجربہ کار کافر کے ساتھ جو جھڑپ ہوئی اسے بطور خلاصہ پیش کیا جاتا ہے' سنیئے غزوۂ احد میں:

''جب تک مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا' حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوسری صحابیات کے ساتھ مشکیزوں میں پانی بھر بھر کر مجاہدین کو پلاتی رہیں اور ساتھ ہی ساتھ زخمیوں کی خبر گیری بھی کرتیں مگر اچانک جنگ کا پانسہ پلٹتا ہوا نظر آیا' یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گنتی کے چند جانباز باقی رہ گئے۔ حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ کیفیت دیکھتے ہی مشکیزہ پھینک ڈالا' اور تلوار لی ڈھال سنبھالی' برق رفتاری سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آ گئیں اور کفار سے نبرد آزما ہوئیں۔ مشرکین بار بار کوشش کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھتے تو حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوسرے ثابت قدم مجاہدین کے ساتھ مل کر تیر اور تلوار سے دور بھگا دیتیں۔

یہ لمحات انتہائی نازک صورت اختیار کر چکے تھے۔ بڑے بڑے بہادروں کے پاؤں اکھڑ رہے تھے مگر یہ شیر دل خاتون کوہ استقامت بن کر میدان جنگ میں ڈٹی ہوئی تھیں اتنے میں ایک کافر نے حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سر پر وار کیا' انہوں نے اپنی ڈھال پر لیا اور پھر گھوڑے کے پاؤں پر اس شان سے تلوار ماری کہ گھوڑا اور سوار دونوں زمین پر آ رہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ ماجرا دیکھ رہے تھے کہ اسی اثناء میں حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند عبداللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آئے آپ نے فرمایا عبداللہ! جاؤ اپنے ماں کی مدد کرو وہ فوراً ادھر لپکے اور تلوار کے ایک

ہی وار سے اس کافر کو جہنم رسید کر دیا۔عین اسی وقت ایک دوسرے کافر نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر وار کیا جس سے وہ زخمی ہو گئے' ماں نے جلدی سے بیٹے کا زخم باندھا اور فرمایا بیٹے جاؤ! جب تک جسم میں جان اور دم میں دم ہے دشمن سے لڑتے رہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جذبہ جانثاری کو دیکھ کر فرمایا'' من یطیق ما تطیقین یا اُمِ عمارہ'' اے اُمِ عمارہ جتنی طاقت تجھ میں ہے اتنی اور کسی میں کہاں ہو گی؟ ابھی حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تحسین آفرین کلمات طیبات سے مستفیض ہو رہی تھیں کہ وہی کافر دوبارہ حضرت عبداللہ پر حملہ آور ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اُمِ عمارہ سنبھلنا یہ وہی بد بخت ہے جس نے عبداللہ کو زخمی کیا ہے۔ حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جوش غضب میں اس پر جھپٹیں اور تلوار کے ایک ہی وار سے جہنم رسید کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا اُمِ عمارہ! تو نے اپنے بیٹے کا خوب بدلہ چکایا۔

ایسے وقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکرانا انہیں تسلی دینا تھا آپ کی تسکین پریشان دلوں کا چین واطمینان ہے۔

جن کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑے
اس تبسم کی عادت پر لاکھوں سلام

زخمی اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

عین ہنگامہ کارزار میں ابن قمیہ نامی کافر دوڑتا ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار کا وار کر دیا۔ آپ خود پہنے ہوتے تھے اس کی تلوار خود پر پڑی اور دو کڑیاں رخسار مقدس میں کھب گئیں اور آپ کا خون بہنے لگا۔ جسے آپ نے چادر کے سبب نیچے نہ گرنے دیا یہ سب کچھ چشم زدن میں ہو گیا۔ حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بے تاب ہو گئیں اور آگے بڑھ کر ابن قمیہ کو روکا یہ شخص قریش کا نامی گرامی شہسوار اور تجربہ کار جنگجو تھا لیکن شیر دل اُمِ عمارہ اس سے قطعاً

ہراساں نہ ہوئیں اور بڑی دلیری و بہادری سے اس پر حملہ کر دیا وہ دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا اس لئے تلوار کارگر نہ ہوئی جواباً ابن قمیہ نے وار کیا جس کے باعث حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کندھا شدید زخمی ہو گیا مگر اسے بھی ٹھہرنے کی جرأت نہ ہوئی اور وار کرتے ہی بھاگ نکلا۔

حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کندھے سے خون کا فوارہ بہہ نکلا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے زخم پر از خود پٹی بندھوائی اور متعدد بہادر صحابہ کے نام لے کر فرمایا: واللہ! آج اُمِ عمارہ نے ان سب سے بڑھ کر بہادری کا مظاہرہ کیا۔ یہ سنتے ہی حضرت اُمِ عمارہ عرض گزار ہوئیں۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے لئے دعا فرمایئے جنت میں بھی آپ کی معیت نصیب ہو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے نہایت محبت سے دعا مانگی اور بآواز بلند فرمایا: **اللھم اجعلھا رفقائی فی الجنۃ** حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بے حد مسرت ہوئی اور یہ کلمات زبان پر جاری ہو گئے **ما ابالی ما اصابنی من الدنیا** اب مجھے دنیا میں کسی مصیبت کی پرواہ نہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے اختتام پر اس وقت تک اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف نہ لے گئے جب تک آپ نے حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خیریت دریافت نہ کر لی' آپ فرمایا کرتے تھے احد کے دن میں جدھر نظر دوڑاتا حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دکھائی ہی دیتی تھیں۔

بیان کرتے ہیں کہ حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غزوہ احد میں باراں کاری زخم آئے ابن سعد رقم کرتے ہیں کہ حضرت اُمِ عمارہ غزوۂ احد کے علاوہ بیعت رضوان جنگ خیبر' عمرۃ القضا' غزوہ حنین نیز فتح مکہ کے موقع پر بھی حضور پُرنور سیّدِ عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی کا شرف نصیب ہوا۔

غلامان محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے

قابل صد احترام میری بہنو! گیارہ ہجری کو جب سیّد عالم نبی مکرم رسول اعظم صلی

اللہ علیہ وسلم دار فانی سے راہی بقا ہوئے' تو افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باتفاق تمام صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند خلافت سنبھالا تو پورے عرب میں فتنہ ارتدار پھیل گیا مرتدین کی سرکوبی کیلئے جو بڑے بڑے معرکے پیش آئے ان میں مسیلمہ کذاب کا معرکہ سرفہرست ہے۔ مسیلمہ کذاب یمامہ کے علاقہ بخر قبیلہ بنوحنیفہ کا سردار تھا۔ اس نے تاجدار ختم نبوت نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں ہی اپنی جھوٹی نبوت کا دعویٰ اگل دیا تھا اس مکار کی شعبدہ بازی اور ستم رانی کے باعث تھوڑی سی مدت میں چالیس ہزار سے زائد جنگجو لوگ جمع ہوگئے تھے۔ جو بھی کوئی غیرت مند انسان اس کی جھوٹی نبوت سے انکاری ہوتا یہ اس پر سخت ظلم کرتا اسی زمانے میں حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند دلبند حضرت حبیب بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمان سے مدینہ منورہ آرہے تھے کہ راستے میں اس ظالم کے ہاتھ پڑ گئے اس نے پوچھا

''محمد کے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے؟

حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: وہ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

مسیلمہ کہنے لگا! نہیں تم یہ کہو مسیلمہ اللہ کا سچا رسول ہے۔

حضرت حبیب نے نہایت حقارت سے اس کی بات ٹھکرادی اور جرأت سے فرمایا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بھی سچا نبی نہیں ہوسکتا۔

مسیلمہ نے غضبناک ہوکر تلوار سے آپ کا ایک ہاتھ شہید کر ڈالا اور پھر بولا اب تو میری بات مانو گے یا نہیں؟

حضرت حبیب نے فرمایا' بالکل نہیں' تجھے نبی ماننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔ مسیلمہ نے دوسرا ہاتھ بھی کاٹ ڈالا اور بولا ابھی وقت ہے میری نبوت کو تسلیم کرلو ورنہ تجھے شہید کردیا جائے گا آپ نے زبان حال سے فرمایا:

غلامان محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یارہ جائے کچھ پرواہ نہیں کرتے

محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

القصہ اس جھوٹے' کذاب' مکار وعیار مسیلمہ نے اس عاشق رسول جس نے اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی نبی کریم کی سچی عاشقہ' محبہ کا دودھ پیا تھا۔ برسر عام اعلان فرمایا یہ ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا میں نے تو جس کا کلمہ پڑھا ہے اسی سچے نبی کا کلمہ پڑھتا رہوں گا۔

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

یہ سنتے ہی مسیلمہ کذاب فرط غضب سے دیوانہ وار حملہ آور ہوا اور حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک ایک بند کو کاٹنا شروع کر دیا ظالم راہ حق میں ان کا رقص بسمل دیکھ کر قہقہے لگاتا رہا حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے راہ تسلیم و رضا سے قدم نہ ہٹایا اور جام شہادت نوش فرما گئے ؎

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بہادر' مجاہد فرزند کی مظلومانہ شہادت کی خبر سنی تو ان کی ثابت قدمی پر خدا کا شکر بجالائیں لیکن عہد کر لیا کہ مسیلمہ کذاب سے بدلہ لے کر رہیں گی۔ چنانچہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے مقابلے حضرت خالد بن ولید کی سرکردگی میں جو لشکر روانہ کیا اس میں حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شامل تھیں۔ گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی اُمِ عمارہ برچھی تانے آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھیں قریب تھا کہ مسیلمہ کذاب کو اپنی برچھی سے جہنم رسید کرتیں اچانک اس پر دو تلوار پڑیں اور وہ کیفر کردار تک پہنچ گیا۔ جب نظر اٹھا کر دیکھا تو پہلو میں اپنے فرزند دلبند حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھڑے پایا اور قریب ہی وحشی بن حرب تلوار سنبھالے ہوئے تھے حضرت وحشی نے مسیلمہ پر اپنا حربہ پھینکا اور حضرت عبداللہ نے اپنی تلوار سے اس پر کاری وار کیا اور ساتھ ہی وحشی بن حرب

نے اس کا کام تمام کر دیا۔

حضرت اُمِ عمارہ اپنے فرزند دلبند حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل اور مسلمانوں کے بدترین دشمن اور جھوٹے نبوت کے اولین کذاب کی موت پر سجدہ شکر بجالائیں۔ امیر لشکر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اُمِ عمارہ کی فضیلت و عظمت اور مراتب سے اچھی طرح آگاہ تھے چونکہ حضرت اُمِ عمارہ بھی مسیلمہ کے لشکر سے برسر پیکار تھیں انہیں اس معرکہ میں گیارہ کاری زخم آئے تھے ایک ہاتھ بھی دشمن کی تلوار سے کٹ گیا تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی تندہی سے ان کا علاج کرایا۔ ہاتھ تو رہ خدا میں داغ مفارقت دے چکا تھا مگر علاج مؤثر رہا۔ تندرستی اور صحت لوٹ آئی۔ حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس واقعہ کے ذکر میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے حد تعریف فرمایا کرتیں اور اظہار تشکر کے طور پر فرماتیں حضرت خالد نے بڑی غمخواری سے میرا علاج کرایا وہ بڑے ہمدرد اور نیک سیرت سپہ سالار تھے۔ حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا امیر المومنین سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت وعدالت میں واصل بحق ہوئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انہیں غایت درجہ عقیدت و محبت تھی وہ ہر لمحہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے کیا کرتیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان پر بے پایاں شفقت فرماتے کبھی کبھی دلدہی اور حوصلہ افزائی کی خاطر ان کے گھر تشریف لے جاتے۔

بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے انہوں نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا آپ نے فرمایا اُمِ عمارہ آیئے اور کھایئے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں روزے سے ہوں اس پر آپ نے فرمایا روزہ دار کے سامنے کچھ کھایا جائے تو فرشتے اس پر درود شریف پڑھتے ہیں۔ یہ کہتے ہوئے آپ نے حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ضیافت کو قبول فرمایا اور ان کے سامنے کھانا تناول کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی

حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر ان کی خبر گیری کیلئے جایا کرتے اور ان کے کئی کام اپنے دست مبارک سے کر دیا کرتے۔

قابل صد احترام بہنو!

حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کتاب زندگی کے کئی روشن باب ہیں مگر میں اسی پر اکتفا کرتی ہوئی دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت اپنے پیارے حبیب کریم رؤف رحیم اور ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی محبت و عقیدت جیسی نعمت سے نوازے جس طرح راہ خدا میں اسلام کی اس عظیم خاتون' خاتون احد نے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہمیں بھی قوم و ملت کی اصلاح و فلاح اور خدمت اسلام اور محبت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت ابدی سے شادکام فرمائے: (آمین)

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ
لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ
وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ
(پ ۱۱ سورہ یونس آیت ۶۲)

گیارہویں تقریر

تحفہ نے کہا میں پاگل نہیں عاشق ہوں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اما بعد! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ o اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحَاتِ وَاتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَاتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (والعصر)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

اس زمانہ محبوب کی قسم! بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔

عالی مرتبت! خواتین اسلامیہ! آج میں نے قرآن کریم کی ایک چھوٹی سی مگر مطالب ومفاہم میں بہت بڑی سورت تلاوت کرنے کا شرف پایا۔ اس کی تفسیر وتشریح کی بجائے ایمان کی مضبوطی، عمل کا نور، حق پر استقامت اور صبر وعزیمت کا عظیم مظاہرہ محسوس کریں گی۔ جس کا مظاہر دو جوان دوشیزگان نے اپنے پاکیزہ کردار سے واضح فرمایا!

یہ دو مضمون ہیں جو تقریر کی صورت میں آپ کے گوش گزار کر رہی ہوں۔ پہلے

پہل یہ ماہنامہ نور الحبیب بصیر پور شریف میں اشاعت پذیر ہوئے پھر پاکستان میں شائع ہونے والے متعدد رسائل نے شائع کر کے ان کی اہمیت و حیثیت کو اجاگر کیا۔ آپ کے سامنے ماہنامہ آستانہ کراچی شمارہ 10' اکتوبر 1999ء 6 جون 2001ء سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کیا چاہتی ہوں۔

یہ دونوں مضمون ملت اسلامیہ کے نامور اور معروف و محبوب' صاحب علم و قلم مولانا محمد منشا تابش قصوری دامت برکاتہم خطیب اعظم مرید کے' صدر شعبہ فارسی و مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے ایمان افروز' روح پرور دلکش اور دل پذیر تحریر کا آئینہ جمال ہیں۔ پوری توجہ اور غور سے سنیئے اور جو سبق ہمیں ان سے حاصل ہوں انہیں بروئے عمل لانے کی کوشش کیجئے۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ساری رات بے چینی کے عالم میں سو نہ سکے۔ قلق واضطراب کی انتہا نہ رہی یہاں تک کہ نماز تہجد بھی فوت ہوگئی۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد بھی اضطرابی کیفیت میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی تو انہوں نے دل ہی دل میں فیصلہ کیا' چلیں ہسپتال تاکہ وہاں بیماروں کو دیکھ کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کریں اور ان کے دکھ درد' آہ وفغان' سے ممکن ہے میرے دل میں بھی کوئی دردمندی کے آثار نمودار ہوں اور یوں میرا اضطراب ٹھکانے لگے۔

چنانچہ میں ہسپتال پہنچا کیا دیکھتا ہوں ایک حسینہ' جمیلہ کنیز نہایت خوبصورت اور قیمتی لباس میں ملبوس نظر آئی۔ جس سے عجیب و غریب خوشبو لپٹیں مار رہی تھی۔ مگر میں نے جیسے ہی اسے دیکھا ایک احساس سا ابھرا اور میرے دماغ میں یہ بات آئی کہ بیچاری کتنی مظلوم ہے اس کے ہاتھ اور پاؤں میں زیورات کی جگہ زنجیریں پڑی ہوئی ہیں۔ مجھے دیکھتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے اور بے اختیار پکار اٹھی۔

معشر الناس ماجنت و لکن

انا سکرانة وقلبی صاحی

اغــلــتــم يــدى ولــم ات ذنبــا

غير جهدى فى جسه واقتضاحى

اے لوگو! میں دیوانی نہیں، میں تو عشق کے نشے سے سرمست ہوں، میرا دل ہوشیار ہے تم نے زنجیریں بلاوجہ ڈال رکھی ہیں۔ میں نے کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا سوا اس کی محبت کے جس کے سبب میں دکھ اور تکلیف اٹھا رہی ہوں۔

انــا مــفــتــونــه بــحــب حبيبى

لســت ابــغــى عــن بابه من يراحى

میں تو صرف اپنے محبوب کی محبت میں دیوانی ہوں، میں تو اس کے دروازے سے اٹھنے کی غلطی کبھی نہیں کروں گی۔

فــصــلاحــى الذى زعمتم فسادى

وفســادى الــذى زعمتم صلاحى

پس جس صلاح کا تم نے میرے لئے گمان کر رکھا ہے وہی میری بیماری ہے اور جس چیز کو تم نے میری بیماری تصور کر رکھا ہے درحقیقت وہی میرے لئے تندرستی ہے۔

مــاعــلــى مــن احب مولى الموالى

وارتــضــاه لــنــفــســه من جنــاحى

مالکوں کے مالک کی محبت میں تو کسی کو دخل اندازی کا حق نہیں جب کہ محبت نے بنفسہ اپنے لئے گناہ محبت کو پسند کیا ہو۔

''تحفہ'' کے ان اشعار نے میرے اندر سوز گداز پیدا کر دیا۔ میں رونے لگا۔ جب اس نے میری آنکھوں میں آنسو دیکھے تو بولی۔ اے سرّی! تمہارا رونا تو محض اس کے وصف کیلئے ہے۔ اگر تم اسے ایسے پہچان لو جیسے اس کی پہچان کا حق ہے تو پھر کیا کرو گے؟

یہ سنتے ہی مجھ پر غشی طاری ہوگئی۔ جب ہوش میں آیا تو میں نے تحفہ سے کہا ارے جاریہ! اس نے کہا لبیک یا سرّی۔ میں نے پوچھا۔ تم مجھے کیسے جانتی ہو؟ وہ گویا ہوئی۔

جب سے میں نے اپنے محبوب کو پہچان لیا ہے اس وقت سے میں بے علم نہیں رہی۔ میں نے کہا مجھے پتہ چلا ہے کہ تم ہر وقت اپنے محبوب کو ہی یاد کرتی رہتی ہو' آخر تمہارا محبوب کون ہے؟

وہ کہنے لگی میرا تو وہی محبوب ہے جس نے مجھے ہر ایک نعمت سے نوازا ہے اور اسی نے اپنی عطا و بخشش کا ہم تمام پر احسان کیا ہے کہ وہ ہر دل کے قریب اور ہر سائل کے سوال کو قبول فرمانے والا ہے۔ میں نے کہا یہاں تمہیں کس نے قید کر رکھا ہے؟ وہ کہنے لگی یہ حاسدوں کا مشغلہ ہے نیز یہ کہتے ہی اس نے زور سے چیخ ماری اور گر پڑی۔ میں سمجھا ٹھنڈی ہوگئی۔

تھوڑی دیر بعد ہوش میں آئی تو پھر اس نے حسب حال چند اشعار گنگنائے۔ میں ہسپتال کے منتظم سے ملا اور اس کی چھٹی کے بارے میں کہا۔ چنانچہ میرے کہنے پر اس نے چھٹی دے دی۔ میں نے تحفہ سے کہا۔ اب آپ جہاں جانا چاہتی ہیں چلی جائیں۔ یہ سنتے ہی کہنے لگی۔ سرّی! میں کہاں جاؤں جبکہ میرے دلی محبوب نے اپنے ایک غلام کی ملک کر رکھا ہے۔ ہاں اگر میرا مجازی مالک راضی ہو تو پھر جا سکتی ہوں۔ بصورت دیگر صبر کا دامن تو ہاتھ میں ہی ہے۔

میں نے دل ہی دل میں کہا۔ قسم بخدا! یہ کنیز مجھ سے زیادہ عقل و دانش اور علم و فراست رکھتی ہے۔ اسی اثناء میں اس کا مالک بھی آ گیا۔ وہ لوگوں سے پوچھنے لگا۔ ''تحفہ'' کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا وہ کمرے میں ہے اور حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ان کے پاس ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ بہت خوش ہوا۔ میرے پاس آیا اور سلام کیا۔ میری بیحد تعظیم و توقیر بجا لایا۔ میں نے کہا اے اللہ کے بندے تعظیم کے لحاظ سے تو یہ کنیز مجھ سے فائق ہے لہٰذا اس کی تعظیم کرو اور مجھے بتاؤ؟ تم نے اسے زنجیریں کیوں ڈال رکھی ہیں۔ مالک بولا اس کی عقل ماری گئی ہے' نہ کھاتی ہے' نہ پیتی ہے' نہ سوتی ہے' نہ سونے دیتی ہے اور صورت حال یہ ہے کہ میری زندگی بھر کا صرف یہی سرمایہ ہے۔ میں نے اسے اپنی تمام جائیداد فروخت کر کے بیس ہزار لاکھ میں اس غرض سے خریدا تھا کہ اس

سے خوب نفع ہاتھ لگے گا۔ اس کمال کے بدلے جو اس میں پایا جاتا ہے۔ میں نے پوچھا اس میں کون سا مال ہے؟ مالک نے کہا۔ یہ جیسے حسن و جمال کی پیکر ہے ایسے ہی اس کی آواز میں بے حد دردوسوز ہے' نیز یہ گانا گانے کی ماہر ہے۔ میں نے اس کے مطربانہ کمال کے باعث خرید لیا۔ مگر ابھی فروخت نہیں کر پایا تھا کہ یہ دیوانی' مجنون اور پاگل ہوگئی۔

میں نے پوچھا اس پر یہ حالت طاری ہوئے کتنا عرصہ گزرا؟ مالک نے کہا ایک سال۔ میں نے پوچھا اس کی یہ حالت کیسے ظہور پذیر ہوئی؟ اس نے کہا ایک دن سارنگی بغل میں دبائے یہ اشعار گا رہی تھی۔

وحقك لا نقضت الدهر عبدا

ولا كدرت بعد الضعف ودا

تیری حقانیت کی قسم زمانے نے اپنے عہد کو نہیں توڑا اور نہ ہی بڑھاپے نے محبت کو گدلا ہونے دیا ہے۔

كلات جوانحي والقلب وجدا

فكيف الذو اسلو واهدا

میرے دل اور پہلوؤں کو تو وجد نے قابو کر رکھا ہے پھر مجھے لذت' تسلی اور آرام کیسے حاصل ہو۔

فيامن ليس لي مولى سواه

اراك تركتني في الناس عبدا

بس اے وہ ذات! جس کے سوا کوئی آقا نہیں۔ میں دیکھ رہی ہوں کہ تو نے مجھے چھوڑ کر غیروں کی غلامی میں دے دیا۔

''تحفہ'' کے مالک نے کہا' ان اشعار کے پڑھتے ہی اس نے سارنگی توڑ دی اور رونے لگی۔ میں نے خیال کیا اسے کسی سے پیار ہو گیا ہے۔ لیکن چھان بین کرنے سے پتہ چلا کہ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ جب مالک یہ کہہ چکا تو میں نے تحفہ سے پوچھا کیا

یہی بات ہے؟ تو دل خستہ اور زبان شکستہ سے یہ اشعار پڑھنے لگی۔

خاطبنی الحق من جنانی

فکان وعظنی علی لسانی

اللہ تعالیٰ نے مجھے میرے دل کے ذریعے مخاطب فرمایا ہے۔ حالانکہ مجھے وہ نصیحت میری ہی زبان سے تھی۔

قربنی منہ بعد بعد

وخصنی اللہ والصطفانی

مجھے دوری کے بعد قریب فرمایا' پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے خاص اور منتخب کیا۔

احببت لماذعیت طوعا

مبینا للذی دعانی

مجھے جس چیز کیلئے طلب کیا میں نے سر تسلیم خم کر دیا۔
ظاہر ہے کہ اسی کیلئے ہی مجھے طلب کیا گیا تھا۔

وخفت مما جنت قدما

فوق الحب بالامانی

میں تو اس لئے خوفزدہ ہوئی کہ پاؤں سے چل کر گئی۔ حالانکہ محبت سے بھی بلند وبالا آرزوئیں میرے دل میں مچل رہی تھیں۔

حضرت سرّی سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے تحفہ کے آقا سے کہا اسے مجھے دے دو اور جو قیمت لینا چاہو لے لو بلکہ جو تمہارا مطالبہ ہے اس سے زیادہ دوں گا۔

وہ بولا: درویشا! تمہارے پاس اس کی قیمت کہاں؟ آپ ایک سادہ سے درویش آدمی ہیں تمہارے پاس قیمت کہاں سے آئے گی؟ میں نے اسے کہا جلدی نہ کرو' تسلی رکھو میں تجھے اس کی رقم ادا کر دوں گا۔ آخر میں ہسپتال سے روتا ہوا باہر نکلا قسم بخدا اس وقت میرے پاس ایک درہم بھی نہیں تھا پھر قیمت ادا کرتا تو کیسے؟

میں رات گئے تک حیرانگی کے عالم میں مبتلا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت تضرع

وزاری سے مصروف دعا رہا۔ نیند اڑ چکی تھی اور میں اللہ تعالیٰ کے حضور عرض گزار تھا الٰہی میرا ظاہر و باطن تیرے سامنے ہے میری ہر حالت سے تو واقف ہے مجھے تیرے فضل وکرم پر بھروسہ ہے۔ خدایا! مجھے رسوا ہونے سے بچا لے۔

ابھی میں مصروف مناجات تھا کہ دروازہ کھٹکا۔ میں نے پوچھا کون؟ جواب آیا تمہارا دوست۔ میں نے دروازہ کھولا تو اس کے ساتھ چار نوکر شمع ہاتھ میں لئے نظر آئے۔ وہ بولا: استاذ جی! اجازت ہے؟ میں نے کہا ہاں آیئے۔ جب وہ اندر آئے تو میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ وہ بولے مجھے احمد بن مثنیٰ کہتے ہیں۔ مجھے ابھی ابھی ہاتف غیبی نے خواب میں آواز دی کہ احمد جلدی کیجئے اور پانچ توڑے روپوں کے لے کر سقطی کے پاس چھوڑ آؤ اور انہیں خوش کرو تا کہ وہ اس رقم سے ''تحفہ'' حاصل کر سکیں۔ تحفہ پر ہماری نظر کرم ہے۔ یہ سنتے ہی میں سجدہ شکر بجالایا۔

پھر صبح کے وقت ہسپتال پہنچا تو تحفہ کا مالک مجھے دیکھ کر مسکرایا۔ آگے بڑھ کر اس نے میرا استقبال کیا اور بولا۔ واقعتاً ''تحفہ'' تحفہ ہے۔ اس کا بڑا مقام ہے۔ رات کو خواب میں ہاتف غیبی نے مجھے پکار کر کہا۔ تحفہ کا ہمارے ہاں بڑا مقام و مرتبہ ہے۔ ہم نے اسے مغفرت و بخشش سے نواز رکھا ہے کیونکہ وہ ہماری قربت کے راستے طے کرتے کرتے منازل کمال تک پہنچی ہے۔

جیسے ہی تحفہ نے ہمیں دیکھا اس کی آنکھوں سے آنسو امڈ آئے اور یوں وضاحت کرنے لگی۔

الٰہی! تو نے مجھے مخلوق میں مشہور و مشتہر کر دیا ہے؟

ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ تحفہ کا مالک زار و قطار رونے لگا۔ میں نے کہا کیوں روتے ہو؟ لو یہ رقم لے لو اور اسے آزاد کر دو۔ جو قیمت تو نے طلب کی تھی اس سے پانچ لاکھ روپے زیادہ ہیں اس نے انکار کیا۔ میں نے کہا دس لاکھ اور لے لو۔ وہ بولا: واللہ! اگر روئے زمین کی دولت بھی اس کے عوض مجھے دو گے تب بھی میں ''تحفہ'' نہیں دوں گا۔ البتہ میں رضائے الٰہی کیلئے اسے آزاد کرتا ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا آخر معاملہ کیا

ہے؟ ابھی کل کی بات ہے تم پریشانی کے عالم میں نقصان کے مدنظر رو رہے تھے اب مفت میں آزاد کر رہے ہو؟ آخر کیا ہوا؟

مالک بولا۔اے استاد! تحفہ کے سلسلہ میں مجھے جھڑکا گیا ہے۔اب میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنا تمام مال و متاع چھوڑ دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو رہا ہوں۔ اللھم کن لی لعبت کفیلا ویزرق جمیلا الٰہی تو ہی میرا اچھا کارساز ہے اور تو ہی مجھے عمدہ رزق سے بہرہ مند فرمانے والا ہے۔

جب میں نے احمد بن مثنیٰ کی طرف رخ کیا تو اسے بھی روتے ہوئے پایا۔ میں نے اس سے پوچھا تم کیوں رو رہے ہو؟ وہ کہنے لگے میں کیوں نہ رووٴں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے رات خواب میں جو حکم فرمایا تھا میں نے اس کی تعمیل کر دی تھی۔ ممکن ہے وہ میرے تعمیلاً حکم پر راضی نہ ہوا ہو۔ اب میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے تمام دولت لوجہ اللہ صدقہ کر دی۔ یہ سنتے ہی میں نے کہا سبحان اللہ! یہ تمام فضل و کرم تو ''تحفہ'' کی برکت سے ہے۔

بعدہ تحفہ اپنی جگہ سے الگ ہوئی۔ لباس فاخرہ اتار پھینکا' ٹاٹ اوڑھ لیا اور ہسپتال سے روتی ہوئی باہر چلی گئی۔ میں نے کہ ''تحفہ'' اللہ تعالیٰ نے تجھے غلامی سے نجات عطا فرمائی' تم آزاد ہو اب کیوں روتی ہو؟ تحفہ نے جواباً کہا:

هربت منه اليه ويكتب من اليه

وحقه وهو سوالي لازالت بين يديه

حتى نال واجرك بما يرجون لديه

میری تو دوڑ اس کی طرف ہے اور جو کچھ لینا ہے اسی سے لوں گی اور یہ تو اسی کا حق ہے۔ پس میرا بھی اسی سے مطالبہ ہے اور میں بھی ہمیشہ اس کے سامنے دست بستہ منگتوں کی طرح مانگتی رہوں گی۔ یہاں تک کہ میں اسے پالوں اور تم تو وہی اجر دو گے جس کی لوگ تم سے امید رکھتے ہیں۔

یہ شعر پڑھتے پڑھتے تحفہ باہر چلی گئی۔ ہم بھی باہر آئے۔ ''تحفہ'' کو بہت تلاش کیا'

نہ ملی' کچھ مدت بعد ہم تینوں (مالک تحفہ' احمد بن مثنیٰ اور حضرت سری سقطی) کا حج کے لئے جانا ہوا۔ احمد تو راستہ ہی میں وصال کر گئے۔ میں اور تحفہ کا مالک مکہ مکرمہ حاضر ہوئے۔ ہم مصروف طواف تھے کہ ایک زخمی دل سے نکلنے والی آہیں ہمارے کانوں تک پہنچیں' کوئی بڑے سوز وگداز سے یہ شعر پڑھ رہا تھا:

محب الله فی الدنیا سقیم
تطاول سقمہ فدواہ داہ
فہام لحبہ بما الیہ
فلیس یرید محبوبا سواہ
سقاہ من محبۃ بکاس
فارواہ المھیمن اذا سقاہ
کذالك من ادعی سوقا الیہ
یھیم یحبہ حتی یراہ

''محب اللہ'' دنیا میں ہمیشہ دردمند ہی رہتا ہے۔ اس کی بیماری طول پکڑتی ہے مگر حقیقتاً وہ بیماری ہی اس کی دوا ہوتی ہے۔ محبّ اللہ! اسی محبوب کی محبت میں سرگرداں اسی کی طرف ہی بڑھتا چلا جاتا ہے اور وہ محبوب حقیقی کے سوا کسی اور محبوب کا طالب ہی نہیں ہوتا۔ اس نے اپنی محبت کے بکثرت جام پلائے' اس نے روحوں کو تقویت دی اور سیراب کیا۔ اسی طرح جس نے بھی اس کے عشق وشوق کا دعویٰ کیا تو وہ اسی کے خیال میں سرشار رہتا ہے کیونکہ آخر وہ ''محبّ'' ہے یہاں تک کہ وہ محبوب کو دیکھ لیتا ہے۔

میں ان اشعار پڑھنے والی شخصیت کے پاس گیا تو اس نے مجھے دیکھتے ہی کہا اے سری؟ آپ ہیں؟ میں نے کہا حاضر ہوں۔ مگر بتایئے تو سہی! تم کون ہو؟ اللہ تجھ پر اپنی رحمت فرمائے۔ اس نے یہ سنتے ہی جواباً کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول تم نے پہچاننے کے بعد بھی نہ پہچانا۔ تعجب ہے؟ میں تحفہ ہوں۔

تحفہ اس قدر نحیف ونزار ہو چکی تھی کہ ایک تصور سا محسوس ہوتی تھی۔ میں نے کہا

تحفہ تم نے مخلوق سے کنارہ کشی کی۔ کیا فائدہ حاصل ہوا۔ تحفہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے قرب کی دولت میں محبت انس مرحمت فرمایا اور اپنے غیر سے میرے اندر وحشت رکھ دی۔ میں نے کہا۔

تحفہ! احمد بن مثنیٰ تو راستہ میں ہی راہی بقا ہو گئے تھے۔ تحفہ نے کہا اس پر اللہ تعالیٰ نے رحمت فرمائی اور انہیں ایسی کرامات عطا کیں جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھی ہوں گی۔ اسے جنت میں میرا ہمسایہ بنایا جائے گا۔ میں نے کہا تمہارا آقا۔ میرے ساتھ ہے جس نے تمہیں آزاد کیا تھا۔ یہ سن کر وہ خاموش ہو گئی اور دعا پڑھتی بیت اللہ شریف کے پاس جا گری۔ جب میں اس کے قریب پہنچا تو اس کی روح پرواز کر چکی تھی۔ اتنی دیر میں اس کا آقا بھی وہاں پہنچ گیا۔ جیسے ہی اس نے "تحفہ" کو فوت شدہ پایا وہ اس کے پاس گرا اور چل بسا۔ میں نے دونوں کی تجہیز و تکفین کی اور ان دونوں کو دفن کر دیا۔ (رحمہما اللہ تعالیٰ) ("لطائف اشرفی" ملفوظات طیبات سلطان التارکین حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ)

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ
مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ
مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ
وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝

(پ۵ سورۃ النساء آیت ۱۲۴)

طالب علم اور شہزادی

آستانہ عالیہ سیال شریف براعظم ایشیا میں روحانیت کے عظیم الشان مرکزی حیثیت سے معروف ہے۔ اس آستانہ سے ہزاروں علماء کرام و مشائخ کی ارادت وعقیدت مثالی ہے' لاکھوں معتقدین اس سے وابستہ ہیں۔ حضرت شمس العارفین خواجہ محمد شمس الدین سیالوی چشتی علیہ الرحمۃ کی ذات ستودہ صفات نے شریعت و حقیقت اور معرفت کے آسمان پر بے شمار آفتاب ومہتاب روشن کئے۔

مشتے نمونہ از خروارے

قبلہ عالم پیر سیّد مہر علی چشتی قادری گولڑوی علیہ الرحمۃ کی شخصیت کو دیکھا جا سکتا ہے اس خاندان نشان میں یکے بعد دیگرے ایسی شخصیات نے جنم لیا جن پر اسلام وسنیت کو ناز ہے ایسی عظیم ہستیوں میں حضرت شیخ الاسلام والمسلمین الحاج الحافظ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کی ذات والا برکات بھی ہے جس نے اپنے زمانہ میں ایسے ایسے تاریخی کارنامے سرانجام دیئے جن پر مسلمانان پاک وہند بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔ آپ کے دیگر تمام بنیادی کارناموں سے صرف نظر کرتے ہوئے یہاں انوار قمریہ' جو آپ کے گرانقدر علمی وروحانی ملفوظات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے اس سے ایک نہایت اہم واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتی ہوں۔ ممکن ہے خواہشات نفسانیہ کے پجاری' شیطان کے شکاری رہائی کی صورت اختیار کریں' خصوصاً مدارس دینیہ کے طلباء و طالبات استفادہ کرتے ہوئے اپنی زندگی کے تار و پود کو درست

رکھنے کا عزم فرمائیں۔

حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی فرماتے ہیں:

☆ جہانگیر کے زمانہ میں مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کے علمی مدارس کا دور دورہ تھا مولانا کے شاگردوں کی نیک نیتی اور حسن سیرت اعلیٰ پیمانے کی تھی چنانچہ ایک دفعہ شاہی مستورات حضوری باغ میں تقریب کی تاریخ پر آئیں۔ حضوری باغ شاہی قلعے کے سامنے تھا اور ہر سال ایک تاریخ مقرر پر اس باغ میں رات کے وقت مستورات شاہی محلات سے آتیں اور سیر و تفریح کی صورت میں چند گھنٹوں بعد چلی جاتی تھیں۔ اسی باغ کے اندرونی جانب طلباء کے کمروں کی ایک لائن تھی۔ اس وقت طلباء اور دیگر ہر قسم کے مردوں کو باہر جانے کا حکم ہوگیا اور سب چلے گئے۔ معمول کے مطابق مستورات اندر آگئیں اور سیر و تفریح کیلئے باغ میں مقررہ وقت گزارا بادشاہ کی ایک لڑکی نیک طینت اور صوفیانہ مزاج رکھتی تھی۔ اس نے جب واپسی میں چند منٹ باقی تھے نماز کی نیت باندھ لی تاکہ کچھ نفل یہاں بھی پڑھ لے۔

واپسی کی نوبت (نقارہ) نماز پڑھتے ہوئے بج گئی لیکن اسے معلوم نہ ہوا اور اس کی دو خاص خادمہ بھی یہ سمجھیں کہ شاید شہزادی واپس چلی گئی ہے اس خیال سے وہ بھی جلدی دوسری مستورات کے ساتھ نکل گئیں نوبت بجتے ہی تمام طلباء اپنے اپنے کمروں میں آگئے اور گیٹ بند کر دیا گیا کیونکہ رات کو گیٹ بند رہتا تھا۔

لیکن لڑکی نماز سے فارغ ہو کر جب گیٹ پر پہنچی تو اسے بند پایا بہت گھبرائی چونکہ سردی کا موسم اور شاہی مزاج تھا حیرانگی کے عالم میں ٹھٹھری ہوئی محفوظ جگہ کی تلاش میں پھرنے لگی۔ گیٹ کے قریب ہی کمرے میں ایک طالب علم مٹی کے دیئے کی لو میں مطالعہ کر رہا تھا۔ طالب علم اسے سردی سے کانپتا ہوا دیکھ کر سمجھ گیا کہ شاہی محلات کی کوئی حسین و جمیل لڑکی باہر رہ گئی ہے اور اضطراب کے عالم میں ہے۔

(طالب علم) کتابوں والی تر پائی اور چراغ وغیرہ اٹھا کر باہر برآمدہ میں آ گیا اور اشارہ سے لڑکی کو کہا کہ کمرہ تمہارے لئے خالی ہے اور درویشانہ بستر میں سردی سے امن

حاصل کرو۔ لڑکی سردی کی وجہ سے فوراً اندر چلی گئی۔ طالب علم چراغ پر مطالعہ کر رہا تھا کہ دل میں شیطانی وسوسہ پیدا ہوا کہ ایک حسین و جمیل لڑکی تنہائی میں تیرے پاس موجود ہے کم از کم اس سے کوئی نہ کوئی بات چیت تو کر لے لیکن دوسری طرف خوف خدا کے تحت یہ خیال آیا۔ اگر فعل شنیع کا ارتکاب ہو گیا تو اس کی سزا جہنم ہے اور جہنم کی آگ کون برداشت کرے گا۔

تو پھر دل میں سوچا کہ پہلے انگلی کو دیئے پر رکھ کر اس پر آزمائش کر لی جائے اگر انگلی نے برداشت کر لیا تو پھر مزید کام کروں گا۔ اس خیال سے اپنی انگلی دیئے پر رکھی اور انگلی جلانے لگا۔ اندر سے لڑکی بھی یہ ماجرا دیکھ رہی تھی جب تمام انگلی جل گئی اور درد برداشت سے باہر ہو گیا تو دل میں کہنے لگا کہ یہ عذاب برداشت نہیں ہو گا لہٰذا بدکاری سے باز رہنا بہتر ہے کچھ دیر آرام کیا تو پھر وہی وسوسہ دل میں پیدا ہوا پھر اس نے دوسری انگلی دیئے پر جلا دی۔ پھر کچھ دیر کے بعد تیسری، چوتھی، پانچویں انگلی جلا دی گویا کہ اس نے موقع پانے کے باوجود بدکاری سے بچنے کیلئے ایک ایک کر کے اپنی انگلیاں جلانا شروع کر دیں۔

یہ تمام ماجرا لڑکی بھی دیکھتی رہی اتنے میں تلاش کرنے والے آدمی بھی پہنچ گئے اور انہوں نے طالب علم سے شہزادی کے متعلق پوچھا تو اس نے اندر اشارہ کیا۔ انہوں نے لڑکی کو سر کے بالوں سے پکڑ کر دو طمانچے لگا دیئے اور برا بھلا کہتے ہوئے نہایت بے دردی کے ساتھ گھر لے گئے۔

شاہی محلات میں کہرام مچ گیا کہ شہزادی طالب علم کے کمرے سے نکالی گئی ہے جس کی وجہ سے والدہ نے بھی اسے ماتھے نہ لگایا۔ صبح جب دربار سجایا گیا تو سب سے پہلے یہ ماجرا جہانگیر کے سامنے پیش ہوا۔

جہانگیر نے لڑکی کو حکم دیا کہ تو اپنی سزا خود تجویز کرے۔ لڑکی نے جواب دیا بتاؤ مجھے کس جرم کی سزا دیتے ہو پہلے جرم ثابت کرو۔ پھر جو چاہو سزا دے دینا۔ بادشاہ نے کہا ثبوت کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ تجھے ایسی حالت میں لایا گیا ہے کہ ہر خاص و عام

میں تیری بدکرداری کی شہرت ہو چکی ہے۔

شہزادی نے کہا میں اپنی پاکدامنی عفت اور عصمت میں دو ثبوت پیش کر سکتی ہوں۔ اول میری دونوں خادماؤں سے پوچھئے کیا وہ مجھے نماز کی حالت میں چھوڑ کر گئی تھیں یا میں خود آنکھ بچا کر کہیں گئی تھی۔ اگر انہوں نے مجھے اس حالت میں چھوڑا تو پھر میرا کیا قصور ہے؟

دوم اس طالب علم کا شیطانی حملہ سے بچنے کیلئے تمام انگلیوں کا جلا دینا میری اور اس کی پاکدامنی کا بین ثبوت ہے لڑکی کے اس ثبوت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت عقلمند تھی طالب علم کے انگلیاں جلانے والے معاملے کو سمجھ گئی تھی کہ وہ نفس پر قابو پانے کیلئے اپنے آپ کو اس مشقت میں ڈالے ہوئے تھا تا کہ وہ فعل شنیع سے بچ جائے۔

جب طالب علم کو شاہی دربار میں بلا کر انگلیاں جلانے کا حال پوچھا گیا تو طالب علم نے تمام واقعات سچ سچ بیان کر دیئے اور شہزادی کی پاکدامنی روز روشن کی طرح ثابت ہوگئی ان کی ایمانداری پر آفرین کہتے ہوئے بادشاہ نے انہیں معاف کر دیا (سبحان اللہ ایسے طلباء اور نیک طینت لڑکیاں اس وقت موجود تھیں)

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محفلِ نعت

الحمد للہ تعالیٰ علیٰ احسانہٖ "کتاب پایۂ تکمیل کو پہنچی، مگر اس تکمیل کو مزید آراستہ و پیراستہ کرنے کے لئے نعتوں کے نہایت دلکش، دلنشیں، دلپذیر خوبصورت لعل و جواہر اور روحانی ونورانی کے زیورات سے مرصع ومزین کیا جارہا ہے۔لہٰذا اختتامیہ کو"محفل نعت" کا نام دیا گیا ہے جسے آپ باقاعدہ اشتہار کی صورت میں یوں ملاحظہ کرسکتی ہیں۔

یا اللہ جل جلالک یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

باعث تخلیق عالم، نور مجسم، شفیع معظم، رسول مکرم، نبیٔ محترم
جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد آمد کے
موقع پر آپ کی بارگاہ عرش پناہ میں خواتین اسلامیہ کی طرف
سے نذرانۂ عقیدت

محفل نعت

زیرِظلِّ عاطفت:

محترمہ حاجن غلام فاطمہ صاحبہ،

زیرحمایت:

محترمہ حاجن باجی بشیراں بی بی صاحبہ بانیہ مدرسہ غوثیہ خواتین اسلامیہ مرید کے

بمقام:

اشرفی منزل متصل مسجد اقصیٰ مرید کے،

بتاریخ:

۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ ـــــ ۳ مئی ۲۰۰۴ء

نقابت:

محترمہ باجی طیبہ کمال صاحبہ ناظمہ و معلمہ: جامعہ نظامیہ خواتین اسلامیہ کمال مصطفیٰ مرید کے

بروز:

پیر بوقت بعد نماز فجر تا ظہر،

دعوت خاص:

.... محترمہ سیّدہ ساجدہ بخاری معلمہ جامعہ صدیقیہ برائے طالبات مرید کے
.... محترمہ فرحت قادری، ہیڈ معلمہ مدرسہ غوثیہ خواتین اسلامیہ مرید کے
.... محترمہ حاجن زہرا جبیں، ناظمہ مدرسہ عائشہ الصدیقہ مرید کے
.... محترمہ عشرت فاطمہ معلمہ جامعہ رضائے مصطفیٰ برائے طالبات نوشہرہ ورکاں
.... عزیزہ فائزہ عزیز سمیہ، عزیزہ نسرین، عزیزہ مریم، عزیزہ عظمیٰ
.... عزیزہ عصمت رفاقت، عزیزہ منزہ رسول، عزیزہ فائزہ رسول، عزیزہ شازیہ بشیر

پردے کا خاص اہتمام ہے۔ محفل کے اختتام پر صلوٰۃ و سلام آخر میں دعا، تبرک اور لنگر کا عمدہ انتظام کیا گیا ہے۔

منجانب

نسیم فاطمہ، شمیم فاطمہ، اشرفی منزل، محلہ احمد پورہ، متصل مسجد اقصیٰ مرید کے
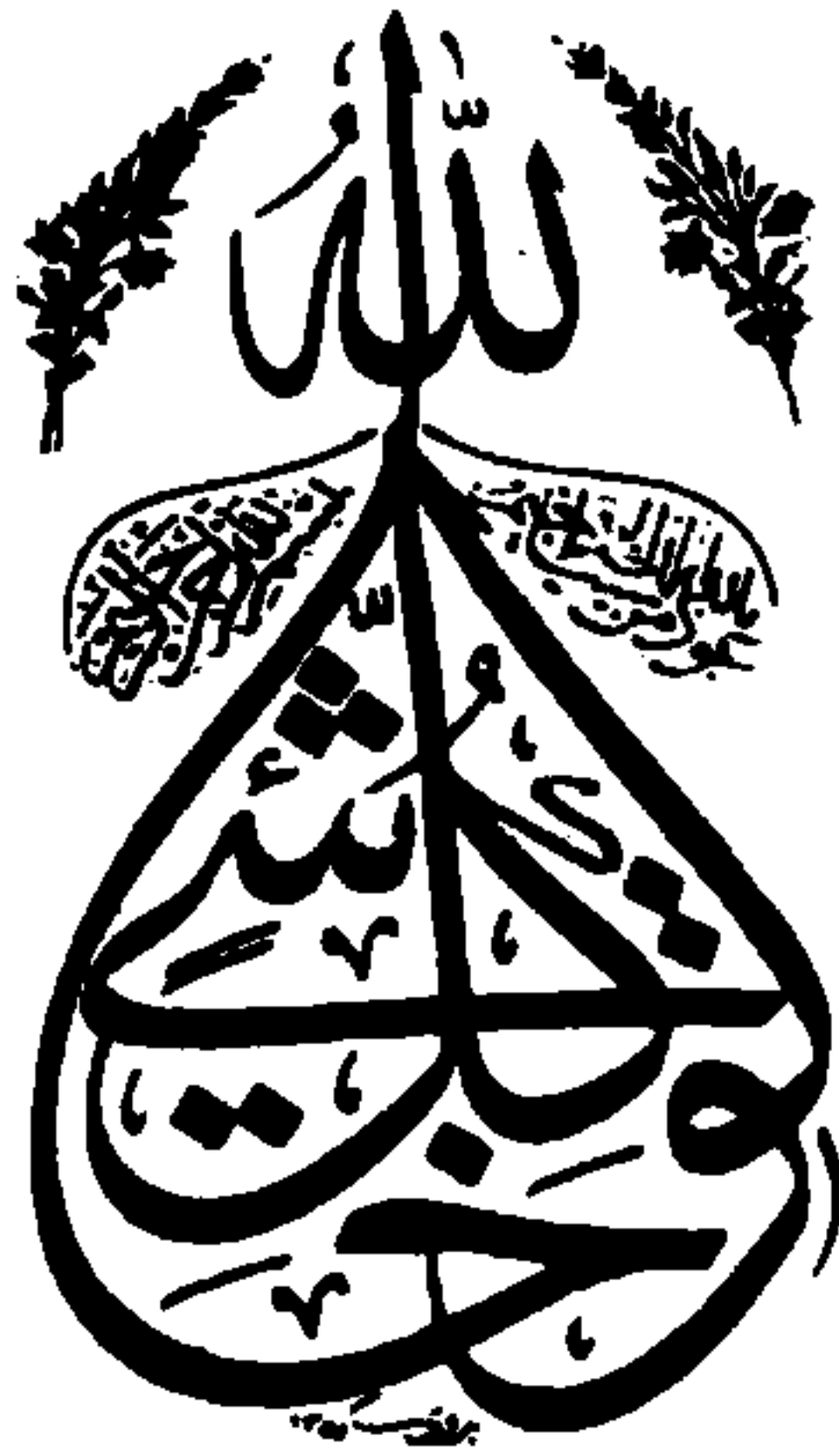
بارہویں تقریر

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قَدْ جَآءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِیْنٌ

☆

آج میلاد النبی ہے کیا سہانا نور ہے
آ گیا وہ نور والا جس کا سارا نور ہے
نور گھر میں نور باہر کوچہ کوچہ نور ہے
بلکہ یوں کہیئے کہ سب دنیا کی دنیا نور ہے
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

☆

سَلِّمُوْا یَا قَوْمِیْ بَلْ صَلُّوْا عَلٰی صَدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی مَا جَآءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

میری قابل صد احترام اسلامی بہنو!

آج کی یہ نورانی و روحانی محفل نعت، حضور پُرنور، شافع یوم النشور، باعث تخلیق عالم، نبی مکرم، رسول معظم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عالم ظہور میں جلوہ افروز ہونے کی ان مبارک اور پر بہار ساعتوں کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے اس پاکیزہ جلسہ کو ”محفل میلاد“ سے نسبت دی جا رہی ہے۔ ہمارے لئے یہ گھڑیاں حصول رحمت و برکات کا نہایت ہی اعلیٰ ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔

اس ذات کریم کا شکر ہے جس نے اس تقریب سعید میں حاضری کی سعادت عطا فرمائی۔ سچی بات تو یہ ہے کہ یہ بھی انہی کا کرم ہے کہ ہمیں شرکت کی توفیق بخشی، کسی نے ایسے ہی حسین لمحات کے میسر آنے پر کیا خوب کہا۔

جسے چاہا در پہ بلا لیا، جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

☆

میلاد کی محفل میں محبوب کی باتیں ہیں
محبوب کے جلوے ہیں محبوب کی نعتیں ہیں

میری بہنو!

یہ محافل، یہ مجالس، یہ جلسے، یہ جلوس، یہ پروگرام، آج کی ایجاد نہیں۔ سرکار ابد قرار کے ذکر و افکار کے تذکرے کا تو سب سے پہلے اظہار، خالق لیل ونہار، رب ستار وغفار، تمام جہانوں کے پروردگار نے روز ازل میں ازخود فرمایا جو ابدالآباد تک قائم و برقرار رہے گا۔

عالم ارواح میں پہلی خدائی و مصطفائی کانفرنس

اللہ رب العزت نے اپنی ربوبیت واحدنیت کے اقرار کے لئے عالم ارواح میں تمام روحوں کے ساتھ ایک عمومی کانفرنس فرمائی جس میں اعلانیہ دریافت فرمایا ''اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ'' کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ روحوں نے اعتراف کرتے ہوئے برملا عرض کیا ''قَالُوْا بَلٰی'' ہاں! یا اللہ تو ہمارا رب ہے۔ اتنی سی بات پر یہ جلسہ، یہ کانفرنس اپنے اختتام کو پہنچ گئی۔

مگر

جب باری آئی، باعث تخلیق عالم کی
جب باری آئی، نور مجسم، محبوب مکرم کی
جب باری آئی، عالم ماکان و یکون کی
جب باری آئی، نور الافئدہ و العیون کی
جب باری آئی، رحمۃ للعلمین کی

جب باری آئی، خاتم الانبیاء والمرسلین کی
جب باری آئی، سیّدہ آمنہ کے لال کی
جب باری آئی، پیکر حسن و جمال کی
جب باری آئی، سراپا کمال کی
جب باری آئی، مظہر ذوالجلال کی

تو، ارواح انبیاء ومرسلین علیہم السلام کو مصطفائی کانفرنس میں حاضری کی خصوصی دعوت دی گئی۔ خالق کل، مالک کل، اپنی عظمت جلالیہ وصف کمالیہ کے ساتھ پورے جوبن میں ما یلیق بشانہ جیسے اس کی شان ہے اس محفل خاص میں جلوہ افروز ہوا

خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمد شمع محفل بودشب جائیکہ من بودم

(حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ)

سبحان اللہ! کسی پُر نور، پر سرور اور نور علیٰ نور محفل ہو گی جس محفل کا منعقدہ فرمانے والا خود اللہ رب العزت تھا، سامعین کرام بھی اپنی اپنی شان میں ایک سے ایک بڑھ کر

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

خالق الارض والسموات، مالک شش جہات کا خطاب شروع ہوتا ہے۔ تمام انبیاء ومرسلین کی ارواح نہایت دلجمعی اور پوری توجہ سے خداوند عالم جل مجدہ الکریم کے خطاب دلنواز سے گوش برآواز ہیں۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ گر ہونے کی بشارت سنانے کے ساتھ ساتھ آپ کی آمد آمد پر جملہ ارواح انبیاء و رسل سے ان پر ایمان لانے اور نصرت و تعاون کا پختہ وعدہ لیا جا رہا ہے اور اسے مزید موثق و مؤکد کرنے کے لئے ایک دوسرے پر ہر ایک گواہ اور شاہد بنایا جا رہا ہے اور پھر ان شاہدین کو مزید خوش وخرم فرمانے کے لئے خود بھی انہیں کے ساتھ شاہد ہونے کا اظہار کیا گیا اور اس محفل میں آمد و میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نوید و بشارت سنائی جا رہی ہے پھر اس جلسہ کی مکمل روئداد، مکمل رپورٹ، مکمل کارروائی کو قرآن مجید فرقان حمید کے

ذریعہ نشر کیا جا رہا ہے۔ ذرا ان آیات مبارکہ کو محبت و عشق سے تلاوت تو فرمائیے۔ ''وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ (الآخرہ) ایمان تازہ ہوگا، روح سکون پذیر ہوگی اور قلب و جگر ٹھنڈک سے محظوظ ہوں گے۔

خدا ہے ذاکر میرے نبی کا کبھی نہ یہ ذکر ختم ہوگا
ازل سے میرے نبی کی محفل سجی ہوئی ہے سجی رہے گی

نعت پڑھنا، نعت سننا، نعت سنانا، نعت کہنا، یہ اللہ تعالیٰ، انبیاء و مرسلین، حضور پُرنور، صحابہ کرام، اہل بیت عظام، اولیاء کرام اور تمام اہل عشق و محبت کا طریقہ و سنت اور وظیفہ ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

نعت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

میری باعث صد احترام اسلامی بہنو!

واضح ہو کہ ''نعت'' عربی زبان کا کلمہ ہے جس کا مفہوم و مطلب اور معنی یہ ہے کہ ''عمدہ اوصاف'' کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف و ستائش اور محامد و محاسن کو نظم و نثر میں بیان کرنا، تاہم اشعار کی صورت میں حضور پُرنور کے کمالات جمیلہ خیالات حسینہ اور مناقب جلیلہ و قصائد حمیدہ کا نام نعت ہے جس پر قرآن و سنت شاہد و عادل ہیں اور اس کی کڑیاں، زمان و مکان کے تصورات سے پہلے عالم نورانیت سے جا ملتی ہیں۔ دور نہ جائیے صرف اور صرف اپنی زبان پر کلمہ محمد کو ہی لائیے تو یہ نعت بن جائے گا۔ اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معنی ہے۔ الذی یحمد حمدا بعد حمدہ وہ مبارک وجود باجود وہ مقدس پیکر نورانی جسے ''محمد'' صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے موسوم کیا گیا وہ وہ ہے جو ہر حمد کے بعد حمد کے لائق ہو، جس کی بار بار تعریف کی گئی ہو جس کی نعت و حمد اور ثناء کی انتہا نہیں وہ ذات اقدس ''محمد'' کے بلند مرتبت نام نامی سے منعوت ہے۔ وہ جسم منور جو لامتناہی تعریف و توصیف کے لائق ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ خالق

اور مخلوق جس کی نعت میں ازل سے پیہم مصروف ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

جب صرف محبّ ازلی و ابدی تھا اور کچھ نہ تھا۔ تو اس مستور نے اپنے ظہور کے لئے جسے تخلیق اول ہونے کا اعزاز مرحمت فرمایا وہی تو ''محمد'' ٹھہرا۔ حدیث قدسی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

کنت کنزاً مخفیاً فاحببت انی اعرف فخلقت محمداً

میں مخفی خزانہ تھا مجھے محبت ہوئی، میری پہچان ہو تو میں نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تخلیق فرمایا

کنت کنزاً مخفیاً کا راز تابش کھل گیا

جب جہاں میں سرور دنیا و دیں پیدا ہوئے

وہی ذات محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء جس کی جلوہ افروزی سے ذات خداوندی جو لاکھوں پردوں میں مستور تھی ظہور پذیر ہوئی تو اس نور ذاتی نے نور صفاتی کے ذکر و جمیل کو رفعت و منزلت کے لئے یوں دوام عطا فرمایا کہ ہر ایک کی زبان پر قرآن کا یہ کلمہ نعت بن گیا۔

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ پیارے ہم نے آپکے ذکر کو آپ ہی کے لئے رفعت و بلندی عطا فرمائی

میری پیاری بہنو!

اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کو کیسے بلندی بخشی! یہ سوال جب ہمارے سامنے آیا ہے تو یہ فطری تقاضا ہے مگر یہ سوال تو خود حضور نے جبریل امین سے فرمایا تھا۔ جبریل ذرا یہ تو بتایئے۔ میرے ذکر کو میرے لئے جو رفعت و منزلت عطا فرمائی گئی ہے تھوڑی سی وضاحت ہو جانی چاہئے تا کہ میرے عشاق، میرے چاہنے والے، کسی تذبذب میں مبتلا نہ ہو جائیں چنانچہ ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ اللہ رب العزت کی طرف سے ارشاد ہوا میرے محبوب سنیے:

اذا ذکرت ، ذکرت معی، جس وقت میرا ذکر کیا جائے گا ساتھ ہی تیرا ذکر ہوگا۔

کیونکہ **جعلتك ذکراً من ذکری** ہم نے آپ کی ذات اقدس کو اپنا ذکر ٹھہرا لیا ہے۔

اذاں کیا جہاں دیکھو ایمان والو
پس ذکر حق ذکر ہے مصطفیٰ ﷺ کا

سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

رسائل جاء احمد من ھداھا بایات مبینہ الحروف
و احمد مصطفےٰ فینا مطاعا فلا تفشو بالقول الضعیف

وہ پیغامات ہدایت جو احمد لے کر تشریف لائے، واضح الفاظ و حروف والی آیات میں اور احمد ہم میں برگزیدہ ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے۔ لہٰذا تم ان کے سامنے نہایت پاکیزہ کلمات ہی منہ سے نکالنا۔

شاعر دربار رسالت، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ محفل سرکار ہیں جہاں صحابہ کرام کا پُرنور اجتماع ہے۔ نجوم نبوت، آفتاب و مہتاب رسالت کے جلو میں پوری آب و تاب سے چمک رہے ہیں۔ حضور پُرنور ارشاد فرماتے ہیں آیئے حسان اور سنایئے اپنے محبوب کی نعت، حضرت حسان بصد ادب و احترام، سر جھکائے، حاضر خدمت ہیں، سرکار دو عالم نگاہ رحمت و رافعت اٹھاتے ہیں اور **وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى** کو وا فرماتے ہوئے یوں دعا کرتے ہیں۔ **اللھم ایدہ بروح القدس** الٰہی حسان کی روح قدس جبریل امین سے مدد فرما! صحابہ کرام گوش برآواز ہیں۔ مداح حبیب کبریا نعت مبارکہ سے اپنے لبہائے شیریں کو مزید متبرک بنانے کے لئے گنگناتے ہیں۔

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِيْ
وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَأَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءُ

اور پھر نہایت عاجزی، تواضع اور انکساری سے عرض گزار ہیں۔

ما ان مدحت محمدًا بمقالتی
لکن مدحت مقالتی بمحمد

ظہوری تیرے توں ظاہر ایہہ اپناتے کچھ بھی نہیں
زباں میری بیاں تیرا تیرے اظہار دی خاطر

قرآن مجید بتمامہ نعت حبیب ہے

میری قابل صد احترام پیاری بہنو! سچی بات تو یہ ہے کہ کلام خدا دراصل نعت مصطفیٰ ہے۔ قرآن کریم اول تا آخر حمد خدا بھی ہے اور نعت مصطفیٰ بھی ہے۔

شدّاں، مدّاں، زیراں، زبراں سب شان نبی وچ آئیاں
عاماں لوکاں خبراں نہ کائی خاصا رمزاں پایاں

ان کی عظمت کو اللہ سے پوچھئے
فیصلہ یہ ہمارا تمہارا نہیں

اور یہ سلسلہ نعت ازل سے ابد تک ہمیشہ جاری و ساری رہے گا۔ عالم دنیا میں محافل و مجالس نعت کا شمار ممکن ہی نہیں تاہم یہاں پر تین ایسی محفلوں کو یاد دلانے کی کوشش کرتی ہوں جن میں دو تو ازخود خالق اکبر نے منعقد کیں اور جو ایک باقی ہے اسے بھی خالق و مالک منعقد فرمائے گا جس میں تمام انبیاء و رسل، صحابہ کرام، اولیاء عظام ہی نہیں ہوں گے بلکہ اپنے، پرائے، یگانے بیگانے، مومن و مسلم، مشرک و کافر، از ابتدائے آفرینش تا قیام قیامت سبھی انسان حاضر ہوں گے۔ میدان اور پنڈال کی وسعت و کشادگی تمام زمینوں اور آسمانوں کے طول و عرض سے بھی زیادہ ہوگی۔ اس پنڈال یا جلسہ گاہ کا نام میدان حشر ہوگا اور وہاں بزم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجائی جائے گی۔ مقام محمود کے نام سے سٹیج سجایا جائے گا۔ لواء الحمد کا جھنڈا لہراتا ہوگا۔ ایسے رقت

آمیز منظر میں محبوب اکرم، حبیب اعظم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پورے جوبن سے سٹیج پر جلوہ گر ہوں گے۔ اسی کا تصور باندھتے ہوئے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

میری قابل صد احترام بہنو!

بات خاصی طویل ہوگئی، ہونی بھی چاہئے، آخر ہم جس حسین اور پیارے مقصد کے ساتھ حاضر ہوئی ہیں، وہ تو بفضلہٖ تعالیٰ پورا ہو رہا ہے۔ تاہم نقابت کے بھی کچھ لوازمات ہوتے ہیں۔ انہیں پورا کرنا بھی میرے لئے ضروری ہے۔ خیر اب محفل نعت کا باقاعدہ تلاوت قرآن کریم سے آغاز کرنا چاہتی ہوں لہٰذا میری نہایت ادب سے گزارش ہے کہ تلاوت قرآن کریم سے ہمیں مستفیض فرمانے کے لئے تشریف لاتی ہیں۔ حافظہ قاریہ سیدہ شعبہ شیرازی صاحبہ معلّمہ مدرسہ عائشۃ الصدیقہ' مرید کے

آیئے آیئے شعبہ شیرازی صاحبہ:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ
حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ
صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ

سبحان اللہ، ماشاء اللہ، حافظہ شعبہ شیرازی صاحبہ نے کیا خوب نوازا۔ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو اس سے بھی زیادہ عمدہ تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

اب آپکے سامنے تشریف لاتی ہیں، محترمہ ساجدہ بخاری صاحبہ معلّمہ جامعہ صدیقیہ مرید کے اور بارگاہ رب العٰلمین میں حمد و ثناء دعائیہ رنگ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتی ہیں۔

اٹھیں ہاتھ بہر دعا یا الٰہی
بہت دل ہے ٹوٹا ہوا یا الٰہی

گناہوں سے ہم کو بچا یا الٰہی
ہمیں نیک خصلت بنا یا الٰہی

میرے حال کی تجھ کو ساری خبر ہے
نہیں کچھ بھی تجھ سے چھپا یا الٰہی

غم مصطفیٰ دے، غم مصطفیٰ دے
غم دو جہاں سے بچا یا الٰہی

سدا نعت پڑھتی رہوں میں نبی کی
ہو توفیق ایسی عطا یا الٰہی

تصور میں ہے میرے ہر دم مدینہ
میرا دل مدینہ بنا یا الٰہی

دکھا دے مجھے سبز گنبد کے جلوے
شرف مجھ کو دے حج کا یا الٰہی

آمین ثم آمین

سبحان اللہ، سبحان اللہ، ماشاء اللہ، اللہ کرے یہ دعا جلد قبولیت کی نعمت عظمٰی سے باریاب ہو۔

محترمات ومعظمات خواتین!

اس روحانی ونورانی محفل نعت کے کیف وسرور سے آپ خوب محظوظ ہو رہی ہیں۔ اب لذت نعت سے سرشار ہونے کے لئے میں دعوت دے رہی ہوں حافظہ محمدی صاحبہ

کو، وہ آئیں اپنی روح پرور اور پرسوز آواز میں نعت شریف پڑھنے کا اعزاز حاصل کریں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

☆☆☆

کدی تے مینوں وی در تے بلاؤ یا حبیب اللہ
مدینے پاک دی وتی دکھاؤ یا حبیب اللہ
کروڑاں وار صدقے جاں تہاڈے پاک قدماں توں
میرے خواباں دی دنیا وچ تے آؤ یا حبیب اللہ
میرے دل تے نظر نوں دیدی سدھرا ے تڑفاندی
ایہہ پردے پینڈیاں دے ہن ہٹاؤ یا حبیب اللہ
میں غوطے کھا رہیا ہاں ہجر دے ڈونگھے سمندر وچہ
میری کشتی کنارے تے لگاؤ یا حبیب اللہ
ہے کمسن گھیریاں کھاندی مری کشتی حیاتی دی
بچاؤ یا حبیب اللہ! بچاؤ یا حبیب اللہ
میرے دل دی تمنا اے کراں دیدار روضے دا
قمر نوں وی مدینے وچ بلاؤ یا حبیب اللہ
(صلی اللہ علیک وسلم)

اب آپ کے سامنے محترمہ سعدیہ ارشد صاحبہ ناظمہ جامعہ خواتین اسلامیہ، حلیمہ سعدیہ رحمت کالونی شیخوپورہ تشریف لاتی ہیں اور اپنے قلبی جذبات کا اظہار فرماتی ہیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

نعت شریف

آمل آمل احمد پیارے ہر دم تیرا ہجر ستائے

کملی والیا دیر نہ لاویں وچ وچھوڑے جان پئی جائے

وچ جدائی آہیں ماراں، احمد احمد نت پکاراں

بھل گیاں سب عیش بہاراں، رو رو اکھیں نیر وسائے

آمل آمل احمد پیارے ہر دم تیرا ہجر ستائے

تاہنگ چروکنی زخم پرانے، بن دیداروں درد نہ جانے

میں سودائی لوکاں بھانے، ہر کوئی طعنے مار جلائے

آمل آمل احمد پیارے ہر دم تیرا ہجر ستائے

توں احمد مختار محمد، دیہہ ایک وار دیدار محمد

چمک تیری سرکار محمد، پارے وانگ مینوں تڑپائے

آمل آمل احمد پیارے ہر دم تیرا ہجر ستائے

توں ایں خاص خدا دے نوروں، ملیا تینوں شان حضوروں

موسیٰ نوں دیدار کوہ طوروں، تینوں اللہ کول بلائے

آمل آمل احمد پیارے ہر دم تیرا ہجر ستائے

ہور بھلائیاں ساریاں باتاں، ہر دم پڑھ دی تیریاں نعتاں

اینویں گزرن دن تے راتاں، سبھے عیش آرام بھلائے

آمل آمل احمد پیارے ہر دم تیرا ہجر ستائے

ماشاء اللہ، سبحان اللہ، کیا محبت بھرا انداز اور سوز سے بھرپور آواز تھی کہ قلب وجگر کو مسحور کرتی گئی۔ پھر چاہت کیسی عجیب کہ لطافت کے ساز بجنے لگے۔ مولیٰ تعالیٰ بجاہ حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے بھی زیادہ کیف وسرور کی دولت عطا فرمائیے، آمین

ضروری بات

قابل صد احترام ولائق صد آداب واعزاز میری بہنو!

نعتیہ کلام کا ایک جامع خزانہ آپ کی خدمت میں تحفۃ پیش کرنے میں مجھے نہایت ہی راحت ومسرت محسوس ہو رہی ہے۔ تاہم ایک ضروری بات عرض کئے دیتی ہوں کہ نعتوں کا یہ خوبصورت انتخاب اکثر و بیشتر ہمارے بزرگوں کے رشحات عشق ومحبت کا نتیجہ ہے اور انہوں نے مرد ہونے کے ناطے سے عموماً مذکر کے صیغے استعمال کئے ہیں اور اس محفل نعت میں تمام تر حضور پُر نور کی کنیزیں، خادمائیں، خواتین ہیں عورتیں ہیں اور نعت سنانے والی بھی سب صنف نازک سے تعلق رکھتی ہیں۔ لہٰذا جب کوئی مذکر کے صیغے استعمال کرتی ہیں تو عجیب سی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے شعراء کی ارواحِ مقدسہ سے معذرت کے ساتھ گزارش ہے کہ آپ محفل کی نوعیت کو ملحوظ رکھتی ہوئیں صیغہ مذکر کی جگہ مونث کا کلمہ پڑھ لیا کریں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ بزرگان دین کی روح یقینی خوشی ہوگی کیونکہ ان عشاق کا تو مشن نعت محبوب ہے وہ جس مناسب، عمدہ رنگ ڈھنگ سے سنی سنائی جائے گی تو ان کا مقدس نظریہ اور پاکیزہ مشن یقیناً پورا ہوگا لہٰذا اس میں کوئی حرج اور اچھنبے کی بات نہیں بلکہ احترام وآداب نعت کا تقاضا بھی یہی ہے تاہم یہ چیز اچھی طرح ذہن میں پختہ کرلیں کہ مونث کا صیغہ استعمال کرتے وقت شعر کا حلیہ بگڑنے نہ پائے۔ جہاں ایسی حالت کا سامنا کرنا پڑے وہاں صیغہ مذکر ہی رہنے دیں۔ تبدیلی کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ وہاں بالکل بدلنے کی کوشش نہ کریں تاکید ہے۔

محفل کا رنگ نکھرتا ہی جا رہا ہے۔ سوز وگداز اور محبت بھری آوازوں نے مسحور ومسرور رکھا ہے۔ ایسے محسوس ہو رہا ہے کہ محفل نور پر رحمات و برکات کی بارش ہو رہی ہے۔ انہیں پرسرور لمحات میں اب تشریف لاتی ہیں۔ محترمہ طیبہ منور صاحبہ اور عقیدت ومحبت کے نعتیہ پھول نشاور کرتی ہیں۔ پڑھیے درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

کرتی ہوں میں آپ سے فریاد نبی جی
ہوتا نہیں دل رنج سے آزاد نبی جی
جو دیکھنا چاہتی ہوں وہ دکھائی نہیں دیتا
دنیا ہے میری آنکھ کی برباد نبی جی
میں اور میرے ماں باپ مٹیں آپ کی خاطر
ہو آپ پہ قرباں میری اولاد نبی جی
میں اپنے ہی قدموں پہ کھڑی ہو نہیں سکتی
امداد ہو امداد ہو امداد نبی جی
وہ پہلی نظر آپ کے در پر جو پڑی تھی
یہ دل کا نگر اس سے ہے آباد نبی جی
تیری ذات، تیری آل، تیری ازواج کے دشمن
گستاخ زمانے کے ہوں برباد نبی جی
اعزاز میرا ہے تو فقط آپ سے نسبت
بیکار ہیں باقی سبھی اسناد نبی جی
دکھ درد مجھے چین سے جینے نہیں دیتے
کب ہو گی ختم ان کی میعاد نبی جی

سبحان اللہ، ماشاءاللہ!

بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کرنے کے انداز کیسے بھلے لگتے ہیں۔ ہر بات کھل کر بیان کرنے کو دل چاہتا ہے بلکہ اپنی خطائیں، کمزوریاں، غلطیاں، کوتاہیاں برملا جو اپنے پیاروں کے سامنے پیش کرنے کو دل مانتا ہی نہیں بلکہ اپنے عیوب و نقائص کو چھپانے میں مہارت سمجھی جاتی ہے مگر یہ بارگاہ ایسی ہے جہاں ہر بات برملا کہنے میں عجیب سی فرحت اور ناقابل تصور سرور میسر ہوتا ہے۔ فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ ایسی بلند مرتبت شخصیت جو پیکر عشق و محبت تھی، جن کا خمیر حب مصطفیٰ سے

عبارت تھا، جب وہ حاضر دربار ہوتے ہیں تو اپنی عاجزی و تواضع اور انکساری کا یوں اظہار کرتے سنائی دیتے ہیں ۔

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یا اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

قربان جیئے اس تاجدار رسالت پر جس کے ناز خالق کریم خود اٹھائے جس کی رضا کا وہ خود طالب ہو، جس ذات کبریا نے اپنی جملہ ملکوت وملکیت کا مختار کل بنایا۔ آج اسی حبیب کردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور اگر یوں نذرانہ عقیدت پیش کیا جائے تو خلاف حقیقت نہیں ہوگا بس پھر مجھے کہنے دیجئے ۔

چاند رب کا — چاندی مصطفیٰ کی
سورج رب کا — چمک مصطفیٰ کی
عرش رب کا — بیٹھک مصطفیٰ کی
قلم رب کا — وصفت مصطفیٰ کی
کرسی رب کی — نشست مصطفیٰ کی
قرآن رب کا — زبان مصطفیٰ کی
فرشتے رب کے — خادم مصطفیٰ کے
بندے رب کے — غلام مصطفیٰ کے
جنت رب کی — ملکیت مصطفیٰ کی
عرش رب کا — قدم مصطفیٰ کا
مخلوق رب کی — امت مصطفیٰ کی
آسمان رب کا — برہان مصطفیٰ کی
پرچے رب کے — چرچے مصطفیٰ کے
بخشش رب کی — شفاعت مصطفیٰ کی
جہاں رب کا — صدقہ مصطفیٰ کا

کرم رب کا رحمت مصطفیٰ کی
خدائی رب کی مصطفائی مصطفیٰ کی
صلی اللہ علیہ وسلم، صلی اللہ علیہ وسلم

پھر مجھے کہنے دیجئے۔

ہے شان جو احمد پیارے دا
نئیں شان او عالم سارے دا

اوہنوں دو جگ دی سرداری اے اوہدا حکم ہمیشہ جاری اے
اوہدی شان دا جو انکاری اے منہ کالا اس ہتھیارے دا

ہے شان جو احمد پیارے دا
نئیں شان او عالم سارے دا

رب سچے دا فرمان ہویا رہدا رحمت عالم شان ہویا
کوئی ہور نہ وچ جہان ہویا نبی ایڈا منصب بھارے دا

ہے شان جو احمد پیارے دا
نئیں شان او عالم سارے دا

اوہدی دھم زمیں آسمان اتے ہر پاسے کل جہاں اتے
رکھو ورد درود زبان اتے ہے چارہ ہر بے چارے دا

ہے شان جو احمد پیارے دا
نئیں شان او عالم سارے دا

جد حکم معراج دا آیا سی جبریل براق لیایا سی
بن خادم نال سدایا سی اوہ عاشق ہک نظارے دا

ہے شان جو احمد پیارے دا
نئیں شان او عالم سارے دا

ونج پہنچ اوپر آسمان گئے لنگھ عرشوں لا مکاں گئے
اساں عاصیاں نو بخشان گئے کی خطرہ حشر دیہاڑے دا

ہے شان جو احمد پیارے دا
نئیں شان او عالم سارے دا

مساں سدرہ تک جبریل گیا ہتھ بنھ اس عاجز ہو کے کہیا
اگے جاں جوگا ہن میں نہ رہیا پیا فکر اس دے چھکارے دا

ہے شان جو احمد پیارے دا
نئیں شان او عالم سارے دا

نبی گئے اگے تنہا پیارے لگے پین آواز لے آ پیارے
مرحبا پیارے مرحبا پیارے کر درشن سرجن ہارے دا

ہے شان جو احمد پیارے دا
نئیں شان او عالم سارے دا

ملے قاب قوسین تھیں ہونیڑے پائے راز نہ کسے نے پائے جھڑے
مورکھ لوک بے فائدہ کرن جھیڑے سانوں مطلب نئیں بکارے دا

ہے شان جو احمد پیارے دا
نئیں شان او عالم سارے دا

ہویا جو کچھ رب دا بھانا سی لیایا جو اس نے پانا سی
وت طرف زمین سدھانا سی جر لگا ہک پلکارے دا

ہے شان جو احمد پیارے دا
نئیں شان او عالم سارے دا

معراج دا جدوں اظہار کیتا بے دیناہ نے انکار کیتا
صدیق پہلے اقرار کیتا پیا نام صدیق سہارے دا

ہے شان جو احمد پیارے دا
نئیں شان او عالم سارے دا

سرتاج شفاعت پا آیا کل امت نوں بخشا آیا
لوعا صیوا کمینا آیا بن شاہ آیا جگ سارے دا

ہے شان جو احمد پیارے دا
نئیں شان او عالم سارے دا

اس باجھ نہ کوئی سہارا اے — سر بوجھ گناہ دا بھارا اے
دل غم تھیں پارہ پارہ اے — اس حافظ او گہنارے دا

ہے شان جو احمد پیارے دا
نئیں شان او عالم سارے دا

جذبات کی رو میں مجھے پتہ ہی نہ چلا، کیا کیا جائے یہ اس محبوب کا ذکر ہے جس کے متعلق کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

سلام اس پر کہ جس کے ذکر سے سیری نہیں ہوتی

جس ذات اقدس واطہر کے بغیر کوئی ذکر، کوئی وظیفہ، کوئی عبادت، کوئی مجاہدہ، کوئی ریاضت باریابی کا شرف ہی نہیں پا سکتی۔ ان کے ذکر کے بغیر تو کسی بھی ذکر میں نہ سرور ہے نہ لذت ہے نہ کیف ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے تو اعلانیہ فرما دیا۔

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو
نمکیں حسن والا ہمارا نبی ﷺ

اب آپ کو نعت حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لذت سے بہرہ مند فرماتی ہیں۔
محترمہ زاہدہ رشید صاحبہ:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

میری معزز ومکرم اسلامی بہنو! میں آپ کے سامنے امام العاشقین حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی کا کلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتی ہوں۔ جنہیں محبوب اکرم نبی اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے عشق وسوز کی لازوال دولت عطا ہوئی تھی۔ بزرگان دین ارشاد فرماتے ہیں جس محفل میں امام العاشقین مولانا جامی علیہ الرحمۃ کا کلام پڑھا جائے اس کی قبولیت میں کوئی شک نہیں کرنا چاہئے لہٰذا ایک بار بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیہ صلوٰۃ وسلام عرض کریں تاکہ میں جامی علیہ الرحمۃ کا کلام

سنانے کی سعادت حاصل کروں ۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

نسیما جانب بطحا گزر کن — ہوائے دیس محبوباں دے جائیں
ز احوالم محمد را خبر کن — میرے احوال حضرت نوں سنائیں
توئی سلطان عالم یا محمد ﷺ — کہیں اس بادشاہ نوں یا محمد ﷺ
ز روئے لطف سوئے من نظر کن — میرے ولّے کرم دی جھات پاوئیں
ببر ایں جان مشتاقم دراں جا — ایہہ لے جا، جان میری توں مدینے
نثار روضہ خیر البشر کن — کریں قرباں ایہہ روضے دے تائیں

مشرف گرچہ شد جامی زلطفش
خدایا ایں کرم بارِ دِگر کن
اگے ڈٹھا جو جامی نے نظارا
میرے مولیٰ دوبارہ اوہ وکھائیں

الحمد للہ علی منہ وکرمہ تعالیٰ، یہ پاکیزہ ومقدس تاریخی ایمان، نورانی، وجدانی، ایقانی اور روحانی محفل اختتام کو پہنچ رہی ہے۔ آخر میں تمام اسلامی بہنو! سے گزارش ہے کہ نہایت مؤدبانہ طریقہ سے بارگاہ رحمۃ للعٰلمین میں ہدیۂ صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے لئے دستہ بستہ کھڑی ہو جائیں اور تصور کریں کہ ہم مواجۂ عالیہ میں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہیں۔ عین آپ کے رخ والضحیٰ کی زیارت شادکام ہوتی ہوئیں صلوٰۃ وسلام پڑھے گی۔ نعمت ابدی سے بہرہ مند ہو رہی ہیں ۔

یارسول اللہ تیرے در کی فضاؤں کو سلام
گنبد خضرا کی ٹھنڈی چھاؤں کو سلام

والہانہ جو طواف روضۂ اقدس کریں
مست و بخود وجد میں آتی ہواؤں کو سلام

شہرِ بطحا کے درودیوار پہ لاکھوں درود
زیرِ سایۂ رہنے والوں کی صداؤں کو سلام

جو مدینے کے گلی کوچوں میں دیتے ہیں صدا
تا قیامت ان فقیروں اور گداؤں کو سلام

مانگتے ہیں جو وہاں شاہ و گدا بے امتیاز
دل کی ہر دھڑکن میں شامل ان دعاؤں کو سلام

اے ظہوری خوش نصیبی لے گئی جن کو حجاز
ان کے اشکوں اور ان کی التجاؤں کو سلام

در پہ رہنے والے خاصوں اور عاموں کو سلام
یا نبی تیرے غلاموں کے غلاموں کو سلام

کعبۂ کعبہ کے خوش منظر نظاروں پر درود
مسجدِ نبوی کی صبحوں اور شاموں کو سلام

جو پڑھے جاتے ہیں روز و شب ترے دربار میں
پیش کرتا ہے ظہوری ان سلاموں کو سلام

☆☆☆

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

جب آ گئی ہیں جوش رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے
اب تو غنی کے در پر بسر جما دیئے ہیں

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیئے

دولہا سے اتنا کہہ دو پیارے سواری روکو
مشکل میں ہیں براتی پرخار بادیے ہیں

دولہا سے اتنا کہہ دو پیارے سواری روکو
مشکل میں ہیں براتی پرخار بادیے ہیں

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

کلام امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ

ماشاء اللہ کس محبت اور پیار سے حافظہ مجری صاحبہ نے عاشق رسول خدا، واصف حبیب کبریا (علیہ التحیۃ والثناء) مولانا شاہ احمد رضا خان کا کلام پیش کیا۔ اب تشریف لاتی ہیں باجی فرحت قادری معلمہ مدرسہ غوثیہ خواتین اسلامیہ مرید کے اور اعلحضرت کا

کلام پڑھنے کی سعادت حاصل کرتی ہیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

☆☆☆☆

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گنہ پرہیز گاری واہ واہ

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

نور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہر و ماہ
اٹھتی ہے کس شان سے گرد سواری واہ واہ

نفس یہ کیا ظلم ہے جب دیکھو تازہ جرم ہے
ناتواں کے سر پہ اتنا بوجھ بھاری واہ واہ

مجرموں کو ڈھونڈتی پھرتی ہے رحمت کی نگاہ
طالع برگشتہ تیری ساز گاری واہ واہ

کیا مدینہ سے صبا آئی کہ پھولوں میں ہے آج
کچھ نئی بو بھینی بھینی پیار پیاری واہ واہ

اس طرف روضہ کا نور اس سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

پارۂ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفے میں رضا
ان سگان کو ہے اتنی جان پیاری واہ واہ

☆☆☆

اب تشریف لاتی ہیں محترمہ عشرت فاطمہ صاحبہ معلمہ جامعہ رضائے مصطفیٰ نوشہرہ ورکاں اور بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبول ومنظور استغاثہ پیش کرتی ہیں۔
پڑھیے درود شریف:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

یا رسول اللہ ﷺ

مری برباد بستی کو بسا دو یا رسول اللہ
کنارے پر میری کشتی لگا دو یا رسول اللہ

مرے تاریک دل پر نور کی برسات ہو جائے
مرے قلب سیہ کو جگمگا دو یا رسول اللہ

یہ آنکھیں آپ کے دیدار کی طالب ہیں مدت سے
رخ پُرنور سے پردہ اٹھا دو یا رسول اللہ

اسیر بحرِ عصیاں میں، گرفتار مصائب ہوں
مجھے اس قید سے للہ چھڑا دو یا رسول اللہ

رحیم بیکساں تم ہو، حکیم درد منداں ہو
طبیب مرض عصیاں ہو، دوا دو یا رسول اللہ

ے

وفور شوق سے بیدار ہیں عاشق مدینے کے
مجھے بھی خواب غفلت سے جگا دو یا رسول اللہ

ے

میرا مسکن مدینہ ہو میرا مدفن مدینہ ہو
میرا سینہ مدینہ ہی بنا دو یا رسول اللہ

ے

یہی آرزوئے زندگی تابش قصوری کی
دم آخر رخ زیبا دکھا دو یا رسول اللہ

(تابش قصوری)

ماشاء اللہ! محفل اپنے عروج پر ہے۔ ذوق وشوق کا عجیب عالم ہے۔ اسی وجد کیف کو دوبالا کرنے کے لئے تشریف لاتی ہیں محترمہ سمیہ صاحبہ جو کلام رضا سے ہمارے دلوں کو عشق مصطفیٰ سے سیراب کرتی ہیں۔ سبھی خواتین مل کر درود شریف پڑھئے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

☆☆☆☆☆

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی ﷺ
اپنے مولیٰ کا پیرا ہمارا نبی
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی ﷺ

ے

بزم آخر کا شمع فروزاں ہوا
نور اول کا جلوہ ہمارا نبی ﷺ

جس کو شایاں ہے عرش خدا پر جلوس
ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی ﷺ

بجھ گئیں جس کے آگے سب ہی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی ﷺ

جن کے تلووں کا دھوون ہے آب حیات
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی ﷺ

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم
وہ ملیح دل آرا ہمارا نبی ﷺ

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو
نمکین حسن والا ہمارا نبی ﷺ

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی ﷺ

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
ان کا ان کا تمہارا ہمارا نبی ﷺ

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

ملک کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی ﷺ

لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکان کا اجالا ہمارا نبی ﷺ

انبیاء سے کروں عرض کیوں مالکو
کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی ﷺ

جس نے ٹکڑے کیے ہیں قمر کے وہ ہے
نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی ﷺ

سب چمک والے اجلوں میں چمکا کیے
اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی ﷺ

جس نے مردہ دلوں کو دی عمر ابد
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی ﷺ

غمزدوں کو رضاؔ مژدہ دیجئے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی ﷺ

☆☆☆

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہیں جا بجا تھانے والے

حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

چل کہ اٹھ جبہہ فرسا ہو ساقی کے در پر
در جو والے میرے ستانے والے

تیرا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے

رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

رضا نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

☆☆☆

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے

حرماں نصیب ہوں تجھے امید گہ کہوں
جان مراد کان تمنا کہوں تجھے

گلزار قدس کا گل رنگیں ادا کہوں
درمان درد بلبل شیدا کہوں تجھے

صبح وطن پہ شام غریباں کو دوں شرف
بیکس نواز گیسوؤں والا کہوں تجھے

اللہ رے تیرے جسم منور کی تابشیں
اے جانِ جاں میں جانِ تجلا کہوں تجھے

بے داغ لالہ یا قمر بے کلف کہوں
بے خار گلبن چمن آراء کہوں تجھے

مجرم ہوں اپنے عفو کا ساماں کروں شہا
یعنی شفیع روز جزا کا کہوں تجھے

اس مردہ دل کو مژدہ حیات ابد کا دوں
تاب و توان جان مسیحا کہوں تجھے

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

کہہ لے گی سب کچھ ان کے ثناء خواں کی خامشی
چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے

لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے!

☆☆☆

جگا دو میری قسمت بھی خدارا یا رسول اللہ
دکھا دو مجھ کو روضے کا نظارہ یا رسول اللہ

ے

مری دنیا سنور جائے میری عقبیٰ سدھر جائے
اگر ہو جائے رحمت کا اشارہ یا رسول اللہ

ے

تمہارا نام نامی ہے سکون قلب کا باعث
نظر کا نور ہے روضہ تمہارا یا رسول اللہ

ے

زمانہ چھوٹ جائے روٹھ جائے خلق تو کیا غم
نہ چھوٹے ہاتھ سے دامن تمہارا یا رسول اللہ

ے

جبین شوق مس ہوتی ہے جب روضہ کی جالی سے
چمک جاتا ہے قسمت کا ستارا یا رسول اللہ

ے

تمنائے سکندر ہے دم آخر شہ بطحی
رہے ورد زباں کلمہ تمہارا یا رسول اللہ

☆☆☆

بلا لو اب تو روضہ پر خدارا یا رسول اللہ
بہت بے چین ہے خادم تمہارا یا رسول اللہ

جہاں سے سب کا ہوتا ہے گزارا یا رسول اللہ
وہ روضہ وہ مدینہ ہے تمہارا یا رسول اللہ

ہو تم سرتاج نبیوں کے ہو تم سرور رسولوں کے
ہے سب سے مرتبہ اعلیٰ تمہارا یا رسول اللہ

ہوئے یوں تو ہزاروں انبیاء پیدا مگر ان میں
نہ کوئی ہو سکا ثانی تمہارا یا رسول اللہ

بنایا مالک و مختار تم کو حق تعالیٰ نے
ہے قبضہ دونوں عالم پر تمہارا یا رسول اللہ

ملائک رحمت حق لے کے ہوتے ہیں وہاں حاضر
جہاں پر ذکر ہوتا ہے تمہارا یا رسول اللہ

میرے اعمال تو دوزخ میں لے جاتے مجھے لیکن
ہوا لطف و کرم مجھ پر تمہارا یا رسول اللہ

میرا ایمان ہے مومن وہ کامل ہو نہیں سکتا
نہ ہو جو عاشق و شیدا تمہارا یا رسول اللہ

یہی حسرت ہے صابر کی کہ ہو جب نزع کا عالم
زباں پر نام نامی ہو تمہارا یا رسول اللہ

☆☆☆

دونوں عالم ہیں نور علیٰ نور کیوں
کیسی رونق فزا آج کی رات ہے

یہ مسرت ہے کس کی ملاقات کی،
عید کا دن ہے یا آج کی رات ہے

وہ حبیب خدا، سید المرسلین،
خاتم الانبیاء شاہ دنیا و دیں

بزم قوسین میں ہوں گے مسند نشین
جشن معراج کا آج کی رات ہے

باغ عالم میں باد بہاری چلی
سرور انبیاء کی سواری چلی

یہ سواری سوئے ذات باری چلی
ابر رحمت اٹھا آج کی رات ہے

جذب حسن طلب ہر قدم ساتھ ہے
دائیں بائیں فرشتوں کی بارات ہے

سر پہ نورانی سہرے کی کیا بات ہے
شاہ دولہا بنا آج کی رات ہے

کون جاتا ہے؟ سلطان دنیا و دیں کس طرف؟
عرش پر ذات حق کے قریں

لینے آئے ہیں یہ کون؟ روح الامیں
کب ہے وصل خدا آج کی رات ہے

عطر رحمت فرشتے چھڑکتے چلے
جس کی خوشبوں سے رستے مہکتے چلے

چاند تارے جلو میں چمکتے چلے
زیر پا کہکشاں آج کی رات ہے

تجھ سے بندہ مرا گر کوئی پھر گیا
طبقہ نار دوزخ میں وہ گر گیا

اور جو ایمان لایا وہی تر گیا
یہ مرا مدعا آج کی رات ہے

آمد آمد کی جنت میں دھومیں مچیں
حوریں تعظیم کے واسطے جھک گئیں

بلبلیں پھول کی ڈالیاں لے چلیں
ہر طرف مرحبا آج کی رات ہے

نزع میں، قبر میں، حشر میں اے خدا!
سختی و تنگی و پرسش جرم کا

خوف اکبر کو رہتا ہے بے انتہا
فضل کرنا، دعا آج کی رات ہے

بڑی امید ہے

بڑی امید ہے سرکار ﷺ قدموں میں بلائیں گے
کرم کی جب نظر ہو گی مدینے ہم بھی جائیں گے

کبھی تو اس طرف وہ پیکر تنویر آئیں گے
کبھی تو اپنے دل کی تشنگی ہم بھی بجھائیں گے

اگر جانا مدینے میں ہوا ہم غم کے ماروں کا
مکین گنبد خضرا کو حال دل سنائیں گے

قسم اللہ (عزوجل) کی ہو گا وہ منظر دید کے قابل
قیامت میں رسول اللہ ﷺ جب تشریف لائیں گے

گناہگاروں میں خود آ کے شامل پارسا ہوں گے
شفیع حشر جب دامان رحمت میں چھپائیں گے

غم عشق نبی سے ہو گا جب معمور دل نیر
ترے ظلمت کدے میں بھی ستارے جھلملائیں گے

☆☆☆

بگڑی ہوئی بنتی ہے

بگڑی ہوئی بنتی ہے ہر بات مدینے میں
غم خوار محمد کی ہے ذات مدینے میں

آؤ بھی گنہگارو پہنچو بھی مدینے میں
بٹتی ہے شفاعت کی خیرات مدینے میں

جس کی نہ سحر ہووے اللہ قیامت تک
ایسی بھی تو آ جائے اک رات مدینے میں

رحمت کی گھٹائیں ہوں روضے پہ نگاہیں ہوں
اے کاش وہ آ جائیں لمحات مدینے میں

کچھ اشک ندامت کے کچھ ہار درودوں کے
یہ لے کے چلے ہم سوغات مدینے میں

عصیاں کی سیاہی کو دھو ڈالے جو دم بھر میں
ہوتی ہے وہ رحمت کی برسات مدینے میں

یہ آس ہے دولہا کی زیارت ہو
جائے گی غلاموں کی بارات مدینے میں

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

رکن شامی سے مٹی وحشت شام غربت
اب مدینہ کو چلو صبح دل آرا دیکھو

آب زمزم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ جود شہ کوثر کا بھی دریا دیکھو

خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلاف کعبہ
قصر محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو

واں مطیعوں کا جگر خوف سے پانی پایا
یاں سیہ کاروں کا دامن پہ مچلنا دیکھو

دھو چکا ظلمت دل بوسہ سنگ اسود
خاک بوسی مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو

غور سے سن تو رضاؔ کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

اج سک متراں دی ودھیری اے

اج سک متراں دی ودھیری اے
کیوں دلڑی اداس گھنیری اے
لوں لوں وچہ شوق چنگیری اے
آج نیناں لایاں کیوں جھڑیاں

مکھ چند بدر شعشانی اے
متھے چمکے لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے
مخمور اکھیں ہن مدھ بھریاں

اس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں

دسے صورت راہ بے صورت دا
توبہ راہ کہ عین حقیقت دا
پر کم نہیں بے سوجھت دا
کوئی ورلیاں موتی لے تریاں

ایہا صورت شالا پیش نظر
رہے وقت نزع تے روز حشر
وچ قبر تے پل تھیں جد ہوسی گزر
سب کھوٹیاں تھیسن تد کھریاں

ــــ

یعطیک ربک داس تساں
فترضیٰ تھیں پوری آس اساں
لج پال کریسی پاس اساں
واشفع تشفع صحیح پڑھیاں

ــــ

لاہو مکھ تھیں مخطط برد یمن
من بھانوری جھلک دکھلاؤ سجن
دو جگ اکھیں راہ دا فرش کرن
سب انس و ملک حوراں پریاں

ــــ

انہاں سکدیاں تے کر لاندیاں تے
لکھ واری صدقڑے جاندیاں تے
اتے بردیاں مفت دکاندریاں تے
شالا آون وت بھی اوہ گھڑیاں

سُبْحَانَ اللہ مَا اَجْمَلَکَ
مَا اَحْسَنَکَ مَا اَکْمَلَکَ
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
مشتاق اکھیاں کتھے جا لڑیاں

(پیر سید مہر علی شاہ گولڑہ شریف)

چار یار رضی اللہ تعالیٰ عنہم

کونین دے راج دلارے نیں ابوبکرو عمر، عثمان و علی
اوہ اللہ نبی دے پیارے نیں ابوبکر و عمر، عثمان و علی

بوذر ہووے، سلمان ہووے، بھاویں خالد یاں حسان ہووے
ہر اک دی اکھ دے تارے نیں ابوبکر و عمر، عثمان و علی

جو دسن راہ ہدایت دا، گھنڈ کھولن راز حقیقت دا
اوہ روشن پاک ستارے نیں ابوبکر و عمر، عثمان و علی

حق سچ دامان ودھایا اے ہر پاسے چانن لایا اے
اوہ چمکدے نور منارے نیں ابوبکر و عمر، عثمان و علی

اوہ مان تران لچاراں دا، امت دے او گنہاراں دا
اوہ شاناں والے سارے نیں ابوبکر و عمر، عثمان و علی

اوہناں دی محبت محشروچ بن جائے گی وجہ شفاعت دی
امت دے لئی سہارے نیں ابوبکر و عمر، عثمان و علی

دراصل عمارت تقوے دی، جنھاں دے سہارے قائم اے
اوہ تھم قمر ایہہ چارے نیں
ابوبکر و عمر، عثمان و علی

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وآلہ وسلم

جتھوں تک کبریا دی کبریائی یا رسول اللہ
اوتھوں تیکر تہاڈی مصطفائی یا رسول اللہ
محبت ختم ہو گئی تے زمانہ بے وفا ہویا
دہائی یا رسول اللہ دہائی یا رسول اللہ
مرے دل دی تمنا ایں اگر پوری کرے اللہ
تہاڈے در دی مل جائے گدائی یا رسول اللہ
میں قطرے اتھرواں دے روہڑدا رہناں جو کاغذ تے
ایہو میری حیاتی دی کمائی یا رسول اللہ
تہاڈے آستانے تے فرشتے کرن دربانی
تہاڈے در تے جھکدی اے خدائی یا رسول اللہ
ہزاراں لوک جاندے نیں مدینے دی زیارت نوں
مری واری اجے تیکر نہیں آئی یا رسول اللہ
کرم دی جھات پا کے تے محبت دی نظر کر کے
کرو میرے وی سینے دی صفائی یا رسول اللہ
قمر نوں وی بلا لو اپنے سوہنے شہر وچ چھیتی
ستاندی اے دنے راتیں جدائی یا رسول اللہ

☆☆☆☆☆☆

کونین دے والی دا گھر بار بڑا سوہنا

کونین دے والی (ﷺ) دا گھر بار بڑا سوہنا!
سوں رب دی مدینے دا دربار بڑا سوہنا

اج مسجد نبوی (ﷺ) دی ہر چیز نرالی
جیہڑا روضے دے نال جڑیا مینار بڑا سوہنا

سب رستے مدینے دے سانوں جان توں ودھ پیارے
جیہڑا روضے نوں جاندا اے بازار بڑا سوہنا

دنیا دے سفراں توں بندہ اک وی تے جاندا اے
پر سفر مدینے دا ہر وار بڑا سوہنا

صدیق عمر عثمان حیدر توں میں واری جاں
دو جگ دے والی (ﷺ) دا ہر یار بڑا سوہنا

دیکھو نہ ظہوریؔ نوں نسبت نوں ذرا دیکھو
میں کوجا ہاں پر میرا غم خوار بڑا سوہنا

(محمد علی ظہوری)

☆☆☆☆☆

نہیں ہے دعویٰ مجھے کوئی پارسائی کا!
سہارا بس ہے ترے در سے آشنائی کا

تمہارے چاہنے والوں میں کمتریں ہوں مگر
مری جبیں پہ نہیں داغ بے وفائی کا

امیر سارے جہاں کے اسے سلام کریں
ہے جس کے ہاتھ میں کاسہ تری گدائی کا

ترے کرم نے کیا سب سے بے نیاز مجھے
نہیں ہے خوف زمانے کی کج ادائی کا

جہاں پہ اور دوا کوئی کارگر نہ ہوئی
اثر پڑا ہے ترے نام کی دھائی کا

ظہوریؔ روز بلا کے مجھے وہ سنتے ہیں
صلہ ملا ہے مجھے میری خوش نوائی کا

سرکار کے اوصاف کا اظہار کریں گے

سرکار کے اوصاف کا اظہار کریں گے
ہم پر بھی کرم سید ابرار کریں گے

سرکار کی توصیف وظیفہ ہے زباں کا
یہ جرم اگر ہے تو کئی بار کریں گے

اللہ بھی انہیں رکھے گا محبوب یقیناً
اللہ کے محبوب سے جو پیار کریں گے

جس روز کوئی اور مددگار نہ ہو گا
اس روز شفاعت مری سرکار کریں گے

کچھ اشک ندامت ہی تو ہیں آخری پونجی
نذرانہ انہیں پیش، گنہگار کریں گے

مشکل کا ہمیں قبر میں احساس نہ ہو گا
ہم سرور کونین کا دیدار کریں گے

جاؤ جو مدینے تو سنو کان لگا کے
سرکار کی باتیں در و دیوار کریں گے

ہر آنکھ کو بخشا رُخِ زیبا نے اجالا
ہر آنکھ کو روشن یہی انوار کریں گے

بند آنکھیں بھی کرتی ہیں کبھی دید کسی کی
چپ رہتے ہوئے ہونٹ بھی اظہار کریں گے

توصیف نبی ہو گی مقدر سے ظہوریؔ
جو اہل محبت ہیں، وہ اظہار کریں گے

☆☆☆☆

وہ کیسا سماں ہو گا، کیسی وہ گھڑی ہو گی
جب پہلی نظر ان کے روضے پہ پڑی ہو گی

ے

یہ کوچۂ جاناں ہے، آہستہ قدم رکھنا
ہر جا پہ ملائک کی بارات کھڑی ہو گی

ے

کیا سامنے جا کے ہم حال اپنا سنائیں گے
سرکار کا در ہو گا، اشکوں کی جھڑی ہو گی

ے

کچھ ہاتھ نہ آئے گا، آقا سے جدا رہ کر
سرکار کی نسبت سے توقیر بڑی ہو گی

ے

وہ شیشۂ دل غم سے میلا نہ کبھی ہو گا
تصویر مدینے کی جس دل میں جڑی ہو گی

ے

ہو جائے جو وابستہ سرکار کے قدموں سے
ہر چیز زمانے کی قدموں میں پڑی ہو گی

ے

چارہ نہ کوئی کرنا اک نعت سنا دینا
ناچیز ظہوریؔ کی جب سانس اڑی ہو گی

☆☆☆☆

میرے چن، میرے ماہی، میرے ڈھول سوہنیا
من موہنے سوہنے سوہنے تیرے بول سوہنیا

پل پل، گھڑی گھڑی گناں دن تے مہینے
ٹھنڈ پوے وچ سینے جاواں جدوں میں مدینے

بیٹھا رہواں تیرے قدماں دے کول سوہنیا
اچے اچیاں توں اچی میرے آقا تیری شان

ہووے حشر دا میدان رکھیں ساڈا وی دھیان
تیرے ہوندیاں میں جاواں کویں ڈول سوہنیا

ملے کدھرے نہ ڈھوئی وس چلیا نہ کوئی
کنوں جا کے میں سناواں جیہڑی میرے نال ہوئی

دتا ہجر دے پینڈے مینوں رول سوہنیا
چنگا عمل ظہوری میرے پلے نئیوں کائی

جان لباں اتے آئی دتی تری میں دہائی
نالے اکھیاں دے بوہے رکھے کھول سوہنیا

☆☆☆☆☆

دکھاؤ اپنی صورت پیاری پیاری یا رسول اللہ
مٹاؤ میرے دل دی بے قراری یا رسول اللہ
لگی دل وچ جدائی دی کٹاری یا رسول اللہ
جگر نوں چیر دی اے غم دی آری یا رسول اللہ
میں ایسے آس تے دن زندگی دے پورے کرنا واں
کدی تے آئے گی میری وی واری یا رسول اللہ
جے پر ہوون تے میں وی اڈ کے جا پہنچاں مدینے وچ
ستاندی اے میری بے اختیاری یا رسول اللہ
تہاڈے ہجر وچ دن رات میں بے چین رہنا واں
کدی تے سن لو میری وی زاری یا رسول اللہ
میرا دل بھولا پنچھی اے پراں وچ جس دے نہیں طاقت
بڑے پھردے نیں دنیا تے شکاری یا رسول اللہ
سدا تعریف کردا ہاں تہاڈے پاک رتبے دی
میں عمر ایہناں خیالاں وچ گزاری یا رسول اللہ
ہے سدھر میرے دل وچ ساہ دی ڈوری جس گھڑی مٹے
ہووے کلمہ تہاڈا لب تے جاری یا رسول اللہ
کمی کس چیز دی اے رحمتاں والے خزانے وچ
جے سدو تے کراں میں وی تیاری یا رسول اللہ
ایہہ دنیا کہندی اے اپنے قمر نوں بھی بلاندے نہیں
مینوں کھاندی اے ایہو شرمساری یا رسول اللہ

☆☆☆☆
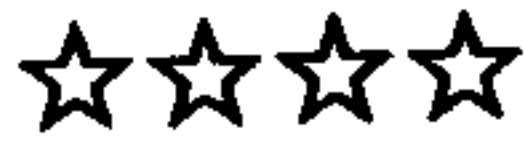
جتھے میرے حضور دے قدم لگے اوس تھان ورگی کوئی تھان نیوں
چلو چلیے جالیاں کول بہیے اوس چھان ورگی کوئی چھان نیوں
جہدیاں قسماں ظہوری خدا چاوے ایہڈا سوہنا تے کسے داناں نیوں
جیہڑی میرے حضور دا منہ چمے اوس ماں ورگی کوئی ماں نیوں

☆

کدی چہرہ نئیں اوس دا وگڑ سکدا جدھے منہ تے حضور دا نام ہووے
کردار ہوے حضور دا ذکر جیہڑا چنگا کویں نہ اوہدا انجام ہووے
دیوے ذکر شفا بیمار تائیں دل نوں چین سکون آرام ہووے
کرنا ذکر ظہوری حضورؐ دا اے بھانویں صبح ہووے بھانویں شام ہووے

☆

بیٹھے جیہڑا حضور دی وچ محفل چنگی کویں نہ اوہدی برات ہووے
پڑھے آپ خدا درود جس تے نام نبی دے نال نجات ہووے
وقت آخری ہووے دعا منگو ایسے نام دی کول سوغات ہووے
دینا نان دا ظہوری اے سدا ہوکا بھانویں دن ہووے بھانویں رات ہووے

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی
جیسے مرے سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی

تم سا تو حسین آنکھ نے دیکھا نہیں کوئی
یہ شان لطافت ہے کہ سایہ نہیں کوئی

اے ظرف نظر دیکھ مگر دیکھ ادب سے
سرکار کا جلوہ ہے تماشا نہیں کوئی

یہ طور سے کہتی ہے ابھی تک شب معراج
دیدار کی طاقت ہو تو پردہ نہیں کوئی

اعزاز یہ حاصل ہے تو حاصل ہے زمیں کو
افلاک پہ تو گنبد خضریٰ نہیں کوئی

ہوتا ہے جہاں ذکر محمد کے کرم کا
اس بزم میں محروم تمنا نہیں کوئی

سرکار کی رحمت نے مگر خوب نوازا
یہ سچ ہے کہ خالدؔ سا نکما نہیں کوئی

درود شرط ہے ذکر محمدی کے لئے

کر اہتمام بھی ایماں کی روشنی کے لئے
درود شرط ہے ذکر محمدی کے لئے

نہیں ہے حسن عمل پاس آنسوؤں کے سوا
چلا ہوں لے کے یہ موتی در نبی کے لئے

مرے تو آپ ہی سب کچھ ہیں رحمت عالم
میں جی رہا ہوں زمانے میں آپ ہی کے لئے

لگی ہیں روضہ پر نور پہ مری آنکھیں
یہ اہتمام ہے مے کشی کے لئے

تمہارے ذکر کی مستی ہے بندگی سے قریب
سجود کی نہیں کچھ قید بندگی کے لئے

تمہاری نعت سنائے، سنے، پڑھے، لکھے
بڑا شرف ہے یہ خالد کی زندگی کے لئے

اِک راج دلارا آوت ہے

معراج کی رتیاں دھوم یہ تھی اک راج دلارا آوت ہے
لولاک کا سہرا سر سوہت وہ احمد پیارا آوت ہے

حوروں نے کہا جب بسم اللہ غلماں نے پکارا الا اللہ
خود رب نے کہا ماشاء اللہ محبوب ہمارا آوت ہے

جبریل امیں یہ کہتے چلے اے عرشیو! تمرے بھاگ جگے
تعظیم کو سب ہو جاؤ کھڑے سردار تمہارا آوت ہے

یٰسین کی چمک ہے داتن میں طٰہٰ کا کرشمہ آنکھن میں
والفجر کا جوہ گالن میں وہ عرش کا تارا آوت ہے

مازاغ کا کجلہ نین بھرے والشمس کا بٹنہ مکھ پہ ملے
ہے میم کا گھونگھٹ سہرے تلے وہ رب کا سنوارا آوت ہے

دھرتی سے اٹھا آفاق چڑھا ممتاز یہ غل تھا چاروں طرف
لو حق سے ملنے صلی علیٰ سردار ہمارا آوت ہے

نور پھیلا ہوا آج کی رات ہے

نوری محفل پہ چادر تنی نور کی نور پھیلا ہو آج کی رات ہے
چاندنی میں ہیں ڈوبے ہوئے دو جہاں کون جلوہ نما آج کی رات ہے

ے

عرش پر دھوم ہے فرش پر دھوم ہے، ہے وہ بد بخت جو آج محروم ہے
پھر یہ آئے گی شب کس کو معلوم ہے، ہم پہ لطف خدا آج کی رات ہے

ے

مومنو آج گنج سخا لوٹ کو لوٹ لو اے مریضو شفا لوٹ لو
عاصیو رحمت مصطفیٰ لوٹ لو باب رحمت کھلا آج کی رات ہی

ے

ابر رحمت ہیں محفل پہ چھائے ہوئے آسماں سے ملائک ہیں آئے ہوئے
خود محمد ہیں تشریف لائے ہوئے کس قدر جاں فزاں آج کر رات ہے

ے

مانگ لو مانگ لو چشم تر مانگ لو درد دل اور حسن نظر مانگ لو
کملی والے کی نگری میں گھر مانگ لو مانگنے کا مزا آج کی رات ہے

ے

اس طرف نور ہے اس طرف نور ہے، سارا عالم مسرت ہے معمور ہے
جس کو دیکھو وہی آج مسرور ہے مہک اٹھی فضا آج کی رات ہی

ے

وقت لئے خدا سب مدینے چلیں لوٹنے رحمتوں کے خزینے چلیں
سب کے منزل کی جانب سفینے چلیں میری صائم دعا آج کی رات ہے

انوار کا عالم کیا ہو گا

جب حسن تھا ان کا جلوہ نما انوار کا عالم کیا ہو گا
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہو گا

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دنیا کی
یہ شان ہے خدمتگاروں کی سردار کا عالم کیا ہو گا

معراج کی شب حق سے ملنے وہ عرش معلیٰ پر پہنچے
رفتار کا عالم کیا ہو گا گفتار کا عالم کیا ہو گا

اک سمت مقام محمود اک سمت تقاضہ او ادنیٰ
خود یار کی حالت کیا ہو گی، دلدار کا عالم کیا ہو گا

جب شمع رسالت روشن ہو کیونکر نہ جلے پروانہ دل
جب رشک مسیحا آ جائیں بیمار کا عالم کیا ہو گا

کہتے ہیں عرب کے ذروں پر انوار کی بارش ہوتی ہے
اے نجم نہ جانے طیبہ کے گلزار کا عالم کیا ہو گا

کرم ہی کرتے گئے

جدھر جدھر بھی گئے وہ کرم ہی کرتے گئے
کسی نے مانگا نہ مانگا وہ جھولی بھرتے گئے

میں ان کے در کی غلامی پہ کیوں نہ ناز کروں
سہارا ان کا رہا دن مرے گزرتے گئے

تمہارے روضہ اقدس کو جان کر کعبہ
نیاز مند تیرے در پہ سجدے کرتے گئے

یہ ان کی بندہ نوازی کا ہی کرشمہ ہے
مرے نصیب تھے بگڑے مگر سنورتے گئے

نگاہ ناز سے کرتی گئی مسیحائی
ڈبویا لاکھوں غموں نے تھا، پھر ابھرتے گئے

جدھر جدھر سے جس سمت سے نبی گزرے
بشیر نور سے سب راستے نکھرتے گئے

سارے نبی تیرے در کے سوالی

شاہ مدینہ طیبہ کے والی سارے نبی تیری در کے سوالی

جلوے ہیں سارے ترے ہی دم سے آباد عالم تیرے کرم سے
باقی ہر اک شے نقش خیالی سارے نبی تیرے در کی سوالی

تیرے لئے ہی دنیا بنی ہے، نیلے فلک کی چادر کی تنی ہے
تو گر نہ ہوتا تو دنیا تھی خالی سارے نبی تیرے در کے سوالی

قدموں میں تیرے عرش بریں ہے، تجھ سا جہاں میں کوئی نہیں ہے
کاندھے پہ پھر بھی کملی ہے کالی سارے نبی ترے در کی سوالی

مذہب ہے تیرا سب کی بھلائی، مسلک ہے تیرا مشکل کشائی
دیکھ اپنی امت کی یہ خستہ حالی سارے نبی تیرے در کے سوالی

ہے نور تیرا شمس و قمر میں، تیرے لبوں کی لالی سحر میں
پھولوں نے تیری خوشبو اٹھالی سارے نبی تیرے در کی سوالی

تو نے جہاں کی محفل سجائی تاریکیوں میں شمع جلائی
ہر سمت چھائی تھی بدلی کالی سارے نبی تیرے در کے سوالی

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہی تو ہو

دل جسے زندہ ہے وہ تمنا تمہی تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہی تو ہو

پھوٹا جو سینۂ شب تار الست سے
اس نور اولیں کا اجالا تمہی تو ہو

سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غایتوں کی غایت اولی تمہی تو ہو

گرتے ہوؤں کو تھام لیا جس کے ہاتھ نے
اے تاجدار یثرب و بطحا! تمہی تو ہو

الف اللہ چنبے دی بوٹی

(الف)

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من مرے وچ لائی ہو
نفی اثبات دا پانی ملیا ہر رگے ہر جائی ہو
اندر بوٹی مشک مچایا جان پھلن تے آئی ہو
جیوے مرشد کامل باہو جیں ایہہ بوٹی لائی ہو

(ب)

بسم اللہ اسم اللہ دا ایہہ بھی گہنا بھارا ہو
نال شفاعت سرور عالم چھٹسی عالم سارا ہو
حدوں بے حد درود نبی تے جیندا ایڈ پسارا ہو
میں قربان تنہا نتوں باہو جنہاں ملیا نبی سوہارا ہو

(ب)

بغداد شہر دی کیہہ اے نشانی اچیاں لمیاں چیراں ہو
تن من میرا پرزے پرزے جیوں درزی دیاں لیراں ہو
اینہاں لیراں دی میں کفنی پا کے رلساں سنگ فقیراں ہو
بغداد شہر دے میں ٹکڑے منگساں باہو کرساں میراں میراں ہو

مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

یا حبیب خدا، سرور دوسرا، مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا
جلوۂ والضحیٰ، چہرۂ مصطفیٰ، مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

پیکر نور، نور علیٰ نور ہیں، آپ مختار و محبوب و منظور ہیں
آپ کی ہر ادا، باصفا، حق نما، مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

تیرا دیدار، دیدار حق بالیقیں، تیری گفتار شرح کتاب مبیں
تیری رفتار پر شب اسریٰ فدا، مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

عشق طیبہ میرا تجھ کو ہے ڈھونڈتا، مجھ کو تیرے سوا کچھ نہیں سوجھتا
ہو کرم کی نگاہ، پرخطا، پرعطا، مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

یا حبیب خدا، آپ کے ماسوا کون سنتا ہے فریاد صل علیٰ
غم میں ہوں مبتلا، ساقیا کچھ پلا، مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

حسرت دید ہر دم ستائے مجھے، کون احوال میرے سنائے تجھے
آپ سے کیا نہاں، سب عیاں برملا، مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

میرے تاریک دل کو جلا بخشیے میرے قلب حزیں کو غذا بخشیے
ہے یہی التجاء، میرے مشکل کشا، مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

جام عرفان طیبہ پلا دیجئے، درد فرقت خدارا مٹا دیجئے
دیجئے نوری چہرے سے پردہ اٹھا، مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

آپ کے میکدے کی سدا خیر ہو، آپ اس کو بھی دیتے ہیں جو غیر ہو
بحر جود و سخا ہے رواں آپ کا مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

ہے یہ تابش قصوری غلام آپ کا، ذکر کرتا ہے یہ صبح و شام آپ کا
ہو مقدر میں اس کے بھی جام آپ کا، مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

(محمد منشاء تابش قصوری جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)

تو شمع رسالت ﷺ ہے

تو شمع رسالت ﷺ ہے عالم تیرا پروانہ
تو ماہ نبوت ﷺ ہے اے جلوۂ جانانہ

ہر پھول میں بو تیری ہر شمع میں ضو تیری
بلبل ہے تیرا بلبل پروانہ، پروانہ ہے

پروانہ دل اپنے چمک اٹھیں ایمان کی طلعت سے
کر آنکھیں بھی نورانی اے جلوہ جانانہ

گر گر کے یہاں پہنچا مر مر کے اسے پایا
چھوٹے نہ الٰہی! اب سنگ در جانانہ

کھاتے ہیں تیرے در کا پیتے ہیں تیرے در کا
پانی ہے تیرا پانی دانہ ہے تیرا دانہ

معمور اسے فرما ویراں ہے دل نوری
جلوے تیرے بس جائیں آباد ہو ویرانہ

حاجیاں دی رخصتی

اج بختاں والے اللہ دے دلدار نوں ملنے جا رہے نیں
خوش قسمت نیں جو دو جگ دے مختار نوں ملنے جا رہے نیں

او قسمت والیاں سئیاں نیں، جو شہر مدینے گئیاں نیں
اوہ لوگ نصیباں والے نیں جیہڑے یار نوں ملنے جا رہے نیں

جتھے رحمتاں رب غفور دیاں، جتھے چمکن لاٹاں نور دیاں
اس شہر نبی دی راہوال دے انوار نوں ملنے جا رہے نیں

جہدی خاطر اللہ نے ساری مخلوق نوں پیدا کیتا اے
اس نبیاں ولیاں قطباں دے سردار نوں ملنے جا رہے نیں

اللہ نے بخت جگایا اے، انہاں نوں حج کرایا اے
اج حجر اسود، کعبے دے رخسار نوں ملنے جا رہے نیں

جتھے نور دے سورج چڑھدے نیں، جتھے ملک سلاماں کردے نیں
روضے دی سنہری جالی تے مینار نوں ملنے جا رہے نیں

جہدے وچ بہہ کے حق باطل دے بے لاگ نکھیڑے ہندے سن
سلطان مدینے والے دے دربار نوں ملنے جا رہے نیں

اللہ قمر یزدانی نوں وی لے جائے شہر مدینے وچ
جس طراں ایہہ بختاں والے اج غم خوار نوں ملنے جا رہے نیں

یادِ محبوب

دل پہ غم نے پھر لگایا زخم کاری یا رسول
درد میں اب حد سے گزری بے قراری یا رسول

ہائے خواہش ہی مرے دل کو مدینے کی رہی
کٹ گئی حسرت میں اپنی عمر ساری یا رسول

آپ کی فرقت خزاں ہے تخل دل کے واسطے
آپ کا دیدار ہے فصل بہاری یا رسول

اب مریض عشق پر اپنے کرم فرمایئے
ہجر میں کب تک کروں میں اشکباری یا رسول

دل میں ہے شوق زیارت کیا کروں مجبور ہوں
رات دن کرتا ہوں غم میں آہ و زاری یارسول

قافلے ہر سال جاتے ہیں مدینے کی طرف
میری کب آئے گی واں جانے کی باری یا رسول

اشرفی شوق زیارت میں تڑپتا ہے مدام
صدمۂ ہجراں سے ہے اب جاں عاری یا رسول

(کلام مبارک:۔ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمۃ کچھوچھہ شریف)

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

تمہاری یاد ہی ہے اک سہارا یا رسول اللہ
نہ کوئی مونس و ہمدم ہمارا یا رسول اللہ
تمہی ہو باعث تسکین و راحت، غمگساروں کے
تصور ہے تمہارا ہی تمہارا یا رسول اللہ
تمہاری اس ادائے رحم پر صدقے کروں کونین
مدد کو آ گئے جس دم پکارا یا رسول اللہ
تمہاری ہی محبت موءنوں کی اک نشانی ہے
نہیں مومن، ہے جس کو بغض، تمہارا یا رسول اللہ
رہو آ کر ہمارے دل میں ہے یہ آرزو دل کی
کہ بن جائے مدینہ دل ہمارا یا رسول اللہ
تمنا ہے تمہارے در پہ ہو اس دہر سے رحلت
ہو آنکھوں میں تمہارا ہی نظارہ یا رسول اللہ
نہیں ہے شوق جنت کا، نہیں ہے خوف دوزخ کا
کرم ہم پر تمہارا ہے تمہارا یا رسول اللہ
زیارت سے مشرف خواب میں ہو اس طرح اشرف
قدم سر پر ہمارے ہو تمہارا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیک وسلم

کلام:- (حضرت الحاج ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی دامت برکاتہم)

نغمۂ توحید و رسالت

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ — لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ — آمنا برسول اللہ

پھیل رہا ہے نور سحر — سجدہ ریز ہیں شمس و قمر
وجد میں آئے شجر و حجر — پڑھتے ہیں سب جن و بشر
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ — آمنا برسول اللہ

ارض و سما پُرنور ہوئے — اہل جہاں مسرور ہوئے
رنج و الم کا خور ہوئے — نور سے دل معمور ہوئے
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ — آمنا برسول اللہ

سرور دوراں آتے ہیں — رحمت یزداں آتے ہیں
جان گلستاں آتے ہیں — صاحب قرآں آتے ہیں
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ — آمنا برسول اللہ

ساقی کوثر آ پہنچے — ہادی اکبر آ پہنچے
فخر ہمیمبر آ پہنچے — دین کے رہبر آ پہنچے
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ — آمنا برسول اللہ

ان سے نور فرش زمیں — ان سے ہے حسن خلد بریں
ان سے شمع علم و یقین — ان سے ہے زیب دنیا و دیں
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ — آمنا برسول اللہ

تم خورشید رسالت ہو — تم مہتاب نبوت ہو
تم توقیر شریعت ہو — تم تنویر حقیقت ہو

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ — آمنا برسول اللہ
فخر عرب محبوب خدا — نبع جو دو ابر سخا
چھائی ہے ہر سو غم کی گھٹا — چشم کرہو بہر خدا
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ — آمنا برسول اللہ
جب دنیا سے رحلت ہو — لب پہ صدائے وحدت ہو
دل میں نبی کی الفت ہو — سامنے ان کی تربت ہو
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ — آمنا برسول اللہ
گلشن دیں آباد رہے — صاحب ایماں شاد رہے
دشمن حق برباد رہے — رسوا ستم ایجاد رہے
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ — آمنا برسول اللہ
بہر محمد ﷺ رب کریم — ہم پہ کر اپنا لطف عمیم
نور سے بھر دے قلب نسیم — ور عطا کر عقل سلیم
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ — آمنا برسول اللہ

(علامہ نسیم بستوی علیہ الرحمۃ)

اللہ کرم اللہ کرم

اللہ کرم اللہ کرم
حاضر ہیں تیرے دربار پر ہم
اللہ کرم اللہ کرم

دیتی ہے صدا یہ چشم نم
اللہ کرم اللہ کرم

ہیبت سے ہر اک گردن خم
ہر آنکھ ندامت سے نم

ہر چہرے پہ ہے اشکوں سے رقم
اللہ کرم اللہ کرم

جن لوگوں پہ ہے انعام تیرا
ان لوگوں میں لکھ دے نام میرا

محشر میں میرا رہ جائے بھرم
اللہ کرم اللہ کرم

ہر سال طلب فرما مجھ کو
ہر سال یہ شہر دکھا مجھ کو

ہر سال کروں میں طواف حرم
اللہ کرم اللہ کرم

میری آنے والی سب نسلیں
تیرے گھر آئیں تیرا گھر دیکھیں

اسباب ہوں ان کو ایسے بہم
اللہ کرم اللہ کرم

☆☆☆

☆☆☆☆

تری خوشبو توں سب مہکن فضاواں یا رسول اللہ
ترے دم نال نیں ٹھنڈیاں ہواواں یا رسول اللہ

ے

میں کجھ وی نئیں جے تیرے نال میری کوئی نسبت نہ
میں سب کجھ ہاں جے میں تیرا سداواں یا رسول اللہ

ے

جنہاں نیں تیریاں قدماں نوں سینے نال لایا اے
نصیباں والیاں ہویاں اوہ تھاواں یا رسول اللہ

ے

مدینے آکے ایہو رات دن میری عبادت اے
تیرے روضے توں نہ اکھیاں ہٹاواں یا رسول اللہ

ے

اجل دے آون توں پہلاں جے تیری دید ہو جائے
میں ایسی موت توں قربان جاواں یا رسول اللہ

ے

کویں سوز آشنا تحریر، ہو جائے ظہوری دی
قلم جامی دا میں کتھوں لیاواں یا رسول اللہ

☆☆☆

☆☆☆☆

ذکر نبی دا کردیاں رہنا چنگا لگدا اے
ایس بہانے رل مل بہناں چنگا لگدا اے

مسجد نبوی دے وچ جاناں نکرے ہو کے بہہ جاناں
روضے پاک نوں تکدیاں رہنا چنگا لگدا اے

جالیاں کول کھلونا اچی ساہ نہ لیناں رو لیناں
بولن نالوں چپ کر رہناں چنگا لگدا اے

آل نبی دی عزت خاطر وچ اکھاڑے دے
شیخ جنید دا جان کے ڈھہناں چنگا لگدا اے

فضل خدا دا وخ کے تے اینویں جھورا جھریے ناں
چنگیاں نوں چنگیاں ای کہناں چنگا لگدا اے

اچے بول نہ بول ظہوری رب دے بندے کہہ گئے نیں
نیویں پا کے ٹر دیاں رہناں چنگا لگدا اے

☆☆☆

☆☆☆☆

خسروی اچھی لگی نہ سروری اچھی لگی
ہم فقیروں کو مدینے کی گلی اچھی لگی

دور تھے تو زندگی بے رنگ تھی بے کیف تھی
ان کے کوچے میں گئے تو زندگی اچھی لگی

میں نہ جاؤں گا کہیں بھی در نبی کا چھوڑ کر
مجھ کو کوئے مصطفیٰ کی چاکری اچھی لگی

ناز کر تو اے حلیمہ سرورِکونین پر
گر لگی اچھی تو تیری جھونپڑی اچھی لگی

رکھ دیا سرکار کے قدموں پہ سلطانوں نے سر
سرورِ کون و مکاں کی سادگی اچھی لگی

مہروماہ کی روشنی مانا کہ اچھی ہے مگر
سبز گنبد کی مجھے تو روشنی اچھی لگی

آج محفل میں نیازی نعت جو میں نے پڑھی
عاشقانِ مصطفیٰ کو وہ بڑی اچھی لگی

☆☆☆☆

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی
جیسے میرے سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی

ــــ

تم سا تو حسین آنکھ سے دیکھا نہیں کوئی
کیا شان لطافت ہے کہ سایہ نہیں کوئی

ــــ

اے ظرف نظر دیکھ مگر دیکھ ادب سے
سرکار کا جلوہ ہے تماشہ نہیں کوئی

ــــ

ہوتا ہے جہاں ذکر محمد کے کرم کا
اس بزم میں محروم تمنا نہیں کوئی

ــــ

اعزاز یہ حاصل ہے تو حاصل ہے زمیں کو
کہ عرش پہ تو گنبد خضریٰ نہیں کوئی

ــــ

سرکار کی رحمت نے مگر خوب نوازا
یہ سچ ہے کہ خالد سا نکمہ نہیں کوئی

☆☆☆

☆☆☆☆

جو حب دار نجن سیداں دا
اوہنوں ملدا پیار مدینے

ے

غم دیاں ماریاں مجبوراں دا
وسدا ہے غمخوار مدینے

ے

سب دنیا دے شہراں نالوں
رب دی عجب بہار مدینے

ے

جنت دی پرواہ نہیں کردا
ٹر جاوے جو اک وار میدنے

ے

ہے جبرائیل (علیہ السلام) غلامی کردا
سوہنے ﷺ دے دربار مدینے

ے

سدہ لو ہن سرکار ﷺ مدینے
آوے اوگن ہار مدینے!

☆☆☆☆

☆☆☆

سدھ لو ہن سرکار ﷺ مدینے
آوے اوگن ہار مدینے

بخے رب سن لئے میریاں عرضاں
دیواں عمر گزار مدینے

رب آکھے میں بخش دیاں گا
آجاون گنہگار مدینے

ہر واری مینوں روندیاں چھڈ کے
ٹر جاندے نیں یار مدینے

ہر ویلے قدماں وچہ رہندے
سوہنے ﷺ دے دو یار مدینے

☆☆☆☆

میٹھا میٹھا ہے میرے محمد کا نام
ان پہ لاکھوں، کروڑوں درود و سلام
میٹھا میٹھا ہے میرے محمد کا نام

ـــ

جس کی رحمت نے ڈھانپا ہے کونین کو
جس نے آ کے سنبھالا ہے دارین کو

ـــ

جس کے دم سے دنیا میں رونق تمام
ان پہ لاکھوں، کروڑوں درود و سلام

ـــ

وہی حسن حسین چمن کے ہیں پھول
نور مولانا علی جان زہرہ بتول
جس کے نانا رسول خدا ذی مقام!

ـــ

ان پہ لاکھوں، کروڑوں درود و سلام
میٹھا میٹھا ہے میرے محمد کا نام

ـــ

وقت لائے خدا جائیں دربار پہ
اور کھڑے ہو کے روضہ سرکار پہ
پیش مل کر کریں ہم درود و سلام

ان پہ لاکھوں، کروڑوں درود و سلام
میٹھا میٹھا ہے میرے محمد کا نام

میٹھا میٹھا ہے میرے نبی جی کا نام
میٹھا میٹھا ہے میرے سیدی کا نام

میٹھا میٹھا ہے میرے گلشن کا نام
ان پہ لاکھوں، کروڑوں درود و سلام
میٹھا میٹھا ہے میرے محمد کا نام

سلام

بوقت پیام میلاد خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

یَا نَبِیْ سَلَامٌ عَلَیْکَ　　یَا رَسُوْل سَلَامٌ عَلَیْکَ
یَا حَبِیْب سَلَامٌ عَلَیْکَ　　صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْکَ

مرحبا میلاد سرور　　مرحبا ذکر پیمبر
مرحبا الطاف داور　　مرحبا حسن مقدر
یَا نَبِیْ سَلَامٌ عَلَیْکَ　　--------

رحمتوں کا ابر چھایا　　سید کونین آیا
جانفزا پیغام لایا　　دونوں عالم کو سنایا
یَا نَبِیْ سَلَامٌ عَلَیْکَ　　--------

خلق کی آنکھوں کے تارے　　آئے ہیں در پر تمہارے
دل شکستہ غم کے مارے　　اک نظر آقا ہمارے
یَا نَبِیْ سَلَامٌ عَلَیْکَ　　--------

علم و حکمت کے سمندر　　فخر شاہ ہفت کشور
دین کے ہادی اکبر　　نور بخش ماہ و اختر
یَا نَبِیْ سَلَامٌ عَلَیْکَ　　--------

شمع ایمان و یقین ہو　　سب حسینوں سے حسین ہو
رہبر دنیا و دیں ہو　　راحت قلب حزیں ہو
یَا نَبِیْ سَلَامٌ عَلَیْکَ　　--------

اے شہنشاہ دو عالم — اے وقار ابن آدم
اے حبیب رب اکرم — بھیج دو رحمت کی شبنم

یَا نَبِیْ سَلَامٌ عَلَیْکَ

اس نسیم پرخطاکو — شہر طیبہ میں بلا لو
گنبد خضرا دکھا دو — رنج و غم دل سے مٹا دو

یَا نَبِیْ سَلَامٌ عَلَیْکَ — یَا رَسُوْل سَلَامٌ عَلَیْکَ
یَا حَبِیْب سَلَامٌ عَلَیْکَ — صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْکَ

(علامہ نسیم بستوی علیہ الرحمۃ)

لکھاں سلام

آفتاب رسالت تے لکھاں سلام
تاجدار نبوت تے لکھاں سلام

دو جہاناں دی رحمت تے لکھاں سلام
مصطفائی دی عظمت تے لکھاں سلام

والضحیٰ مکھڑے والے تے لکھاں درود
اوہدی من موہنی صورت تے لکھاں سلام

جس دے دردی غلامی فرشتے کرن
اوس آقا دی شوکت تے لکھاں سلام

رشتہ خالق دا مخلوق نال جوڑیا
کملی والے دی نسبت تے لکھاں سلام

جس دا کافر وی اقرار کر دے رہے
اس صداقت، امانت تے لکھاں سلام

زیر کر دتا ہر ایک شہزور نوں
ایسی روحانی طاقت تے لکھاں سلام
درتوں خالی نہ کوئی سوالی گیا
اس سخی دی سخاوت تے لکھاں سلام
گالاں سن کے وی جیہڑے دعاواں کرن
میرے آقا دی عادت تے لکھاں سلام
اس دے وچ گھر خدا دا بنایا گیا
شہر مکے دی حرمت تے لکھاں سلام
سب شفاواں دا ضامن ہے جس دا غبار
اس مدینے دی عظمت تے لکھاں سلام
حشر دے قمردی شفاعت کرن
ایسی شفقت عنایت تے لکھاں سلام

☆☆☆☆☆

سلام بہ درگاہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

تا فلک جانے والے پہ لاکھوں سلام — عرش کاشانے والے پہ لاکھوں سلام
قرب حق پانے والے پہ لاکھوں سلام — جلد لوٹ آنے والے پہ لاکھوں سلام
عرش کے تاج والے پہ لاکھوں سلام
پیارے معراج والے پہ لاکھوں سلام
جن کے جبریل نے آکے چومے قدم — جن کی تابش سے روشن تھا صحن حرم
جن کو اقصیٰ لایا براق ایک دم — کر سلام ان کو اے امت محترم
عرش کے تاج والے پہ لاکھوں سلام
پیارے معراج والے پہ لاکھوں سلام

جن کو بیت المقدس میں لایا گیا مقتداء انبیاء کا بنایا گیا
سب رسولوں سے خطبہ پڑھایا گیا ان کا اعزاز سب سے بڑھایا گیا
عرش کے تاج والے پہ لاکھوں سلام
پیارے معراج والے پہ لاکھوں سلام
صدقہ معراج کی رات کا اے خدا دولت دین و ایماں ہمیں ہو عطا
ہم کو پہنچا دو تا روضۂ مصطفیٰ ہو مدینہ میں لب پر ہمارے سدا
عرش کے تاج والے پہ لاکھوں سلام
پیارے معراج والے پہ لاکھوں سلام
نعمت حج کعبہ عطا کر ہمیں عشق شاہ مدینہ عطا کر ہمیں
ذوق طیبہ دوبارہ عطا کر ہمیں ہوں سلامی وہ جذبہ عطا کر ہمیں
عرش کے تاج والے پہ لاکھوں سلام
پیارے معراج والے پہ لاکھوں سلام

حضرت مولانا ضیاء القادری بدایونی علیہ الرحمۃ

السلام اے رحمت پروردگار السلام اے غم زدوں کے غمگسار
السلام اے رونق دنیا و دیں السلام اے راحت قلب حزیں
السلام اے شافع یوم الحساب السلام اے صاحب ام الکتاب
السلام اے سبز گنبد کے مکین السلام یا رحمۃ للعٰلمین

☆☆☆☆☆

لاکھوں سلام

آپ پر اے عرش کے مسند نشیں لاکھوں سلام آپ پر اے سبز گنبد کے مکیں لاکھوں سلام
آپ پر اے رونق خلد بریں لاکھوں سلام آپ پر یا صاحب فتح مبیں لاکھوں سلام
آپ پر یا رحمۃ للعالمیں لاکھوں سلام
آپ پر یا شاہ دیں سلطان دیں لاکھوں سلام

آپ پر اے صدر بزم کن فکاں لاکھوں سلام آپ پر یا خاتم پیغمبراں لاکھوں سلام
آپ پر اے تاجدار دو جہاں لاکھوں سلام آپ پر اے مقتدائے انس و جاں لاکھوں سلام

آپ پر یا رحمۃ للعالمیں لاکھوں سلام
آپ پر یا شاہ دیں سلطان دیں لاکھوں سلام

اے حبیب رب اکبر آپ پر لاکھوں سلام اے حسین بندہ پرور آپ پر لاکھوں سلام
اے قیم خلد و کوثر آپ پر لاکھوں سلام اے شفیع روز محشر آپ پر لاکھوں سلام

آپ پر یا رحمۃ للعالمیں لاکھوں سلام
آپ پر یا شاہ دیں سلطان دیں لاکھوں سلام

بھیجتے ہیں جن و انساں آپ پر ہر دم سلام بھیجتے ہیں حور و غلماں آپ پر ہر دم سلام
کرتے ہیں درویش و سلطاں آپ پر ہر دم سلام کرتے ہیں عشاق رحماں آپ پر ہر دم سلام

آپ پر یا رحمۃ للعالمیں لاکھوں سلام
آپ پر یا شاہ دیں سلطان دیں لاکھوں سلام

امت مظلوم کی شاہا مدد فرمایئے مخلصی محکوی اغیار سے دلوایئے
شائقان دید کو شکل حسیں دکھلایئے اپنے دربار مبارک میں ہمیں بلوایئے

آپ پر یا رحمۃ للعالمیں لاکھوں سلام
آپ پر یا شاہ دیں سلطان دیں لاکھوں سلام

ہے تمنا ہم مدینہ میں کریں جا کر سلام جالیاں چومیں پڑھیں نزد و را نور سلام
حاضری ہو روضۂ انور میں، ہو لب پر سلام جاں بحق پڑھ کر ضیاء ہوا ے مرے سرور سلام

آپ پر یا رحمۃ للعالمیں لاکھوں سلام
آپ پر یا شاہ دیں سلطان دیں لاکھوں سلام

حضرت مولانا ضیاء القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ

سلام رضا بہ بارگاہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم

اختر برج رفعت پہ لاکھوں سلام — آفتاب رسالت پہ لاکھوں سلام
مجتبٰی شان قدرت پہ لاکھوں سلام — مصطفٰی جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

جس کی عظمت پہ صدقے وقار حرم — جس کی زلفوں پہ قرباں بہار حرم
نوشۂ بزم پروردگار حرم — شہریار ارم تاجدار حرم
نوبہار شفاعت پہ لاکھوں سلام

جس کے قدموں پہ سجدہ کریں جانور — منہ سے بولیں شجر دیں گواہی حجر
وہ ہیں محبوب رب مالک بحروبر — صاحب رجعت شمس وشق القمر
نائب دست قدرت پہ لاکھوں سلام

جس کا فرمان، فرمان جاں آفریں — پاک قانون جس کا کتاب مبیں
وہ جو ہے مظہر احکم الحاکمیں — عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

روز شب سرور انبیاء پر درود — ہر گھڑی ہر نفس مصطفٰی پر درود
گنج ہر زاہد و پارسا پر درود — کنز ہر بیکس و بے نوا پر درود
حرز ہر رفتہ طاقت پہ لاکھوں سلام

رہبر دین و دنیا پہ بے حد درود — شافع روز عقبٰی پہ بے حد درود
ہم ضعیفوں کے ملجا پہ بے حد درود — ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

لامکاں کی جبیں بہر سجدہ جھکی　　رفعت منزل عرش اعلیٰ جھکی
عظمت قبلۂ دین و دنیا جھکی　　جن کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی
ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

جس کے جلوے زمانے میں چھانے لگے　　جس کی ضو سے اندھیرے ٹھکانے لگے
جس سے ظلمت کدے نور پانے لگے　　جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

جس کے عالی مقالات وحی خدا　　جس کے غیبی اشارات وحی خدا
جس کے الفاظ آیات وحی خدا　　وہ دھن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

جس کے تابع ہیں مقبولیت کے اصول　　منحصر جس پہ ہے رحمتوں کا نزول
وہ دعا جس پہ صدقے درودوں کے پھول　　وہ دعا جس کا جوبن بہار قبول
اس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام

مضطرب غم سے ہوتے ہوئے ہنس پڑیں　　رنج سے جان کھوتے ہوئے ہنس پڑیں
بخت جاگ اٹھیں سوتے ہوئے ہنس پڑیں　　جسکی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

دین و دنیا دیئے مال اور زر دیا　　حور و غلماں دیئے خلد و کوثر دیا
دامن مقصد زندگی بھر دیا　　ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر ساحت پہ لاکھوں سلام

جب ہوا صنوفگن دین و دنیا کا چاند　　آیا خلوت سے جلوت میں اسرا کا چاند
نکلا جس وقت مسعود بطحا کا چاند　　جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

دلکش دلربا، پیاری پیاری پھبن　　خود پھبن نے بھی دیکھی نہ ایسی پھبن
جس پہ قربان اچھی سے اچھی پھبن　　اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن
اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

ان کے پاکیزہ گیسو پہ لاکھوں درود ان کی عنبر فشاں بو پہ لاکھوں درود
ان کے آئینہ رو پہ لاکھوں درود الغرض ان کے ہر مو پہ لاکھوں درود
انکی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام

آ گیا فرش پر آسمان شفیق مرکز ہاشمی خاندان شفیق
مشفق مشفقاں مامنان شفیق اہل اسلام کی مادران شفیق
بانوان طہارت پہ لاکھوں سلام

ساقی بزم میخانۂ جتہاد روح صہبائے پیمانۂ اجتہاد
شان دربار شاہانۂ اجتہاد شمع تابان کاشانۂ اجتہاد
مفتی چار ملت پہ لاکھوں سلام

عظمت شان بیت الشرف پر درود اوج ایوان بیت الشرف پر درود
نور باران بیت الشرف پر درود جلوہ گیان بیت الشرف پر درود
پردگیان عفت پہ لاکھوں سلام

وانیس غم مونس بیکساں وہ سکون دل مالک انس و جاں
و شریک حیات شہ لامکاں سیما پہلی ماں کہف امن و اماں
حق گزار رفاقت پہ لاکھوں سلام

فرش پر تھی مگر عرش منزل ہوئی یعنی جلوہ گہ حسن کامل ہوئی
عرش والے کے جلووں کی حامل ہوئی عرش سے جس پہ تسلیم نازل ہوئی
اس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام

رات دن ہے جہاں سر بسجدہ ادب رفعتیں جس کو ہر آن دیتا ہے رب
خاص جلوہ گہ تاجدار عرب منزل من قصب لانصب لاصحب
ایسے کوشک کی زینت پہ لاکھوں سلام

شمع تابان عرش آستان نبی غمگسار نبی طبع دان نبی
راحت قلب و روح روان نبی بنت صدیق آرام جان نبی
اس حریم برأت پہ لاکھوں سلام

عظمت حسن معمور جن کی گواہ　　عفت ذات مستور جن کی گواہ
شان رب چشم بددور جن کی گواہ　　یعنی ہے سورۂ نور جن کی گواہ
اس کی پُرنور صورت پہ لاکھوں سلام

کل شہیدان بدرو احد پر درود　　سب فدایان بدرواحد پر درود
جیش مردان بدرو احد پر درود　　جاں نثاران بدرواحد پر درود
حق گزاران بیعت پہ لاکھوں سلام

رفعت و افضلیت کا مژدہ ملا　　خاص عزو وجاہت کا مژدہ ملا
رحمت کل سے رحمت کا مژدہ ملا　　وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا
اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

ذات والا کے ہمسایۂ اصطفا　　شرح پاکیزۂ آسیۂ اصطفا
رکن تخت نبی پایۂ اصطفاء　　سایۂ مصطفیٰ مایۂ اصطفا
عزو ناز خلافت پہ لاکھوں سلام

جلوۂ مشعل تابناک سبل　　بوستان نبی کا مہکبار گل
بعد محبوب حق، شاہ مخلوق کل　　یعنی اس افضل الخلق بعدالرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

قصر پاک خلافت کے رکن رکین　　شاہ قوسین کے نائب اولین
یار غار شہنشاہ دنیا و دیں　　اصدق الصادقیں سید المتقیں
چشم و گوش و وزارت پہ لاکھوں سلام

وہ عمر وہ حبیب شہ بحروبر　　وہ عمر خاصۂ ہاشمی تاجور
وہ عمر کھل گئے جس پہ رحمت کے در　　وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر
اس خدادوست حضرت پہ لاکھوں سلام

شمع ہرراہ مشکل امام الھدیٰ　　نجم گم کردہ منزل امام الھدیٰ
رہبر دین کامل امام الھدیٰ　　فارق حق و باطل امام الھدیٰ
تیغ مسلول شدت پہ لاکھوں سلام

ہے گہربار و دربار گان نبی　　پھول برسا رہا ہے دہان نبی
ہو بہو شان حسن بیان نبی　　ترجمان نبی ہمزبان نبی
جان شان عدالت پہ لاکھوں سلام

عاشق یوسف ہاشمی پر درود　　وقف باب مع اللہ لی پر درود
ساجد بارگاہ نبی پر درود　　زاہد مسجد احمدی پر درود
دولت جیش مسرت پہ لاکھوں سلام

وہ غنی کیوں نہ تقدیر کا ہو دھنی　　جس نے پائے ہوں دو لعل کان نبی
شرح نور علی نور ہے زندگی　　در منشور قرآں کی سلک بہی
روج دو نور عفت پہ لاکھوں سلام

گنج لطف و کرم ابر جودو عطا　　حاتم دولت شاہ ارض و سما
سرحد الحیا سید الاغنیا　　یعنی عثمان صاحب قیص ہدیٰ
حلہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام

شمع راہ ہدیٰ وجہ وصل خدا　　ذات مشکل کشا وجہ وصل خدا
حیدری سلسلہ وجہ وصل خدا　　اصل نسل صفا وجہ وصل خدا
باب فصل ولایت پہ لاکھوں سلام

افسر لشکر فاتحان زمن　　تیغ انا فتحنا ہے جوہر فگن
بازوئے مصطفیٰ پنجۂ پنجتن　　شیر شمشیر زن شاہ خیبر شکن
پرتو دست قدرت پہ لاکھوں سلام

وہ ردا جس کی تطہیر اللہ رے　　آسماں کی نظر بھی نہ جس پر پڑے
جس کا دامن نہ سہواً ہوا چھو سکے　　جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

صادقہ، صالحہ، صائمہ، صابرہ　　صاف دل، نیک خو، پارسا شاکرہ
عابدہ، زاہدہ، ساجدہ، ذاکرہ　　سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

گفتگو میں ہے طرز بیان نبی　　بن گئی ہے زباں ترجمان نبی
فیضیاب زلال دہان نبی　　شہید خوار لعاب زبان نبی
چاشنی گیر عصمت پہ لاکھوں سلام

تاجور صبر کا شاہ گلگوں قبا　　کشتۂ ہر جفا شاہ گلگوں قبا
و قتیل رضا شاہ گلگوں قبا　　اس شہید بلا شاہ گلگوں قبا
بیکس دشت غربت پہ لاکھوں سلام

ایسی برتر ہوئی گردن اولیاء　　اوج ماہ پر ہوئی گردن اولیاء
عرش برسر ہوئی گردن اولیاء　　جس کی منبر بنی گردن اولیاء
اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

ابر جود عطا کن پہ برسا نہیں　　تیرا لطف و کرم کس پہ؟ دیکھا نہیں
کس جگہ؟ اور کہاں؟ تیرا قبضہ نہیں　　ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

آفتاب قیامت کے بدلے ہوں طور　　جبکہ ہو ہر طرف نفسی نفسی کا شور
جب کسی کا کسی پر نہ چلتا ہو زور　　کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مرشدی شاہ احمد رضا خاں رضاؔ　　فیض یاب کمالات حساں رضاؔ
ساتھ اختر بھی ہو زمزمہ خواں رضاؔ　　جبکہ خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

دعا والتجا، بارگاہ کبریا جل وعلا

یا رب ہمیں نبی کی محبت نصیب ہو
یہ لازوال ہے یہی دولت نصیب ہو

شام و سحر خیال شہ دوسرا رہے
طیبہ کے بام و در کی زیارت نصیب ہو

قول وعمل میں بھر دے صداقت کی روشنی
ایماں کا جوش، جذبۂ ملت نصیب ہو

تجھ کو جو ہے پسند وہ سیرت نصیب ہو
جسمیں تری رضا ہے وہ عادت نصیب ہو

محبوب دو جہاں جو شریعت کی جان ہیں
مرنے کے وقت ان کی زیارت نصیب ہو

محشر کے روز بہر شہیدان کربلا
پیارے نبی کا دامن رحمت نصیب ہو

ہم کو نہیں ہے دولت دنیا کی آرزو
مومن کے واسطے ہے جو عزت نصیب ہو

ترے رسول پاک کے صدقے میں اے خدا
گلزار خلد، گلشن جنت نصیب ہو

صدیق باصفا کی صداقت ملے ہمیں
فاروق باوفا کی عدالت نصیب ہو

عثمان کی طرح تو بنا دے سخی ہمیں
شیر خدا علی کی شجاعت نصیب ہو

تبلیغ دین خدمت اسلام کے لئے
رگ رگ میں زندگی کی حرارت نصیب ہو

اعدائے مصطفیٰ کے نہ جائیں کبھی قریب
ارباب دین حق کی طریقت نصیب ہو

کچھ بھی نہیں ہے ظاہری آنکھوں کی روشنی
باطن کا حسن چشم بصیرت نصیب ہو

جو بھی قدم اٹھے وہ تری راہ میں اٹھے
جذبات احترام شریعت نصیب ہو

دل کو نماز و ذکر و عبادت کا شوق دے
قرآن کی پرخلوص تلاوت نصیب ہو

علم و کمال ضبط و تحمل کے ساتھ ساتھ
فکر و شعور و دانش و حکمت نصیب ہو

کرتے ہیں جو اہانت تنقیص مصطفیٰ ﷺ
دنیا میں ان کو قصر مذلت نصیب ہو

دست وجبل میں گونجے حیات آفریں پیام
ٹوٹے دلوں کو امن و مسرت نصیب ہو

اے کاش میرے دیدۂ پرشوق کو نسیم
دربار مصطفیٰ کی زیارت نصیب ہو

(از تبرکات حضرت علامہ نسیم بستوی رحمۃ اللہ تعالیٰ)

بارہ تقریریں......بارہ خزانے

تقریظ منظوم

محترمہ عابدہ آثر بی اے فیض پوری

رب نے اپنا کرم کمایا چھپی کتاب پیاری
سرکار مدینہ نگہ فرمائی مہک پئی پھلواری
تیئی چھپتی سولاں سائز ایہدا اے من بھاتا
چٹا کاغذ دڈھ دے وانگوں کرے پسند زمانہ
نال نفاست کاتب سیانے ایہہ کتابت کیتی
کرکے وضو پرنٹنگ والیاں خوب طباعت کیتی
ہوون لکھ مبارکاں جہنے لکھی کتاب عجیبہ
اوس دی ہے تربیت چنگی کیڈی نیک نصیبہ
نسیم فاطمہ لائق فائق اُچیاں سوچاں والی
اوہنے اپنے ذوقوں شوقوں شمع نورانی بالی
سوجھ بوجھ تے عقلاں والی روشن ذہن دی مالک
عابدہ زاہدہ صابرہ شاکرہ پیو دے وانگوں سالک
باپ ایہدے نے بال کے رکھی اچیاں ہمتاں والا
دین اسلام دا ہے مبلغ جانے آل دووالا
درس قرآن حدیث فقہ دا ہر دم رکھدا جاری
حضرت میاں محمد منشا تابش عالم قاری

نجھلاں والے مسئلے حضرت پل وچ حل کریندے

درس نظامیہ رضویہ اندر جا کے درس نے دیندے

فارسی دے ایہہ ڈاہڈے جانوں سمجھن بولن والے

عربی اردو تے پنجابی رمزاں کھولن والے

اس دی جگر گوشہ ہے قابل جس کتاب بنائی

پردے دار تے گھر گرہستن دِتی ربّ دانائی

غلام فاطمہ دی اکھ دی ٹھنڈک نیک تربیت ہوئی

مشکل ویلے ایہہ سکھیاں دی کردی اے دلجوئی

شیم فاطمہ بھین اینہاں دی اوہ وی علماں والی

ہے تقدیم لکھی خود اپنے تقوے حلماں والی

طیبہ کمال وی نیک سیرت اے رکھدی سوچ اچیری

محفل نعت دی کرے نقابت جذبے نال دلیری

اس کتاب نوں لائق مرتبہ ہستیاں دے ناں لایا

اوہ ماواں نیں مسلماناں دیاں اچا رتبہ پایا

ام المومنین اے پہلی اچیاں شان والی

حضرت خدیجۃ الکبریٰ اے آناں باناں والی

دوجی ام المومنین اے حضرت صدیق دی جائی

حضرت عائشۃ الصدیقہ مسلماناں دی مائی

طرز تحریر مٹھی اے ایہدی سب عنوان نرالے

ایہہ دے اندر نیک مائیاں دے ہوئے ذکر دوبالے

عارفات و صالحات دے ہین احوال پیارے

قول مائیاں دے اچے سچے جیوں اسمانی تارے

دور اسلاف دیاں نیکاں بیبیاں ماواں پردے داراں
ولیاں قطباں گودیاں دے وچ پائیاں دین دیاں ساراں
نیک تربیت جہناں دی سی دین دا رنگ چڑھایا
پتر حافظ قاری جہناں دین دا سبق پڑھایا
الفت شفقت تے مروّت پتراں نو سکھایا
دین اسلام دی گڑتی دے کے قاری حافظ بنایا
دین اسلام دے بنے مجاہد اچیاں شاناں والے
مال جان دی دے قربانی اچیاں آناں والے
اونہاں نیک ماواں نے سارے جگ نوں گر سکھائے
اٹھن بہن تے کھان پین دے سوہنے ڈھنگ سمجھائے
اونہاں پاک مائیاں دے حالے لکھ تسنیم وکھائے
ہین خزانے علم ادب دے ساڈے لئی سرمائے
اللہ پاک مرتبہ اتے اپنا فضل کماوے
قلم ایہدے نوں ہور نوازے علم دے پھل برساوے
لکھ لکھ نت ڈھیر لگاوے ذوق دے نال چھپوائے
کرن پسند خاتوناں اس نوں عزت حرمت پاوے
مینوں میرے والد ہوراں نے ایہہ حکم سنایا
شعراں دے وچہ دے تاثر میں ایہہ فرض نبھایا
مٹھے پھٹے شعراں دے وچہ کتاب دی گل سنائی
جیہڑی ملک شبیر حسین نے لا کر زر چھپوائی
چاہی دا سب بھیناں تائیں لین کتاب پیاری
دین سہیلیاں نوں ایہہ تحفہ ہووے صدقہ جاری

سے بھیناں پڑھ کے ایہنوں صالح عمل کماون
گلے شکائتاں چغلی غیبت کولوں جند بچاون
اس دنیا دی زیبا زینت چار دیہاڑے رہنا
فانی دنیا دے چمن فانی آخر اک دن لہنا
جوڑے گہنے گٹے ٹوماں خاک دے وچ سمانے
نیک اعمال جو کیتے ہوون اوہو اگے جانے
پردے داری پارسائی وچ اپنا وقت لنگھاؤ
فانی جگ دے میلے دے وچ ویلا نہ گواؤ
عابدہ اثر نے ایہہ تاثر شعراں وچ سموئے
نسیم فاطمہ بھین دی خاطر سجرے پھل پروئے

منظوم تاثر:۔ محترمہ عابدہ صاحبہ بی اے دختر شاعر اسلام فقیر اثر انصاری فیض پوری
(فیض پور، شرقپور شریف روڈ لاہور)